قِرانُ السَّعدَین

مِن تصنیفاتِ جنابِ فاضلِ اجلّ وعالمِ بے بدل حضرت

مولانا ومقتدانا مولوی خواجہ شیخ عابد حسین صاحب انصاری

زاد فضلکم ہے۔ اس رسالہ میں تمام واقعات وحالات جناب

جگر گوشۂ حضرت محمد مصطفیٰ یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

مندرج ہیں

بنابراں

بخدمت حضرت اہل سنت والجماعت کے گزارش ہے کہ کوئی

صاحب اہل جماعت سے اس کتاب کو ملاحظہ نہ فرمائیں ؛

دہلی کے یوسفی مطبع میں باہتمام منشی سید علی حسین صاحب

مالک مطبع کے چھپا

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۰	معصومہ	زہرا	۴۷	۱۴	لبنا	لبنیٰ
۱۲	۶	رسولون	رسول	〃	۱۷	الی	الجبری الی
۱۴	۱۹	ادنی	ادنی اسند	۴۹	۱	کے زرہ	[illegible]
۱۷	۵	اکباب	استجاب	〃	۳	بیس	تیس
〃	۱۴	پروین	قیترین	۵۰	۹	الصدق	المصدق
۱۸	۹	شریف	سن شریف	۵۲	۲۰	بیاہ	پہلے بیاہ
۱۹	۸	رقت	رُفت	۵۶	۱	الحزن	لحزن
۲۰	۱۵	دن بلکہ	دن انتیس اٰن برس لکھاہے بلکہ	۵۷	۱۴	یہی	بھی یہی
۲۳	۱۳	اصل	وصل	۶۰	۱	لیکر	لیکر
۲۸	۱۶	گیئے	جان گئے	〃	۴	معیبت	معصیت
۳۰	۶	حسب حسب	سبب سبب	۶۱	۹	تیسیلے آئیں	تیسیتی لائیں
〃	۷	حسب مرتبہ محبت کا	سبب قہر خدا کا	۶۴	۱۶	کیا	کا
۳۴	۸	کبھی تو حاجت	کہو تو قباحت	۶۷	۱	مکان	نکل پر مکان
〃	۶	النکو	البکر	۶۸	۱۴	خیال	حیا
〃	۱۵	روایت	ولایت	〃	۱۶	تواور	اور تو اور
۳۶	۱۳	کس سے	کس سے کس کو	〃	۴	قسم	قسم میں نے
۴۰	۶	بخشنے	بخشنے والا ہے	۷۱	۵	باقی دریافت طلب ہے	باقی لم
۴۱	۱۳	رای ونی	راوی نے	〃	۱۱	استودکم	استودعکم
〃	۱۵	علم	علم شنکر	۷۲	۷	میکائیل	میکائیل بہی
۴۲	۱۲	سراسر	سراسم	۷۳	۶	رضوان	رضوان الله
۴۴	۹	رنگ	رنگ برنگ	〃	۱۸	یمحضنا	یمخضنا
۴۵	۱۳	کرونگا	کرونگا اور بیان کرونگا	〃	۱۹	الله	لله
〃	۱۴	چھپکر	جھپٹ کر	۷۴	۴	وجہۃ	توجہ

نحن نقص علیک احسن القصص

قران السعدین

سنه ۱۳۰۴

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسنین طبع شد

تعداد طبع ۵۰۰

یا فتاح

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا
وکان ربک قدیرا الذی اصطفی من عباده المرسلین سید
بریته وخیر خلقه خاتم النبیین محمدا وارتضی
صنوه وصهره سید الاوصیاء یعسوب الدین اسد الله واسد
رسوله مظهر العجائب والغرائب غالب کل غالب ابن ابیطالب
امیر المومنین امام المتقین علیا وخصه من المسلمین بزواج البتول
بضعة الرسول سیدة نساء العلمین من الاولین و
الاخرین الانسیة الحوراء العذراء المحدثة المعصومة
الطاهرة الزکیة الراضیة المرضیة المبارکة الصدیقة الکبری الفاطمة

الزهراء السیدة النجیبة الشریفة الکریمة العفیفة العقیلة
الفاضلة الکاملة العالمة العاملة الصابرة الشاکرة الذاکرة من ال طه ولیس
ام الائمة النجباء الامناء الاذکیاء النقباء الاتقیاء العلماء
الفضلاء الکملاء الخلفاء الراشدین الهادیین
المهدیین الطاهرین المعصومین الاکرمین
الارشدین المکرمین صل اللهم علیها وعلی ابیها وبعلها
بنیها وذریتها کما صلیت وسلمت وبارکت وترحمت
علی ابراهیم وال ابراهیم انک حمید مجید ه
ربنا واحشرنا فی زمرة شیعتها وموالیها ومحبیها
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب

امابعد بندہ گنہگار امیدوار رحمت حضرت باری بخشین حسین کا بیٹا یوسف کا باپ عابد حسین سہارنپوری انصاری خزرجی نجاری ابی سالاری دوستان اہلبیت نبوت کی خدمت بابرکت مین التماس کرتا ہے کہ آدمی کا دل خدا نے آئینہ بنایا ہے عقیدہ کی صفائی اور ایمان کے نور سے اوسکی روشنی ہے اور معرفت بغیر عقیدہ کے صفائی مشکل ہے جہالت کی تیرگی سے وسوسونکی جہائیان جب پڑنے لگتی ہین تو رفتہ رفتہ ایسا بے نور ہو جاتا ہے کہ حق و ناحق کی تمیز نہین کرسکتا یہ مضمون بہت صاف اور شفاف ہے ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے اہلبیت کا جو منکر ہوا ہے جہالت اور لاعلمی سے ہوا ہے پس مومنین کو لازم ہے کہ ذکر محمد و آل محمد سے غافل نہون ہردم مناقب کا چرچا رکہین جہانتک ہو اس اکسیر اعظم کو شہرت دین فضائل کی سیر سے آنکہونکو نور دلکو سرور ملتا ہے شک اور شبہ دور رہتا ہے ناخواندہ آدمی بہی شیاطین جن و انس کے پہندے مین پہولکے نہین پہنستا؛ اس نعمت عظمیٰ کے

کی بدولت بیوقوف سا بیوقوف بھی اپنے عقیدہ پر راسخ دم اور ثابت قدم رہتا ہے اس
ذکرِ خیر سے دلکو جلا ہوتی ہے قلب سیاہ تک متنور ہو جاتا ہے حق نظر آنے لگتا ہے فضائل
کیا ہیں گویا دلکی صیقل اور جلا ہیں یوں تو اہلبیتؑ کے سب فضائل ایسے ہی ہیں جن سے قلب کو
طراوٹ اور روح کو فرحت ایمان کو قوت ہوتی ہے مگر حضرت خاتون جنت کی شادیکا حال تو
خاص کر کے عجب مضمون لطیف اور فضیلت شریف ہے بہت سے فائدہ دین اور دنیا کے اس سے
اور بھی حاصل ہوتے ہیں ادنی سی یہ بات ہے کہ ہندوانی اور مسلمانی دستوروں کا فرق ظاہر ہوتا ہے
اپنے پیشواؤں کی بات چیت اپنے آبا و اجداد کی رسم ریت معلوم ہوتی ہے ان خاصانِ خدا کا حال
دیکھکر قدرتِ خدا نظر آتی ہے اور ثواب کی یہ کثرت ہے کہ آدمی کو خوشی کے مارے شادیٔ مرگ
ہو جاوے تو عجب نہیں چونکہ ہندی زبان میں مشرح اور مفصل یہ ذکر دیکھنے میں نہیں آیا فارسی کا
ہر ایک کو مایہ نہیں عربی کا سمجھنا کجا اس نظر سے کتاب تجار الانوار سے بندہ نے اسکو اپنے ملک
کی سلیس بول چال میں ۱۲۹۰ء بارہ سو نوّے ہجری میں ترتیب دیا اور قران السعدین فی
زواج السیدین ابی الحسن وامّ الحسنین نام رکھا کتاب مذکور میں جناب محی مراسم
دین و ملت مرحومی علامہ مجلسی نے اللہ کے اوپر سو ہزار رحمت اس حالکو شیعہ و سنی کے معتبر کتابوں سے
بروایت مختلف واسناد چند در چند نقل کیا ہے مگر راقم نے فائدہ عام اور اختصار کی نظر سے
اسناد چھوڑ کر سلسلہ وار اپنے حوصلہ کے موافق شیر و شکر کیطرح جمع کیا اور مناسبت مقام سے
روایت مناقب کو زیب عنوان بلکہ اصل بیان گردانا یہ روایت مفصل اور مسلسل جامع اقوال
اور حاوی اغلب احوال ہے باقی روایات اوسکی تائید و تفسیر ہیں اسی طرز دلپذیر سے اس روایت
کے ضعف کا جبر نقصان بھی ہو جاویگا اور من باب المقدمہ ولادت باسعادت کا بیان زیب
عنوان کیا اور اختلاف تاریخ اور کمیت سن شریف سے اس بیان کو مزوج بنایا اور جابجا
فوائد کے پھولوں سے دامن بیان کو بھر دیا ہے مخالفین کی روایت کا ذکر اس نظر سے

کیا ہے کہ اَفْضَلُ مَاشَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ فضیلت وہی ہے جو
دوست تو دوست دشمن کے منہ پر آجاوے تاہم مضمون ضعیف اور خلاف مشہور کی طرف
اکثر جگہہ اشارہ کر دیا اور ربط کلام کی نظر سے کہیں طول کہیں اختصار ہوا تاکہ بیعلم ہو کہ سمجھا دیں
اور سمجھنے میں دقت نہو انشاء اللہ سب مرد عورت عبارت کی سادگی سے بہت لطف اٹھاوینگے
مضمون کی رنگینی سے آنکھیں روشن اور دل نورانی ہو جاوینگے یہ دیدہ ریزی اور جانفشانی
رایگاں نجاویگی مقبول خاص و عام ہوگی ہر کس ناکس کو بھائیگی ۔ بیاہ شادی میں راگ ناچ
کے بدلے اگر اس نعم البدل کو پڑہا کرینگے تو دوہرہ مزہ دیگا ہم خرما و ہم ثواب منقبت کی منقبت
اور دلچسپ قصہ کا لطف ملیگا سورہ یوسف تو نہیں ہے پر احسن القصص ہونمیں ہی کلام نہیں
اور اپنی خوشی کے عالم میں اونکی خوشی کا مذکور نور علی نور ہے اور مصیبت کے وقت پڑہینگے تو دکھ
درد اور غم و غصہ رنج و ملال یک لخت کافور ہوگا غرض سمجھہ والیکو سب کچھہ اور نادان کو قصہ
کہانی ہے ۔ میں اللہ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ کچھہ فہمید لوگ زمرہ موالیان اہلبیت
میں داخل ہوں راہ راست پر مائل ہوں اس شمع الٰہی کی روشنی میں دلکی اندھیے چاہ ضلالت
سے بچیں نیک و بد کی تمیز حق و باطل کا امتیاز حاصل ہو بھلے برے کو جانیں نیک و بد کو پہچانیں
نشیب و فراز کو سمجھیں دوست دشمن میں فرق کریں اور مومن مسلمان بیاہ شادی وغیرہ
میں صراط المستقیم سے نہ ڈگیں بدعت کو چھوڑیں سنت پر چلیں ثواب کے علاوہ نیک چلنی
اور عاقبت اندیشی کی توفیق ملے خاتمہ بخیر ہو سب کے ذیل میں یہ گنہگار سیہ کار بہی رہنگا
ہو آخرت میں ذلیل نہو رسوائے محشر سے بچے آل عبا کے مداحوں میں شمار ہو محمد
و آل محمد کی طفیل سے ناجی ہو جاوے دنیا میں صحت ملے اور نفس امارہ کے ہاتہ سے
امان پائے لِلْمُؤَلِّفِ نِدَائِی الدُّعَاءَ مِنْ اَنْوَارِ عِلْمِہٖ فَلَا یَنْتَہِیْ بِالشَّرْحِ
البطون اب ناظرین تابعین سے یہ التماس ہے کہ میں کوئی مجتہد محدث

عالم و فاضل نہیں ہوں اور ادنیٰ طالب علم ہوں جو کلمہ علما کی تحریر کے خلاف ہو وہ میری خطا ہے معاف ہو فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ہاں کسی سند میں بحث ہو تو جلد عاشر بحار سے ملا دیجئے اصل سے نقل کو مطابق کر لیجئے حق گوئی اور خیر خواہی کے صلہ میں دعای خیر سے یاد کیجئے تو بڑی قدر دانی ہے اور ترجمہ کی غلطی کو صلاح دیجئے تو عین مہربانی ہے اب یہاں سے مقصود کیطرف رجوع کرتا ہوں یمناً تبرکاً آیہ قرآں سے شروع کرتا ہوں وبہ نستعین

ابتدا فضیلت انکا خلقت نور آل عبا

هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

یعنے خدا وہ ہی ہے جسنے پانی سے بشر کو بنایا پھر اوسکو نسبت اور سبب گردانا اور ہی رب تیرا قدرت والا

راویاں شیریں بیاں و ناقلاں شگفتہ بیاں حاکیاں سیر و آثار و علمائی اخبار اخیار صحابہ کبار وائمہ اطہار نے رسول مختار سے صفحہ بیان پر نوک زبان سے اسطرح پر رنگ تحریر جمایا ہے کہ اس آیۃ مبارکہ میں پنجتن پاک ممدوح لولاک کا ذکر ہے بشر سے رسول اللہ مراد ہیں اور فاطمہ اور حسنین نسب یعنی اولاد ہیں اور علی صہر یعنے داماد ہیں اور قدیرا میں ظہور قائم آل محمد کی طرف اشارہ ہے اور ابن عباس سے یوں نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے ایک قطرہ نورانی مکنون مستور ایجاد کیا اور اوسکو صلب آدم میں قائم کیا پھر پشت آدم سے صلب شیث میں اوسی جگہہ دی اور شیث کی صلب سے انوش کی پشت میں آگیا پھر قنیاں کی پشت میں آیا اسیطرح اصلاب کرام اور بطون ارحام میں گذرتا ہو بحکم خدا عبد المطلب کے صلب طیب میں پہونچا یعنے جس صلب میں رہا اور جس شکم میں ٹھہرا کوئی اونمیں مشرک اور بت پرست نہ تہا اور ہر شکم میں بذریعہ حلال منتقل ہوتا عبد المطلب تک آیا۔ پس خدا نے اوس قطرہ نور کو دو حصہ کر دیا ایک حصہ نے حضرت عبد اللہ علیہ الرحمہ کی صلب اقدس میں قرار پایا اور دوسرے حصہ

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی صلب مبارک میں آیا پس اوس سلالہ سی حضرت عبداللہ
سے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا اور جناب ابو طالب سے حضرت علی مرتضیٰ
نے ولادت پائی پس تزویج کیا خدا نے فاطمہ بنت محمدؐ کو علیؑ ابن ابیطالب سے پس علی
محمد سے ہے اور محمد علیؑ سے ہے اور حسنؑ حسینؑ اور فاطمہ نسب ہیں اور علی سبب ہیں صلی علی
کیا نور کا نور سے پیوند ہوا ہے ابتدا اس نور کی آدم و حوا سے بہت پہلے ہو چکی تھی فریقین
نے نقل کیا ہے جب اللہ برتر نے آدم و حوا کو خلق کیا تو وہ دونوں نازاں نازاں باغ بہشت
میں سیر کرتے پھرتے تھے آدم نے حوا سے کہا خدا نے کوئی مخلوق ہم سے اعلیٰ ایجاد نہیں کیا
فوراً جل وعلا نے جبرئیل کو حکم کیا کہ میرے ان دونوں بندوں کو فردوس بریں میں لیجا جب
حضرت آدم اور حوا داخل فردوس اعلیٰ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں ایک شبیہ کسی صاحبزادے کی
وہاں ایک تخت پر جلوہ گر ہے اوسکے سر پر نور کا تاج ہے اور دونوں کانوں میں نور کے
بندے لٹکتے ہیں تمام جنت اونکے چہرہ کے نور سے منور ہے چار طرف وہ نور جلوہ گر ہے
آدم نے پوچھا ای میرے حبیب اے جبرئیل یہ کسکی صورت ہے جسکے حسن و جمال سے
ساری بہشت کو جگا جوت لگی ہے وہ بولا یہ فاطمہ ہے دختر محمد رسول اللہ کے جو تمہارے
اولاد سے آخری زمانہ میں پیدا ہونگے آدم نے پوچھا یہ تاج جو اسکے سر پر رکھا ہے کیسا ہے
جبرئیل نے کہا یہ اسکے شوہر علیؑ کی جانب اشارہ ہے پھر آدم نے پوچھا یہ گوشوارہ دونوں
کانوں میں پڑے ہیں انسے کیا مطلب ہے اوسنے جواب دیا یہ حسنؑ حسینؑ اسکے دونو فرزند نور العین
ہیں پھر آدم نے پوچھا ای حبیب میرے جبرئیل کیا یہ مجھسے پہلے پیدا ہو چکے ہیں جبرئیل نے
کہا یہ خدا کے علم غامض میں تمہاری پیدایش سے چار ہزار برس پہلے سے موجود ہیں
مترجم کہتا ہوں آدم تو آدم سیدہ کا نور زمین و آسمان کی خلقت سے کہیں پہلے پیدا ہوا ہے
پس مقدار فاصلہ جو بعض روایت میں چار اور بعض میں چودہ اور بعض میں بیس ہزار سال

مذکور ہوا ہے شاید اوس اختلاف کی یہی بنا ہے کیونکہ ایجاد آسمان و زمین سے کئی ہزار
برس بعد آدم کا پتلا بنایا گیا ہے اور پھر برسوں کے بعد اوس میں روح ڈالی گئی اور یہی
خیال ہو سکتا ہے کہ دن کئی طرح کے ہوتے ہیں شرع میں پچاس ہزار برس تک کا دن
لکھا ہے عقل کی رو سے بھی ہر ستارہ کا دن علیحدہ ہے بلکہ سورج کا دن بھی کل دنیا میں برابر
نہیں ذرات میں تفاوت ظاہر ہے دس گھنٹہ سے لیکر چھہ مہینے تک کا دن اسی عالم میں
ہوتا ہے پس اختلاف روایتوں کا دونوں کے اختلاف سے ہو کسی میں چھوٹا کسی میں بڑا دن
مراد ہو یا راوی کی غلطی ہو یا کوئی اور وجہ ہو عقل کو اس جگہہ دخل دینا ٹھیک نہیں اکثر اونکے بھید سمجھ
میں یہ بھید نہیں آسکتے ع خدا کی باتیں خدا ہی جانیں کہنے کو یہ اللہ کے خاصہ آدمی تھے
ورنہ عقل اونکو پہچان نہیں سکتی بشریت کے جامہ میں نوری بندے تھے رسولخدا اکثر فرمایا
کرتے تھے اِنَّ فَاطِمَۃَ حُورِیَّۃٌ فِی صُورَۃِ اِنْسِیَّۃٍ فاطمہ حور ہے
بصورت انسان کے اسکی شرح چند حدیثوں میں اسطرح پر آئی ہے کہ حضرت رسالت مآب فرماتے
ہیں جب مجکو معراج کی رات آسمانوں کی سیر کرائی تو جبرئیل میرا ہاتھ پکڑے ہوئے جنت میں
لیگئے اور ایک رطب بہشت کا بروایت دیگر سیب بہشت مجھے دیا میں نے اوسکو تناول کیا تو وہ
پہل قدرت خدا سے نطفہ ہو گیا جب میں زمین پر آیا اور خدیجہ سے خلوت کا اتفاق ہوا تو اوسکو
حمل رہا جس حمل سے فاطمہ پیدا ہوئی پس فاطمہ حور ہے انسان صورت میں جب میں بہشت کا
مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی دلبند فاطمہ کے بو سونگھتا ہوں چند حدیثوں میں لکھا ہے کہ وہ سبب
سیدہ کے نور سے بنا تھا اور بحکم حدیث صحیح اَلْفَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِنِّی سیدہ کا نور ختم
المرسلین کے نور کا ٹکڑا ہے اور اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ سے عیاں ہے کہ حضرت
علی کا نور بھی اوسی نور کا ایک حصہ ہے اسیواسطہ حضرت علی اور جناب فاطمہ کے حق میں اَنْتَ مِنِّی
وَ اَنَا مِنْکَ فرمایا ہے اور یہ ظاہر متواتر ہے کہ حضرت کا نور بحکم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ سب سے

اول مخلوق خدا بلکہ باعث ایجاد ارض وسما ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین

ولادت باسعادت

تاریخ ولادت باسعادت میں اختلاف ہے اشہریہ ہے کہ بیسویں جمادی الثانی کو ۵ سنہ نبوی
میں شہر مکہ میں ولادت ہوئی یعنی حضرت کی نبی ہونے کے پانچ برس بعد اور اوسوقت حضرت
رسول کا سن مبارک پینتالیس ۴۵ سال کا تہا اور لکہا ہے کہ اون دنوں میں قریش خانہ کعبہ کی
تعمیر کرتے تھے اور منقول ہے کہ معراج کے تین ۳ برس بعد کا یہ حال ہے اور بقولی ۲ دوبرس
بعد کا اور بقولی نبوت سے ۲ دوبرس بعد ۴۱ سنہ اکتالیس میلادی میں ولادت پائی بعض نے
لکہا ہے پانچ ۵ برس قبل بعثت سے ولادت ہوئی تہی یعنے حضرت کے نبوت سے پانچ برس پہلے
سیدہ پیدا ہوئیں یہ قول محض لغو اور ضعیف ہے بعض سُنیوں کا مقولہ ہے آگے پیچھے کر دیا ہے
ہماری یہاں صحیح اور معتبر قول پہلا ہے چنانچہ امام جعفر صادق ع سے روایت ہے کہ جب حضرت
خدیجہ نے رسول اللہ ص سے اپنا نکاح کیا تو مکہ کی عورتوں نے اونکو چھوڑ دیا نہ اونکی پاس آتی
تہیں اور نہ سلام و کلام باقی تہا بلکہ ایکدوسرکو وہاں آنے سے روکتی تہی اس معاملہ کو دیکھکر
حضرت خدیجہ بہت پریشان رہتی تہیں اور بڑی تشویش اونکی رسول اللہ کے واسطے تہی
مگر جب حضرت سیدہ حمل میں آئیں تو اپنے ماں سے پیٹ کے اندر سے باتیں کیا کرتیں اور دلاسا
دیتی رہتی تہیں حضرت خدیجہ نے اس بات کو رسول اللہ ص سے ظاہر نکیا ایک دن رسول اللہ ص دولتخانہ
میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہ کو کسی سے باتیں کرتے پایا فرمایا ای خدیجہ تم کس سے
باتیں کرتی ہو وہ بولی یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے حضرت نے
فرمایا ای خدیجہ یہ جبرئیل مجھے بشارت دیتا ہے کہ یہ لڑکی ہے اور مبارک پاکیزہ اولاد ہے
اور بی شبہ اللہ تعالی اس سے میری نسل پھیلائیگا اوسکی نسل سے امام پیدا ہونگے
جو وحی کے منقطع ہونے کے بعد زمین پر خدا کے نائب اور خلیفہ ہیں پس حضرت خدیجہ کا یہی

حال ہا جب ولادت کا وقت آیا تو آنہوں نے حسب دستور قریشی عورتونکو اور زنانِ ہاشمی
کو بلوا بھیجا کہ آؤ اور جسطرح عورتیں ایسے وقت میں عورت کی نگرانِ حال ہوتی ہیں میری امداد
کرو زنانِ مکہ نے کہلا بھیجا کہ تو نے ہمارے خلاف کیا ہے اور ہمارا کہنا نہ مانا اور محمد یتیم ابوطالب سے
جو نادار اور محتاج ہے تو نے اپنا نکاح کیا تو جان تیرا کام نہ ہم آویں اور نہ تیرا کوئی کام کاج کریں
حضرت خدیجہ کو بہت تردد اور رنج ہوا یہ اسی سوچ میں تہیں کہ یکایک چار عورتیں جنکا گیہواں
رنگ اور قد دراز تہا بی ساختہ اندر چلی آئیں گویا ہو بہو بنی ہاشم کی گہرانکی عورتیں ہیں بی بی
خدیجہ اونکو دیکھکر ڈر گئیں ایک بی بی اون میں سے بولی کچھ خوف نکر خدیجہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوے
تیرے پاس آئے ہیں اور ہم تیرے بہنیں ہیں میں سارہ ہوں یہ آسیا زنِ فرعون مزاحم کی
بیٹی ہے جنت میں تیری رفیق ہوگی اور یہ مریم بنتِ عمران ہے اور یہ کلثوم موسی کی بہن ہے عمران
کی بیٹی اللہ نے ہمیں تیرے پاس اس واسطے بھیجا ہے کہ عورتونکی طرح ہم تیرے کام میں موجود
رہیں پس ایک بی بی تو دہنی طرف بیٹھہ گئی ایک بائیں طرف ایک سامنے ایک پیٹھہ پیچھے پس جناب
سیدہ دنیا میں آئیں پاک پاکیزہ اور جب زمیں پر قدم پڑا تو ایک ایسا نور پہیلا کہ مکہ میں گہر گہر روشنی
اور چاندنا ہوگیا پورب پچھم میں ایسی کوئی جگہہ باقی نرہی جہاں یہ نور نہ پہونچا ہو پس دس
حوریاں اتریں ہر ایک حور کے ہاتھ میں ایک ایک جنت کا طاس تہا اور ایک ایک آفتابہ جنت کا
وہ لئے ہوئے تہیں اور ہر ابریق میں کوثر کا پانی بہرا تہا پس جو بی بی سامنے بیٹھی تہی اوسنے آفتابہ
اور طشت لے لیا اور آب کوثر سے اوس گلبن معصومہ کو غسل ولادت دیا اور بہت عمدہ دودھ سے سفید
دو رومالیاں نکالیں جنمیں مشک و عنبر سے بڑہکر مہک تہی ایک رومالی سے تمام بدن لپیٹا اور دوسرے
رومالی سر پیا اوڑہا دی پہر کہا بولو پس حضرت فاطمہ نے یہ کلمۂ طیبہ زبانِ مبارک پر جاری کیا اشہد
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ بَعْلِیْ سَیِّدُ الْاَوْصِیَاءِ
یعنے خدا کے سوا کسیکی عبادت زیبا نہیں اور میرے بابا اللہ کے رسول ہیں اور انبیا میں سردار ہیں

اور میرا شوہر سب اوصیا کا سردار ہے اور میرے فرزند اسباط سے افضل ہیں پھر اون بی بیوں کو سلام کیا اور ہر ایک بی بی کا نام تبلایا وہ سب ہنسنے لگیں اور حوروں کا چہرہ بھی خوشی سے کھل گیا اہل آسمان نے ایکدوسرے کو حضرت فاطمہ کے ولادت کی مبارکباد دی اور آسمان میں ایک نور درخشندہ پیدا ہوا کہ کبھی ملائک نے نہ دیکھا تھا اون عورتوں نے بی بی خدیجہ سے کہا لے اسے سنبھال یہ طاہرہ مطہرہ اور زکیہ میمونہ ہے یہ خود مبارک اسکی نسل بھی مبارک حضرت خدیجہ نے خوش ہوکر گود میں لیلیا اور اپنی چھاتیاں مُنہ میں دیدیں بہت کثرت سے دودھ اتر آیا واضح ہو کہ غسل ولادت سنت ہو کہ گویا واجب ہے اور غسل جنابت کی صورت سے دیا جاتا ہے مسلمان مرد یا عورت غسل دے اور بلا ترتیب شرعی یا ہندو دایہ سے نہلوانا کچھ حاصل نہیں اور مسنون ہے کہ ساتویں دن اولاد کا نام قائم کریں سیدہ کے نو نام ہیں فاطمہ صدیقہ مبارکہ زکیہ طاہرہ محدثہ منصورہ رضیہ مرضیہ بعضوں نے سولہ نام لکھے ہیں بتول حصان حرہ سیدہ عذرا حورا مریم کبری سات نام اور اضافہ کئے ہیں مگر بی بی بھوروبی کستی ٹھنڈک وغیرہ نام جو عورتوں نے گھڑ لئے ہیں یہ بہت بیجا بات ہے ترجمہ تو اصلی نام کا کام نہیں دیتا جیونی سے عائشہ مراد نہیں ہوتی بیجہ طبع زاد نام کیا اثر دکھاوینگے آمدم برسر مطلب راوی کہتا ہے حضرت فاطمہ کے بڑھنے کا یہ حال تھا کہ ایکدن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک مہینہ میں بڑھیں اور مہینہ بھر میں اسقدر بڑھتی تھیں کہ دوسرا بچہ سال بھر میں اور دوسری روایت میں ہے کہ ایکروز میں بقدر ایک ہفتہ کے اور ہفتہ بھر میں مہینہ کے برابر اور مہینہ میں برس کیطرح بڑھیں مطلب یہ ہے کہ بہت جلد جوانی چڑھی مگر افسوس ہے کہ حضرت خدیجہ اپنی لاڈلی کا سکھ دیکھنے نپائیں کم سن چھوڑکے پانچ اور ساٹھ برسکی عمر میں نبوت کے دسویں سال دنیا سے انتقال کرگئیں اونکی وفات کے وقت سیدہ کو پانچواں چھٹا برس ہوگا رسول اللہ کو اونکی انتقال سے بڑا صدمہ پہونچا اوسی سال حضرت کے مہربان چچا ابوطالب کا سانحہ ہوچکا تھا کوئی یاور و مددگار مونس و رفیق باقی نہ رہا

مکہ والوں نے صدمہ پر صدمہ حضرت کو پہونچائے پس بحکم خدا وطن والوں سے آزردہ ہوکر حضرت کو گھر کیا شہر چھوڑنا پڑا مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ نبوت سے تیرہویں[۱۳] برس مکہ معظمہ سے ہجرت یعنی ترک وطن کرکے صفر کی مہینہ میں مدینہ میں تشریف لائی اور مسجد شریف کی بنیاد ڈالی مدینہ عربی میں شہر کو کہتے ہیں نام اس شہر کا یثرب ہے حضرت کے رہنے کے سبب سے یثرب کو مدینۃ الرسول[۱] کہنے لگے یعنے رسولوں کا شہر ہوتے ہوتے یہی نام پڑگیا اور اہل مدینہ نے نصرت اور مدد کے صلہ میں انصار کا خطاب پایا انصار کے دو قبیلہ یعنے کنبہ تھی ایک کو اوس دوسریکو خزرج کہتے ہیں ہر قبیلہ میں بہت سے گھرانے تہے ہماری مورث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بنی نجار سے تہی جو قبیلہ خزرج کا شعبہ تہا غرض دونو قبیلہ حضرت کے یار و مددگار ہوگئے فضل خدا سے حضرت کا بول بالا ہوا اور آپ کے قدم کے برکت سی لوگ واقف ہوئی اور دور دور سی قدمبوسی کو آنی لگی اور اسلام کو فروغ ہوا قرآن کا درس پہیلا بادشاہونکے درباروں میں اور رئیسونکے سرکاروں میں حضرت کا چرچا ہونی لگا اور حضرت کی سیف کا رعب سب چہوٹے بڑی مان گئے حضرت کی ہجرت سے چند روز بعد جناب شیر خدا نے بہی حضرت سیدہ اور عائشہ وغیرہ مسلمان عورتونکو ساتہ لیکر مدینہ کو ہجرت کی سیدہ کا سن اسوقت آٹھہ برس کا تہا پس حضرت نے جناب سیدہ کو ہماری جد اعلیٰ حضرت ابوایوب انصاری خزرجی کے والدہ کے پاس اُتارا کہ حضرت بہی اوسی مکان میں نیچے کے درجہ میں تشریف رکھتے تھے اسیواسطے ابوایوب کو رحل رسول[۲] کہتے ہیں یعنے رسول کے فروکش ہونیکا مقام اور رحل کے معنے جو عوام میں

---

[۱] اور یہہ بہی قریب قیاس ہے کہ اوس علاقہ میں یثرب سے مدینہ یعنے شہر تہا گرد نواح کے لوگ گانو کے رہنے والے اپنے محاورات میں المدینہ یعنے شہر کہتے ہونگے کثرت استعمال سے یہہ نام پڑگیا ۱۲ منہ

[۲] یعنے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ اپنے یار ابوایوب انصار سے پشت لگا کے بیٹھا کرتے تھے ابوایوب اوس مصحف ناطق کی رحل ذی روح تھی ۱۲ منہ

مشہور ہیں وہ غلط ہیں الغرض راوی کہتا ہے کہ جناب سیّد المرسلین نے بی بی سودہ
سے مدینہ میں آتی ہی عقد کیا پس سیّدہ اپنی مادر سودہ کے پاس رہنی لگیں اور جب حضرت
ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی ازواج میں داخل ہوئین تو سیدہ کو ام سلمہ کے
سپرد کیا وہ کہتی ہیں کہ میں اونکو ادب قاعدہ سکھلاتی تہی مگر حق یہ ہے کہ میں اونکو کیا
سکھلاتی وہ مجھہ سے زیادہ سلیقہ والی اور قاعدہ داں اور سب چیز سے بخوبی واقف اور خبردار
تہیں سچ ہے جو ماں کے پیٹ سے مودب اور مہذب پیدا ہوں اور معلّم ازل کے تعلیم یافتہ ہوں
اونکو بشر کیا سکھلا سکتا ہے منقول ہے کہ جب حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا تہا تو جناب سیّدہؓ
رسولؐ خدا سے لپٹی تہیں اور گرد پہر پہر کر پوچھتی تہیں یا رسولؐ اللہ یہ تبلادو میری ماں کہاں ہے
اور حضرت سوچتے تہے کہ کیا جواب دیں اور سیّدہ ہر ایک سے یہی پوچھتی تہیں فوراً رسولؐ اللہ
پر وحی نازل ہوئی جبرئیل نے آکر کہا یا رسولؐ اللہ خدائیتعالی بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے
فاطمہ کو ہمارا سلام پہونچاؤ اور یہ کہو کہ تیری ماں ایک جواہرات کے مکان میں ہے جسکے چہت سونے
کی اور ستون یاقوت سرخ کے ہیں اور اوسکے پاس آسیہ زن فرعون اور مریم مادر عیسیٰ ہیں
حضرت سیدہ نے یہ سُنکر عرض کیا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَمِنْهُ السَّلَامُ
وَاِلَيْهِ السَّلَامُ اللہ خود سلام ہے اور اوسی کی طرف سے سلام ہے اور اوسیکو سلام ہے سنا
ہوئنیں لیاقت خدادادا سی کو کہتی ہیں کیا سن اور کیا باتیں کیوں نہو نور خدا اور لخت دل رسول اللہ
تہیں حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب سیدہ گفتار رفتار کردار میں نہایت شبیہ رسولؐ اللہ کی
تہیں وہی لب ولہجہ وہی چال ڈہال تہے سرمو فرق نہ تہا اور رسول اللہ حضرت سیّدہ کو نہایت ہی
درجہ چاہتے تہے عائشہ کہتی تہی کہ مردوں میں علیؑ عورتوں میں فاطمہؑ سب سے زیادہ پیارے
اور محبوب رسولکو یہ دو شخص تہے جناب سیّدہ سے منقول ہے کہ جب یہہ حکم نازل ہوا کہ جسطرح
تم آپس میں ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہو اسطرح رسول کو تم نام لیکر مت پکارو میں بہی

سب کے ساتھ ڈر سے باپ کہنا چھوڑ دیا یا رسول اللہ کہکر پکارنے لگی حضرت نے ایکدفعہ
سنکر سکوت کیا دوبارہ طرح دی آخر تیسرے بار میں فرمایا ای فاطمہ یہ آیت تیرے واسطے نہیں
اُتری اور نہ تیرے شوہر کے لیئے اور نہ تیری اولاد کے واسطے اَنْتِ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکِ
تو مجھسے ہے اور میں تجھسے ہوں یہہ حکم خاص اونکے واسطے آیا ہے جو قریشی جفاکار اور
ہیں جنکے دماغ میں خودبینی سمائی ہے تو مجھے ابت کہکر پکارا کر تیرے بابا کہنے سے میرا قلب
تازہ ہوتا ہے اور میرا رب راضی ہے مومنین سیدہ کے فضائل لاتعد و لاتحصی ہیں شمار
نہیں ہو سکتے حضرت سیدۃ النسار خاتون جنت او محدثہ معصومہ ہیں ملائک سے ہمکلام
ہوتی تھیں اور یہ ایک مرتبہ عالی اور مقام برتر ہے نبی اور امام کے بعد محدث کا مرتبہ ہے
ذات وہ کہ پارہ جگر رسول نور خدا مرتبہ وہ کہ بتول زہرا محدثہ صدیقہ طاہرہ خصائل اور
شمائل یہہ کہ خدا نے دس چیزیں دس عورتونکو عطا کیں حوا زوجہ آدم کو توبہ سارہ زوجہ
ابراہیم کو جمال رحیمہ زوجہ ایوب کو حفاظ یعنے پارسائی آسیہ زن فرعونکو حرمت زلیخا زوجہ
یوسف کو حکمت بلقیس زوجہ سلیمان کو عقل برخانہ مادر موسیٰ کو صبر مریم مادر عیسیٰ کو
صفوت خدیجہ زوجہ محمد مصطفےٰ کو رضا فاطمہ زہرا زوجہ علی مرتضیٰ کو علم مترجم کہتا ہوں واقف کار
جانتے ہیں کہ سیدہ باقی خصلتوں میں بھی ان عورتوں سے کم نہیں بلکہ کچھ افضل ہیں
اور علم تو اون کا حصہ تھا ذات وہ صفات یہ صل علی ہر طرح سے نور علی نور ہیں مگر افسوس کا
مقام ہے کہ بعضے ناقدرشناس کج فہم نور کو نار سے ملاتے ہیں دنیا کی عورتونکی طرح سیدہ
عالم محدثہ معصومہ عالم باعمل کو لاعلمی اور خطا کا دھبہ لگاتے ہیں فدک کی دعوی میں اور
خلافت کے جھگڑے میں حق پر نہیں تبلاتے باپ کی چیز کا بیٹی کو وارث نہیں ٹھہراتے ہیں۔
بے شعور لوگوں نے فاطمہ زہرا کو عائشہ حفصہ فرض کیا ہے بھلا دختر رسول اور ایکیا ادنی
میراث نبی سے واقف نہوں حیات النبی ہونیکو نجانی حافظ قرآن مفسر محدثہ ہو کر ایسی

غلطی فاحش کرسکتی ہیں حاشا وکلا بھلا معصومہ ناحق پرائی مال پر دعوی کرسکتی ہیں یہ امر
کہیں قرین قیاس ہے خود عالمہ فاضلہ اور بتول دختر رسول پھر باب علم نبی کی زوجہ اور
ام سلمہ کی تعلیم عصمت انکی نبی اور امام کیطرح وصف ذاتی ہے چہاردہ معصوم میں ایک
رسول بارہ امام چودہویں حضرت سیدۂ خاتون ہیں اور محفوظ ہونیسے تو سنیوں کو بھی انکار نہیں
ہوسکتا معصوم و محفوظ میں لفظونکا فرق ہے ہیرپھیر کر و مطلب ایک ہے آرہتا ہے۔
طول ہوا جاتا ہے کہیں اصل مطلب نہ رہ جائے اسلیئے اس قصہ کو یہیں ختم کرکے کار خیر کا ذکر
کرتا ہوں شادی خانہ آبادی کا ذکر چھیڑتا ہوں۔

ذکر تقرر تاریخ زواج فیض امتزاج

محدثان خجستہ رقم و مخبران مستند و معتبر نادر رقم فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ و جماعت سنیہ نے
مضمون فیض مشحون کار خیر جناب عصمت آب عفت قباب زہرہ برج اصطفا اختر سپہر ارتضا
خاتون جنت سیدۃ النساء دختر نیک اختر خیر الانبیا محمد مصطفے علیہ وآلہ التحیۃ والثنا کو صفحہ قرطاس پر
مختلف تقریر سے رنگ حسن تحریر بخشا ہے بدین وجہ تاریخ زواج فیض امتزاج میں سخت
اختلاف ہوگیا ہے مترجم نے بنظر افادہ تام و بغرض اطلاع عام خیابان مطالب کو روایات
مختلفہ سے آراستہ و پیراستہ کرکے گلستان بخزان بنایا ہے اور غازہ چہرۂ عروس بیان
ارشاد ہدایت بنیاد امام الانس و جان بحق ناطق جعفر صادقؑ سے حضرت فرماتی ہیں عقد سعادت
بنیان ماہ مبارک رمضان میں منعقد ہوا اور وداع اور خلوت ماہ ذیحجہ سنہ ۲ ہجری میں ہوئی
یعنے حضرت کے مدینہ میں آنیکی دوسرے برس بعد جس مہینہ میں جنگ بدر بڑی جو مسلمانونکی
پہلی لڑائی کفار سے تھی اور بعض نے لکھا ہے کہ سیدہ کی ماجائی بہن حضرت رقیہ کی وفات سے
سولہ دن بعد بدر کی لڑائی سے پھرکر زفاف ہوا اور مہینہ شوال کا تھا بعض نے ان تاریخوں
میں نکاح ہونا بیان کیا ہے ظاہرہ سیدہ کی سگی بہن حقیقی ہمشیر حضرت زینب کے

مدینہ میں آنے سے پہلے شادی ہوچکی اور اوس زمانہ میں مجکو معلوم نہیں ام کلثوم چوتھی بہن
سیدہ کی کسجگہہ تھی محتمل ہے کہ انتقال ہوگیا تہا اور شیخ مفید وغیرہ علما کے قول سے ہجرت
کی تیسری برس محرم کے چاند میں اکیسویں[1] تاریخ جمعرات کی دن وداع ہوا اور بعضونکی
نزدیک پہلی ذی الحجہ کو یا چھٹی کو منگل کے دن عقد ہوا اور بعض اہل جماعت نے صفر بعض نے رجب بعض نے
ربیع الاول کا چاند لکھا ہے اور بقولی سنہ دو میں عقد اور سنہ تین میں خلوت ہے ظاہرا
یہ وہی قول شیخ ہے ان لوگوں نے جمع بین القولین کیا ہے یعنے ماہ ذی الحجہ میں عقد اور
ماہ محرم میں رخصت یہ بات قرینہ کی ہے بعید نہیں کہ ایسا ہوا ہو اور ماہ مبارک میں عقد
آسمانی ہو مگر قول پہلا اشہر اور اقوی ہے منشاء اختلاف اقوال اور تخالف روایات کا
ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاتون جنت کا عقد تین جگہہ اور تین طرح پر ہوا ہے[1] اوّل عقد
آسمانی جسکا خطبہ یعنے منگنہ شب معراج میں سیدہ کی ولادت سے پہلے عرش کے اوپر ہوچکا
تہا اور عقد ملائکہ کے روبرو بیت المعمور میں ہجرت سے دو سال بعد ماہ مبارک میں ہوا
دوم[1] تزویج خلوت جو حرم سرای رسولؐ میں مولا کی درخواست پر سردار مرسلین نے تسلیم کیا
وصی کا خطبہ نبی کی ولایت خدا کا اذن امّ سلمہ کی شہادت سوم عقد جلوت اور نکاح اعلانے جسکا
انعقاد مہاجر و انصار کے مجمع کے مواجہ میں مسجد نبوی میں کیا گیا اسکی علاوہ بقول اشہر عقد
اور زفاف میں فاصلہ واقع ہوا ہے اور ولیمہ علی الظاہر رخصت کے دن کیا گیا ہے یہ امر بھی
اختلاف روایات کا ایک سبب قوی ہوگیا اور عقد اور رخصت کا فاصلہ بھی اختلافی ہے
بقولی کچھہ کم برس اور بقولی ایک مہینہ بھر کا فصل پڑا اور بقولی رمضان میں عقد اور بعد عید
میں رخصت کی ٹہری بعض کے عندیہ میں وہی مہینہ اور وہی تاریخیں تھیں عقد و رخصت
میں کل پانچ چھہ روز کا فصل ہوا ہے اور عقد زمین و عقد آسمان میں چالیس برس کا فصل لکھا ہے او

---

[1] اس امر سے مخالفین دین محبان بالیقین بیابت ترک عقد ابعین گرفت نہیں کر سکتے غدا صفحہ ع ماکور ۱۲ منہ

بروایت جابر عقد آسمانی شب معراج میں ہوا عقد دنیاوی کئی برس بعد ہوا مگر بہرحال
وقت نکاح اور زفاف کا بقول قوی رات کا وقت ہے اور حدیث امامی یستحب النکاح
لیلا بھی اسی کو مقتضی ہو لیکن بعضوں نے دنکو عقد اور شب کو زفاف خیال کیا ہے اسی
وجہ سے اہل سنت میں رواج ہے کہ دنکو نکاح کرتے ہیں رویدادسے یہ قول بعید نہیں معلوم
ہوتا اور اکباب اعلان بھی موید اس بیان کا ہے اور قاعدہ یستحب النکاح لیلاً یا تو ما بعد
اس عقد کے قرار پایا یا نکاح معنی لغوی مراد ہوں یا اس روایت سے وہ نکاح مقصود ہو
جس میں اسیوقت زفاف بھی سات ہو کیونکہ زفاف میں ستر مستحب ہے مگر یہ کہ ٹھنڈا وقت
عقد کے لئے اولےٰ ہے اور اعلان شب کو بھی ہوتا ہے اس بنا پر روایات عقد لیل کو
ترجیح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب بہرحال سیدہ کا نکاح دنکو ہوا ہو یا رات کو
زفاف علی الظاہر شب کو ہوا ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ بھی رات ہی کو ہوا اگرچہ بعض روایات
سے اسکے خلاف پایا جاتا ہے اسیطرح محل زفاف بھی بالیقین معین نہیں کیا جاتا ازیں بنا بر
ظاہر اکثر روایات کے حرم سرای نبوی میں حضرت ام سلمہ کے حجرہ میں واقع ہوا اور بعض
اقوال کے رو سے خاص شبستان امیر المومنین میں قرآن السعدین مہر و ماہ فلک عصمت
و امامت کا اتفاق ہوا اور اجتماع نیرین سپہر عفت و طہارت بیت الشرف خاص میں تھا بات
بات لگن کو آسی کیا ہی ہر قولکی تائید و تشدید اور توضیح و تشریح بروایات معتبر و صحیحہ بنص صریح بتا ذیل سے عیاں ہے

بیان خطبہ وضع و شریف مدینہ یعنے درخواست نسبت معروف منگنی

مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہ بنت رسول عورتونکی سن کو پہنچیں تو اکابر قوم اپنی اپنی درخواست حسب معمول بشر کے
یعنی چاہا نسبت کے پیغام انکے لائے قریش کے ہر حسین رئیس کو اس وصلت کے تمنا ہوی ہر شریف و ظریف
لے اس رشتہ کی آرزو کی جسکو کچھ بھی عزت و ثروت اور قدرت اور مکنت تھی او سکا پیغام
گذرا کوئی دیندار مالدار اس قسم کا کم باقی رہا ہوگا جو اس بات کا خواستگار نہوا ہو مگر کیفیت یہ ہے

کہ جو گیا محروم پہرا کیا معنے کہ حضرت رسول خدا کا یہ حال تہا کہ جو کوئی اسباب کو زبان پر
لاتا حضرت صاف انکار فرماتے تہے اور تیرخی سے جواب دیتے تہے بلکہ مونہ پہیر لیتے تہے ۔
سائل کو گمان ہوتا تہا کہ میرے باب میں کچہہ وحی نازل ہوئی ہے ۔ اور حضرت مجہہ سے
ناراض ہیں اکثر مخالفین وموالفین نے لکہا ہے کہ ابوبکر وعمر نے کئی دفعہ درخواست کی
اور کورا جواب پایا مناقب میں لکہا ہے کہ اول ابوبکر نے درخواست کی حضرت نے فرمایا
مجہے وحی کی انتظار ہے اسکا معاملہ میرے اختیار میں نہیں ہے خدا کے حکم پر مدار ہے
اوسی اختیار ہے اوسکے بعد عمر نے سوال کیا اوسکو بہی حضرت نے وہی جواب دیا بعض ناقل
ہیں کہ جب شیخین نے اپنی اپنی درخواستیں پیش کیں تو حضرت رسالتمآب نے کم سنی کا عذر فرمایا

فصل بیان شریف بطرز لطیف

مترجم کی رای میں یہ قول کہ حضرت نے کم سنی کا عذر کیا خلاف عقل ونقل ہے ۔ اول تو
یہہ کہ کم سنی عقد کو مانع نہیں حضرت نے عائشہ سے کم سنی میں نکاح کیا تہا کئی برس بعد زفاف
ہوا بلکہ بلوغ سے پہلے عقد کرنا تو عمدہ بات ہے خود حضرت فرماتے ہیں کہ آدمی کی
خوش نصیبی کی ایک بات ہے کہ اوسکی بیٹی کو اوسکے گہر میں حیض نہ آوے یعنے حیض کے آنے سے
پہلے عقد کر دیں بلکہ رخصت کر دے اسیطرح بہت سی روایتوں میں تاکید کی ہے دوسرے یہ کہ
کل روایات گذشتہ وآیندہ سے ظاہر ہے کہ جناب سیدہ کا شروع شباب اور چڑہتی جوانی میں
عقد ہوا ہے بلکہ بعض روایات میں سن کی تصریح ہے دس برس سے کم کسی نے تم نہیں لکہا
سوائے ازیں معلوم ہے کہ عرب کے ملک میں بلکہ دکن اور بنگال وغیرہ ملکوں میں بہی دسوین
برس لڑکی جوان اور بالغ ہوجاتی ہے غالبا خون آنے لگتا ہے بلکہ اس عمر میں اولاد ہوجاتی
ہے اور بالونکا سیاہ ہونا اور سینہ کا اوبہرنا تو کس شمار میں ہے یہ سب تو اوسکی لوازمہ ہیں
اور حساب سے یہ ثابت ہے کہ سیدہ کا سن کسیطرح دس برس سے کم نہ تہا پس کم سن

کیونکر ہو سکتی ہے اگر یہ احتمال کیا جاوے کہ شاید یہ درخواست ابتدائی عمر میں گذری ہو تو یہ بات
بہی روایات سے پائی نہیں جاتی بلکہ مناقب میں توصاف **اَدْرَکَتْ مُدْرِکَ النِّسَاءِ**
کا لفظ آیا ہے جو بلوغ طبعی پر نص ہے اور مخالفین کے اسکات کو اسی قدر بس ہے
اور بہلا جب سن رسیدہ ہوئیں تب درخواست کیوں کی اور حضرت نے بلوا کر کیوں نہ کہا اور
اوسوقت بہی وعدہ کر لیتی تو کیا قاضی گلہ کرتا اور اگر یہ کہا جاوے کہ صاحب مناقب کا قول
ادرکت مدرک النساء اصول مقررہ و روایات صحیحہ معتبرہ کے خلاف ہے امام محمد باقر فرماتے ہیں
کہ فاطمہ بنت محمد کا طاہرہ لقب اس وجہ سے ہے کہ وہ ہر گناہ اور ہر دنس سے پاک
تہیں اور ہر کثافت اور رفت سے صاف رہیں کبہی ایکدن آنہوں نے سرخی نہیں دیکہی
اور نہ جننے کا خون آیا جسکو نفاس کہتے ہیں اور اسماء سے منقول ہے کہ میں ایکدفعہ وقت
وضع حمل یعنے زچہ خانہ میں سیدہ کے پاس موجود تہی اونکو نفاس کا خون نہیں آیا تو
حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ فاطمہ ایک حور ہے جو بصورت انسان مخلوق ہوی اور لکہا ہے
کسینے رسولخدا سے پوچہا کہ آپ مریم اور فاطمہ کو بتول کہتے ہیں بتول سے کیا مراد ہے
حضرت نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو کبہی حائض نہو حیض انبیا کی اولاد کے واسطے مکروہ ہے
اور عائشہ سے فرمایا کہ فاطمہ آدم زاد عورتوں کی طرح نہیں اوسکو وہ بیماری نہیں ہوتی جو تم
عورتونکے ساتہ لگی ہے اور حضرت ابو جعفر سے یہ بہی مروی ہے کہ انبیا کی لڑکیونکو طمث
نہیں ہوتا طمث یعنے حیض عقوبت ہے وبال ہے اول جسکو حیض آیا وہ سارہ ہے اور
ایک روایت طولانی میں وارد ہے کہ نوح کے زمانہ میں علی العموم عورتوں کو سال بہر میں حیض آتا
تہا جب عورتیں بیپردہ ہو کر مردوں میں ملکے بیٹہنے لگیں تو خدا نے اون میں ماہواری حیض کا
بندہ لگا دیا ایسیں قرابت ہونیسے یہ بلا عام ہوگئی غرض ثابت ہوا کہ سیدہ پاک اور عیب سے
صاف تہیں بلکہ بقولی اسیواسطے فاطمہ نام رکہا گیا ہے میں اس تقریر کے جواب میں

یہہ کہونگا کہ یہ بات سونیکی ہے لاریب سیّدہ کا بلوغ نجاست سے نہ تہا اور رواج عرب
کے ذکر سے ہمارا بھی یہ مطلب نہ تہا جو تم سمجھے بلکہ اس بیان سے مقصود یہہ ہے کہ باعتبار
غالب عادت عرب کے دسواں سال سن بلوغ ہے پس جناب معصومہ سن شباب اور زمانہ
بلوغ کو پہونچ گییں تہیں کم سن اور نابالغ نہیں سن من تخیض میں تہی اور صاحب مناقب
کا مطلب بہی لفظ ادرکت مدرک النساء سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آثار شباب نمایاں
ہوئے نہ یہ کہ ایام آنے لگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جسطرح مرد در صورت نہونے احتلام
کے شرعاً سولہویں (۱۶) برس لگتے ہے بالغ شمار ہوتا ہے اسیطرح عورت دسواں برس
لگتی ہے بالغ گنی جاتی ہے گو احتلام نہوا اور ایام بھی شروع نہوئی ہوں اسیوجہ سے
ہمارے ملک دوآبہ میں بھی جہاں غالباً چودہ پندرہ برس کی عمر میں بلوغ طبعی ہے اور بارہ
برس کے پہلے تو خون آتا ہے نہیں بلکہ بعض لڑکیونکو سولہویں سترہویں برس جاکر کہیں
خون آتا ہے اوسی قاعدہ کی روسے نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ احکام فرض ہو جاتے ہیں
مکلف گنی جاتی ہے اور بالغ کہلاتی ہے زیادہ برین نیست کہ غیر رشیدہ ہوگی تو فعل مختار
نہوگی اوسکا جان و مال مجبور ہوگا جیسے کہ ورثہ ہیگا ولی اور حاکم سر براہ ہوگا اور سیدہ
کے رشد میں بھی کلام نہیں علاوہ اسکے اہل سنت کے قول سے تو کم سن ہونا صریح غلط ہے
کیونکہ اونکے یہاں عقد کے دن اٹھارہواں سال اور وفات کے دن بلکہ بعض نے
چھبیس (۲۶) برس کی عمر میں وفات قائم کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سیدہ بیاہ کی بعد کل آٹھ برس
زندہ رہیں تو اسوقت لامحالہ انیس (۱۹) بیس (۲۰) بلکہ ستائیس (۲۷) برس کی عمر ہونی چاہئے بلکہ ایک روایت
میں لکھدیا ہے علی و فاطمہ میں کل دو برس کی چھوٹائی بڑائی تھی اور یہہ امر قابل انکار
نہیں کہ شیر خدا کا سن عقد کے وقت پچیس (۲۵) چھبیس برس کا ہوگا کم سے کم بائیسواں برس ہو کیونکہ
بعثت کے دن یعنے جب رسول اللہ نبی ہوتے جناب امیر کے عمر بقول قوی بارہ اور بقولی

دس اور بروایت ضعیف آٹھہ سال کی تھی اور تیرہ برس بعد نبوت کے ہجرت ہوئی اور نبوت سے دوسرے سال عقد ہوا اس حساب سے بھی سیدہ کی عمر ۲۰ بائیس برس کی ہونی چاہئے لیکن ہمارے نزدیک یہ قول بھی خلاف ہے قیاس میں نہیں آسکتا کہ رسول ہاشمی کو اسقدر بٹھا رکھے کہ سن ڈہلجاوے اور حساب کی رو سے بھی یہ قول خلاف ہے ولادت سیدہ کے بنابر مشہور اور اقوی سنہ پانچ بعثت میں ہوے اور ہجرت کیوقت آٹھہ برس کی عمر تھی اور دو برس بعد عقد ہوا اور نیز مروی ہے کہ ولادت امام حسن کی وقت جو سنہ تین ہجری میں مدینہ میں ہوئے سیدہ کے عمر گیارہ بارہ برس کی تہی زیادہ سے زیادہ بارہواں پورا ہونیکو ہوا اور وقت وفات اٹھارہواں سال تہا دو مہینہ پندرہ دن اوپر یعنے انیسواں شروع تہا وفات رسول اور وفات سیدہ میں انہیں پچہتر دن کا فاصلہ ہے پس حساب کی بھی ظاہر ہے کہ عقد کے دن زیادہ سے زیادہ گیارہواں سال پورا ہونیکو تہا اس سے زائد نہیں تہا اگر بات بنانیکو کوی یہ کہے کہ حضرت علی کی عمر بھی تہوڑی تھی اسد اللہ الغالب نے ۱۶ سولہویں برس جہاد شروع کیا اور بیسویں برس نام آور ونکو مارا اور بائیسویں برس خیبر کا قلعہ توڑا تو یہ بات محض بے سروپا ہے اس بنا بر حضرت کی عمر موت کے روز کل چار پانچ برس کی ٹہرتی ہے کیونکہ خیبر ہجرت سے پانچویں برس فتح ہوا ہے اور نیز شہادت کے روز ستاون برس عمر ٹہرتی ہے حالانکہ بقول صحیح اور مشہور اسوقت سن شریف امیر المومنین کا ۶۵ پینسٹھ برس کا تہا اقل درجہ اکسٹہ ۶۱ برس کے ہوں آٹھہ اور تیرہ اور دس اکتیس ۳۱ اور تیس ۳۰ برس جناب رسول اللہ کے بعد زندہ رہے پس فتح خیبر تو کیا فتح بدر کہئے تو ایک بات بھی ہے کہ بعض قول کی رو سے بن پڑتا ہے اصل یہ ہے جیسا موقع دیکھا ویسی بات بنا لیتے ہیں کبھی عثمان کی فضیلت جتانیکو سیدہ کو سن رسیدہ بنا دیا کبھی شیخین کی ندامت رفع کرانیکو کم سن ٹہیرا دیا علی ہذا علت غائی اس ملمع سازی کی اور مقصود اصلی اس اتنا رچڑہاوے سے بھی جو

دونو صاحبوں کی عمر میں سینوں نے کیا ہے یہ ہی ہے کہ حضرت شاہ مرداں کا اسلام معتبر نہیں وہ اول مسلماں نہ تھے پہلا کلمہ گو ابوبکر ہے اور شاہ زناں سید عالم نبی زادی نہ تھیں نبوت سے پہلے ولادت پائی چاروں نہیں مساوی ہیں پس دونو داماد مختلف ہیں۔ بلکہ عثمان ذوالنورین ہے سو یہ دونو مرادیں حاصل ہونا محال ہیں چاند پر خاک ڈالے سے چھپ نہیں سکتا ابوبکر گو پیر رسیدہ ہو جواں سیداں لافتی سے نہیں بڑھ سکتا حضرت علی کا اسلام اورونکی طرح کسبی نہ تھا وہ مادرزاد مومن تھے عیسیٰ کو جہولی میں نبوت ہوئی یحییٰ کو بچپنے میں کتاب ملی ایمان فطری میں کم سنی حاج نہیں علاوہ اسکے جب خدا و رسول نے مولا کے اسلام کو تسلیم کر لیا تو پھر چار یاریونکی انکار کرنیسے کیا ہوتا ہے حضرت کا بچپنے کا اسلام اورونکی بوڑہی مسلمانی سے کروڑ ہا بلکہ بدرجہا درجہ قوی ہے لہ یکے اسوار دوش شاہ لولاک ٭ یکی مرکوب ماہ ما غرقناک ٭ علی از نور و بوبکر از زمیں بود ٭ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ علی ہیں شہ سوار دوش احمد ٭ خلیفہ حامل پاپوش احمد ٭ بہلا مرکب کو کیا راکب سے نسبت۔ کجا مطلوب کو طالب سے نسبت ٭ خود حضرت امیر المومنین اپنے اسلام کی سبقت پر فخر کرتے ہیں سبقتکم الی الاسلام طرًّا و انا بلغت زمان حلمی آپکا شعر مشہور ہے اگر آپکا اسلام سترًا معتبر نہ ہوتا تو فخر و ناز کب روا تھا حضرت ابوتراب سا بانفس شخص اور بے ثبات امر پر فخر کرے ہو نہیں اور بنات رسول مقبول و ازواج رقیہ و بتول کا حال بر محل خاتمہ پر آئیگا دیر آید درست آید یہاں جو مطلب ہے اسکو سمجھ لیجیے اس کل بیان سے روشن ہوگیا کہ اہل سنت کی دونو قول خلاف عقل و دین ہیں رشتہ کے وقت نہ تو سیدہ کم سن تھیں نہ سن رسیدہ ہاں یوہیں ٹالنے کو رسول اللہ نے فرما دیا ہو اور دراصل کم سن نہوں تو خیر مضائقہ نہیں اسکو مان سکتے ہیں گو وقت سے خالی نہیں حیلہ بہانہ رسول کی شان سے بعید ہے ایسا شیخین کا کیا دیا تھا اصل یہی ہے کہ رسول اللہ کو یہ منظور تھا کہ حضرت

فاطمہ کا عقد امیر المومنین سے ہوا حکم باری کی انتظار ہی تہی انصاف کرو کیونکر منظور نہ ہوتا اونسے
بہتر کون تہا بہائی اور وصی پہر اوسپر جان نثار فدا برادر تابعدار علاوہ اسکے پیوند سے پیوند لگتا ہے
بے میل کوئی کام نہیں ہو سکتا لمولفہ موتی سے موتی ملے مل پوت سے پوت * مائی ٹی سے
مائی ٹی ملے ملے جوت سے جوت۔ خاکی سے خاکی ملے ملے نور سے نور۔ آدم کے پوت کو کہیں
ملے ہے حور * کجا شیخین کجا مادر حسنین نہ ذات میں لگا نہ صفات میں۔ نہ سن میں نسبت
پیوند ہو تو کیونکر ہو اور بیٹیاں لینے پر خیال نکرو بیٹی لینا اور بات ہے اور بیٹی دینا اور امر ہے
کیا لونڈی باندی گہر میں نہیں ڈال لیتے پر دیتے اوسیکو ہیں جسکی قرابت سے آنکہیں نیچی
نہوں دامادی کا رشتہ بہت نازک ہے یہ کم سنی کا حیلہ اہل سنت کو خوب آگیا ہے اور جگہہ
بہی یہی کیا ہے یعنے عقد ام کلثوم میں بہی یہی حیلہ گہڑا ہے یہ نئی بات ہے کہ یہاں کم سنی کو
عقد کا مانع سمجہا میاں اپنا سا مونہہ لیکر بیٹہہ گئی اور وہاں دہٹائی سے باز نہ ہے نعوذ باللہ
کجا ام کلثوم دختر سیدہ مظلوم اور کجا فرزند ضہاک نا معلوم کجا دامادی ابوتراب اور کجا پور
خطاب جلوا خوردن را روی باید اب ذکر یہ ہے کہ سیدہ کی بات آئی اسلیئے اس تلخ بات کو نبات
کیطرح چکہنگر خدا چاہے تو بزم سے فراغت پاکر خاتمہ بزم کرتا ہوں اصل رجوع کلام بذکر خطبہ سیدہ
علیہا السلام ذکر یہ تہا کہ شیخین کی درخواست رد ہوئی حضرت نے وحی پر حوالہ کیا یا کم سنی کا
عذر کیا غرض جو کچہ ہو ٹالا دیا تو نوبت بانیجا رسید کہ اوروں کی دیکہا دیکہی عبد الرحمن بن عوف نے
بہی جو عشرہ مبشرہ میں کہلاتا ہے درخواست پیش کی حضرت نے جواب تک نہ دیا ایک روایت
میں ہے کہ اونسے عرض کیا میں بہت کچہ مہر دونگا حضرت نے غضبناک ہو کے کچہ سنگریزہ یعنے
یعنے کنکریاں پتہریاں ہات بڑہا کر اوٹہا لیں حضرت کے دست معجز نما میں آکر کنکریاں تسبیح پڑہنے
لگیں پس حضرت نے اونکو عبد الرحمن کے دامن میں ڈالدیا وہ سب موتی اور مونگا بنگئے
راوی معتبر کا بیان ہے کہ جب ابو بکر نے درخواست کی اور حضرت نے مونہہ پہیر لیا تو پہر

عمر نے پیغام دیا جب حضرت نے اوسکو بھی کچھ جواب نہ دیا تو ان دونوں صاحبوں نے عبدالرحمن
مذکور سے کہا کہ تو قریش میں بڑا مالدار ہے اگر تو حضرت سے درخواست کرے اور منظور
ہو جاوے تو مال میں اور شرافت میں ملجاوے اس روایت سے ظاہر ہے کہ
انہیں دونوں صاحبوں نے اوسکو اُبھار کر بھیجا تھا شاید ان حضرات کو یہ گمان ہو کہ
حضرت رسول اللہ جاہ و حشم کے طالب ہیں استغفر اللہ کیا ضعیف الاعتقاد لوگ تھے
مگر حضرت نے بڑے بولوں کا کیا خوب جواب دیا دکھلا دیا کہ دولت پر یہاں نظر نہیں ورنہ
کیا ہم اوسپر قادر نہیں قصہ کوتاہ جب عبدالرحمن بن عوف کو بھی ٹکا سا جواب ملا تو پھر
ان تینوں نے کچھ صلاح کر کے سرخرو و سلامت حضرت علی علیہ السلام سے جا ملاقات کی
حضرت اسوقت اپنے باغکو پانی سینچ رہے تھے کہنے لگے یا علی سب کو معلوم ہے کہ تم رسول اللہ
کے قریب قرابتدار ہو اور سابق الاسلام ہو سب سے اول تم اسلام لائے اگر فاطمہ سے تمہارا
عقد ہو جاوے تو تمہاری فضیلت اور بزرگی دوبالا ہو جاوے اور قدر منزلت دونی بڑھ جاوے
حضرت نے فرمایا تم نے خوب یاد دلایا مناقب والا کہتا ہے کہ یہ معاملہ یوں ہے کہ ایکدن ابوبکر و
عمر اور سعد بن معاذ انصاری سردار قبیلہ اوس تینوں شخص مسجد نبی میں بیٹھے تھے
اسمیں حضرت خاتون کے رشتہ ناتہ کا ذکر چھیڑا ابوبکر بولا بڑے بڑے لوگوں نے خواہش کی
مگر حضرت یہی کہتے ہیں کہ خدا کے اختیار ہے جہاں وہ چاہیگا آپ تجویز کر دیگا اور علی بن
ابیطالب ابھی تک چپ چاپ ہیں انہوں نے درخواست نہیں کی اور نہ کچھ اسبات کا ذکر
چھیڑا میرا گمان یہ ہے کہ وہ ناداری کی وجہ سے خاموش ہیں اسکے سوا دوسری بات نہیں اور
میں یقین کرتا ہوں کہ خدا و رسول نے فاطمہ کو علی کے واسطے ٹھیرایا ہے پھر ابوبکر نے عمر بن
خطاب اور سعد انصاری سے کہا اگر سب صاحبونکی صلاح ہو تو علی کے پاس چلیں دیکھیں
تو کیا منشا ہے اگر ناداری کا سبب ہے تو ہم تم مل ملا کر کچھ اون سے سلوک کریں سعد نے کہا

بات تو ٹھیک ہے خوب سوجھی اٹھو بسم اللہ کرو خدا برکت دیگا اور آسان کریگا سلمان
کہتے ہیں یہ منصوبہ کر کے وہ سب مسجد سے نکلے حضرت علی کو تلاش کیا تو گھر میں نہ پایا حضرت
اسوقت ایک انصاری کے باغ کو اجرت پر پانی دے رہے تھے اپنے اونٹ پر پانی لاد لاد کے لاتے
اور سینچتے تھے یہ خبر پا کر وہ لوگ وہاں گئے جب حضرت علی نے اونکو آتے دیکھا فرمایا خیر ہے
کدھر آئے ابوبکر نے کہا ای ابو الحسن کوئی بزرگی ایسی باقی نہیں جو تم میں نہو بلکہ ہر اچھی بات
میں تم دوسروں سے بڑھے رہتے ہو سب پر تمکو فوقیت اور فضیلت رہتی ہے اور رسول اللہ
کے دل میں بھی تمہاری جگہہ ہے ایک تو قرابت قریبہ پھر اوسپر یہ بات کہ سب سے اول
مسلمان ہوئے باوجود اس شرف اور مرتبہ کے تعجب کی بات ہے تمنے ابتک آنحضرت رسول کی
درخواست نکی اسکا سبب ہے تو کیا ہے سب قریشی کہہ گذرے کسی کی عرض
قبول نہیں ہوتی حضرت بھی فرماتے ہیں کہ خدا کے اختیار ہے
ہم یہ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے فقط تمہارے واسطے ڈھیل ڈال رکھی ہے حضرت
امیر علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا اے ابوبکر تو نے دبی آگ کو ابھار دیا
اور سوتی کو چونکا یا خدا کی قسم کہا کے کہتا ہوں کہ فاطمہ کی نسبت کی مجھے کمال رغبت ہے تم
اور مجھہ سا شخص فاطمہ کی طلب سے بیٹھہ رہے یہ ہو نہیں سکتا مگر بات یہ ہے کہ ناداری مانع آتی
ہے ابوبکر بولا ای ابو الحسن یہ بات تمہاری کہنے کی نہیں دنیا و مافیہا خدا اور رسول کی
نزدیک ہیچ ہے یہہ سنکر حضرت نے اپنے اونٹ کو کھولدیا اور ہکاتے ہوئے مکان پر
لائے پھر باندھکر جوتی پانوں میں ڈالی اور حضرت کی خدمت میں چلے معتبر روایت ہے
کہ چلنے سے پہلے وضو کیا غسل فرمایا اور اپنے قطری چادر کاندھے پر ڈالی اور دو رکعت
نماز حاجت پڑھی پھر حاضر خدمت رسول ہوئے ایک روایت یہ ہے ایک لونڈی نے
شاید ام ایمن ہو حضرت علی سے کہا کچھہ خبر ہے فاطمہ کے منگنے رسول اللہ کے پاس

آنے لگی حضرت علی فرماتے ہیں مینے کہا مجھے تو معلوم نہیں اوسنے کہا واہ کہیں جگہہ سے
بات آجکی تمہیں کون چیز مانع ہے جو حضرت کی پاس نہیں آتے شاید حضرت تمہیں سے
شادی کردیں مینے کہا میری پاس کیا ہے جس پر آنا ہوا حوصلہ کروں اوسنے کہا
اگر تم حضرت کے پاس آؤگے تو ضرور بالضرور تمسے عقد کردینگے اسمیں کچہ شبہ
نہیں غرض مجھے وہ کنیز برابر ابہارتی رہی آخر میں حضرت کی خدمت مبارک میں آیا مگر حضرت
کی ہیبت اور جلالت ایسی تھی کہ دفعۃً آدمی لب نہ کہول سکتا تہا میں چپکا آکر حضرت کی
روبرو بیٹہہ گیا واللہ مجھے اتنی قدرت نہ تھی کہ کچہہ کہوں خود حضرت نے پوچھا کیوں آئے ہو
کیا مطلب ہے میں پہر بھی کچہہ نہ کہہ سکا سکوت کیا پہر حضرت نے ارشاد کیا شاید فاطمہ
کی درخواست کو آئے ہو مینے آہستہ سے کہا ہاں یہی غرض ہے بعض روایات میں ہے
کہ حضرت علی علیہ السلام تین دن تک برابر آیا کیے مگر شرم کے مارے زبان نہ اوٹھی اظہار
مطلب کا یارا نہوا آخر حضرت نے خود استفسار فرمایا اور ابن عباس سے یوں روایت ہے
کہ لوگ آآکر رسول اللہ سے سیدہ کی درخواست کرتے تھے ہاں اور نہیں تو ایکطرف
حضرت سنکر منہ پہیر لیتے تھے آخر لوگ مایوس ہوکر بیٹہہ رہے پس ایکدن تنہا سعد مذکور نے
حضرت سے ملاقات کی اور اسبات کا تذکرہ کیا اور کہا واللہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں
کہ حضرت نے جو آج تک کسی کی درخواست منظور نہیں فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے
کہ تم سے عقد کرنا منظور ہے حضرت علی نے فرمایا تمنے کہا نسے جانا بخدا نہیں کچہ مشہور اور
نامی آدمیوں میں ہوں نہ میری پاس سونا چاندی ہے سعد نے کہا تم ضرور جاؤ
اسبات میں میری خوشی کرو حضرت نے فرمایا آخر حضرت رسول اللہ سے جاکر کیا کہوں
سعد بولا یہ کہو اللہ اور رسول کے پاس فاطمہ دختر رسول کی درخواست کرنے آیا ہوں سعد
کے کہنے سے حضرت ابو تراب رسالتماب کی خدمت میں گئے تو سہی مگر لحاظ سے کچہہ کہہ

سکتے تھے سامنے جاکر خاموش بیٹھ رہے حضرت رسول خدا نے فرمایا کیا کوئی حاجت ہے کہتے
ہو یا علی عرض کیا ہاں میں درخواست کرنے آیا ہوں اللہ و رسول سے فاطمہ بنت رسول
کے حضرت رسول اللہ نے فرمایا مرحبا اس کلام ضعیف اور بیانی آواز پر اور بریدہ اصحابی نے نقل
میں کہ چند شخص قوم انصار سے اسباب میں عرض پرداز ہوئے تھے اور حضرت علی کو جانے پر
آمادہ کیا تھا اور جناب رسالتمآب نے جواب میں فقط اتنا فرمایا کہ مرحبا و اہلا خوب کیا تم آئے حضرت
امیر المومنین نے اون انصاریوں سے جو منتظر تھے جاکر یہ کیفیت بیان فرمائی کہ جواب
ملا ہے اصحاب نے کہا یا علی انمیں سے ایک لفظ بھی حضرت رسول کی زبان مبارک
سے کافی ہے اور تمہیں تو حضرت نے بی بی بھی عطا کی اور وسعت بھی دی اور بروایت
ابن عباس جب حضرت علی نے پلٹ کر سعد کو اطلاع دی وہ بولے واللہ تمسے نکاح کر دینگے
وہ خلاف وعدہ نہیں ہیں اور جھوٹ نہیں بولتے یا علی میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ کل پھر جاؤ
اور یہ کہیو کہ یا نبی اللہ کب ظاہر فرماوے گے حضرت علی نے فرمایا یہ تو پہلے بات سے بھی زیادہ
مشکل ہے مینے تو رسول اللہ سے یہ کبھی آج تک نہیں کہا کہ یا حضرت میرا یہ کام ہے کر دیجئے
سعد نے کہا جسطرح میں کہتا ہوں تم اوسیطرح کرو غرض اگلی دن حضرت امیر المومنین
پھر گئے اور جاکر عرض کیا یا رسول اللہ کب اسکا اعلان فرماوگے حضرت نے جواب دیا
آج شب کو انشاء اللہ تعالیٰ۔ مترجم کہتا ہوں اس بیان سے معلوم ہوا کہ اور مہاجرو
و انصار کی تحریک سے حضرت امیر المومنین خواستگار ہوئے۔ ابوبکر کا بانی سبانی ہونا اور رحم کہنا جو
صاحب مناقب وغیرہ اہل سنت کی روایت ہے قابل اعتبار نہیں شیخین سے بعید ہے
کہ حضرت علی کی خیر خواہی کریں ولو فرضاً اگر کسی غرض سے ہوا بھی ہو تو کیا پنچوں واہ
راہ شاید غرض یہ ہو کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے خیر ہر چہ بادا باد اپنے مطلب سے مطلب ہے
مناقب میں لکھا ہے جب حضرت امیر درخواست لیکر گئے تو جناب سرورکائنات اپنی

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حجرہ میں تشریف رکھتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے
دروازہ کی زنجیر ہلای ام سلمہ نے کہا دروازہ پر کون ہے ابہی حضرت علی کہنے بہی نہیں پائے
کہ میں ہوں علیؑ جو رسول کریم نے خود فرمایا اے ام سلمہ اوٹہہ
دروازہ کہولدے اور کہہ آجاؤ یہہ وہ شخص ہے۔ جسکو اللہ اور
اللہ کا رسول دونوں دوست رکھتے ہیں ام سلمہ نے عرض کی فدا ہوں آپ پر
میرے ماں باپ کون شخص ہے جسکی آپ اسقدر تعریف فرماتے ہیں اور ابہی آپ نے
اسکو دیکہا بہی نہیں حضرت نے ارشاد کیا چپ رہو ای ام سلمہ ایک یہ مرد ہے جو لغو نہیں اور مستقل
مزاج ہے یہ میرا برادر اور ابن عم اور میرا پیارا ہے ام سلمہ کہتی ہیں میں اتنی جلدی کرکے اوٹہی
قریب تہا کہ چادر میں اولجہکر گر پڑوں پس میں نے دروازہ کہولدیا کیا دیکہتی ہوں علی ہیں ابوطالب
کے لاڈلی خدا کی قسم جب تک میں اوٹ میں نہو گئی اسوقت تک انہوں نے حجرہ میں قدم
نہیں رکہا جب میں اسطرف ہوگئی تو اندر آی اور رسول خدا کو سلام کیا اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا حضرت نے جواب دیا وَعَلَیْكَ
السَّلَامُ آؤ بیٹھو ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضرت کے فرمانے کی موافق وہ حضرت کے
سامنے آکے بیٹہہ گئے اور زمین کیطرف دیکہنے لگے گویا کسی کام کو آی ہیں اور کہتے ہوئے
شرم آتی ہے دیر تک وہ اسیطرح سر جہکای نیچے نگاہ کئے بیٹھے رہے ام سلمہ کہتی ہیں معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ علیؑ کے دل کا حال گئے تھے علی سے خطاب کرکے فرمانی
لگے معلوم ہوتا ہے کوی غرض لیکر آئے ہو ہاں اپنا مطلب بیان کرو جو دل میں ہے
زبان پر لاؤ تمہارا کام مجہہ سے جو متعلق ہوگا اوسکو ہوا جانو حضرت علی نے عرض کیا میرے
ماں باپ آپکے صدقہ آپ خوب جانتے ہیں حضرت نے مجہے بچپن میں اپنے چچا ابو طالب
اور فاطمہ بنت اسد سے لیلیا تہا جب مجکو کچہ شعور بہی نہ تہا حضور نے اپنے ساتہ کہانا

کھلایا اپنی طور طریق پر تعلیم کیا تم جیسے ابو طالب باپ اور فاطمہ ماں سے بڑھکر شفیق اور مہربان رہے حضرت کے بدولت خدا نے مجکو ہدایت دی اور حسن حیرت اور شرک میں ہمارا گھرانہ مبتلا تھا اُس سے مجھے نکال لیا خدا کی قسم یا رسول اللہ دنیا اور عقبیٰ میں میرا وسیلہ آپ ہی ہیں مجھے فقط تمہاری ذات کا بھروسہ ہے اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت نے اپنی قرابت کو ذکر کرکے عرض کیا کہ سب سے اول مینے رسالت کی تصدیق کی اور راہ خدا میں جہاد کیا اور آپکا ہر دم خیر خواہ ہوں حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے جسقدر تونے بیان کیا تو اس سے بھی افضل ہے عرض حضرت علیؑ نے اپنا استحقاق اور اخلاص بیان کرکے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ہر طرح سے آپکے صدقہ سے مجھے تقویت ہے مگر میں چاہتا ہوں میرا گھر آباد ہو جاوے بی بی کے ہونیسے ایک نوع کی اطمینان اور بیفکری ہو جاویگی اب اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں میری خواہش اور رغبت یہ ہے کہ میری درخواست قبول ہو اور فاطمہ کا عقد مجھ سے فرماؤ آپکو یہ امر منظور ہے یا رسول اللہ ام سلمہ نقل کرتی ہیں مینے رسول اللہ کی طرف دیکھا حضرت کا چہرہ خوشی اور خورمی سے چاند کیطرح چمکنے لگا پھر حضرت نے ابو الحسن کی طرف دیکھکر تبسم فرمایا اور بولی اے علی تیری پاس کچھ ہے کہ جسپر تجھ سے عقد کردیں حضرت علیؑ نے عرض کیا فدا ہوں تجھپر ماں باپ حضرت سے میرا حال کچھ چھپا نہیں میری ملک میں ایک سیف اور ایک زرہ اور ایک آب کشی کا اونٹ ہے اسکے سوا کچھ مال متاع نہیں رکھتا حضرت نے فرمایا یا علی تلوار کی تمکو ضرورت رہتی ہے اوس سے راہ خدا میں جہاد کرتے ہو اور خدا کے دشمنوں کو قتل کرتے ہو اور اونٹ پر تم اپنے لئے اور درختوں کے واسطے پانی لاتے ہو اور اسباب لادکر سفر میں کام دیتا ہے فقط زرہ یہ تمسے بیاہ دینگے اسی پر ہم تمسے راضی ہیں اور بروایت دیگر فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے جو مہر میں دو عرض کی لاواللہ یا رسول اللہ میری پاس کچھ نہیں حضرت بولے

وہ زرہ کیا کی جو ہم نے تمکو دی تھی حضرت علی لقبمیہ کہتے ہیں کہ وہ زرہ حطمیہ تھی جسکی
قیمت نرخ بازار چار سو درہم تھے مینے عرض کیا وہ میری پاس ہے حضرت نے ارشاد کیا
ہم نے اوسی پر عقد کیا اوسکو ہمارے پاس بھیجدو وہ مہر ہے فاطمہ بنت رسول کا
اور بروایت دیگر جب حضرت امیر المومنین نے درخواست پیش کی اور عرض کیا یا رسول
اللہ مینے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کل حسب اور نسب قیامت کو منقطع ہو جاوینگے
سوا میرے حسب اور نسب کی حضرت نے فرمایا حسب تو میری قربت کا سبب ہے اور نسب قرب خدا
ہے پھر خندہ پیشانی ہو کر ارشاد کیا تمہارے پاس کچھ ہے کہ ہم تمہاری شادی کر دیں
حضرت علی نے عرض کیا آپ پر میرا حال خوب روشن ہے۔ میرے پاس ایک گھوڑا ہے
ایک خچر ایک تلوار ایک زرہ حضرت نے فرمایا زرہ کو بیچ ڈالو۔

احالہ قبول برضا بتول و استفسار بلا عار

ایک روایت میں یوں لکھا ہے کہ جب حضرت علی نے درخواست کی تو حضرت نے فرمایا
یا علی تجھ سے پہلے بہت شخصوں نے پیغام دیا ہے مینے فاطمہ سے جاکر ذکر کیا اوسکے چہرہ سے
ناراضی کے آثار پائے گئے مگر تم ذرا ٹھہرو ہم ابھی پلٹ کر آتے ہیں یہ فرماکر داخل حرم سرا
ہوے مترجم کہتا ہوں مناقب وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول پیغام کے
وقت ام سلمہ کے حجرہ میں تھے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درخواست کے وقت
حضرت باہر تشریف رکھتے تھے اور ممکن ہے کہ ام سلمہ کے حجرہ سے اٹھکر سیدہ کے حجرہ میں
تشریف لیگئے ہوں واللہ اعلم بہرحال حضرت وہانسے اٹھکر اوسجگہہ تشریف لیگئے جہاں
خاتون بیٹھی تھیں حضرت سیدہ نے حسب قاعدہ و معمول مبارک کے اٹھکر عبا سنبھالی نعلین
تھامی پانی لاکر اپنے ہاتھ سے پاؤں دھوئے منہ ہاتھ دہلوایا پھر بیٹھ گئیں حضرت نے فرمایا ای فاطمہ

سننتی ہو سیدہ نے عرض کیا لبیک لبیک بدل وجان حاضر ہوں میرا دہیان آپکی طرف
سے ہے کیا ارشاد ہے فرمائی یارسول اللہ فرمایا علی بن ابیطالب کی قرابت اور فضیلت
اور سب سے اول مسلمان ہونا تمکو معلوم ہے کہنے کی حاجت نہیں اور مینے خدا سے
استدعا کی تہی کہ بہترین خلق اور محبوب ترین مخلوق سے تیرا پیوند کرے سو آج علیؑ بن
ابیطالب تیری رشتہ کی درخواست کرنے آئے ہیں حضرت فاطمہ نے سُنکر سکوت کیا
اور جیسے قاعدہ ہے کہ ناگوار بات سُنکر نفرت سے منہ پہیر لیتے ہیں حضرت سیدہ نے مُنہ
نہ پہیرا گویا شرم سے سکوت کیا پس جب کسیطرح رسول اللہ کو یہ ثابت نہوا کہ سیدہ کو ناگوار
گذرا ہے اور چہرہ سے نارضامندی اور تردد پایا گیا تو حضرت اوٹھہ کہڑے ہوئے اور فرمایا
اللہ اکبر سکوتہا اقرارہا اسکی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے بعض روایت میں نقل
ہے کہ جب حضرت نے قصد کیا کہ سیدہ کو حضرت علی مرتضیٰ سے نامزد فرما دین تو
خلوت میں علاحدہ ہو کر سیدہ سے مشورہ کیا خاتون جنت نے عرض کیا یارسول اللہ آپکا
فرمانا بسر و چشم جو حضرت کی راے ہے وہ سب سے اولی ہے البتہ اتنی بات ہے کہ
قریش کی عورتیں مجہہ سے بیان کرتی ہیں کہ علیؑ کا پیٹ بڑا ہے بازو لمبے لمبے ہیں اور
جوڑ بند بہاری ہیں پٹپٹریو نپر بال نہیں آنکہیں بہت بڑی ہیں اور گردن پتلی ہے مُنہ
کہلا رہتا ہے اور غریب و نادار بہی ہے حضرت نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو نہیں جانتی
جب اللہ تعالی نے دنیا کی طرف نظر کی تو مردوں میں سے مجکو انتخاب کیا اور پہر دوبارہ
علی کو انتخاب کیا پہر تجکو عورتوں میں سے منتخب کیا اے فاطمہ جب مجکو معراج کی رات
آسمانونکی سیر کرائی تو میں صخرہ بیت المقدس پر لکہا پایا لا الہ الا اللہ و
محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں اور محمد خدا کا بہیجا ہوا ہے اور اوسکا یار و مددگار اوسکا وزیر ہے یعنی جبرئیل ہے

پوچھا یہ سیراور یہ کون ہے جبرئیل نے کہا علی بن ابیطالب جب میں سدرۃ المنتہی پر
پہونچا وہاں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا جب عرش کے نزدیک گیا وہاں بھی عرش کے
ستونوں پر یہ عبارت نقش تھی جب جنت میں جانیکا اتفاق ہوا تو جنت میں طوبی
کا درخت دیکھا اور اوسکے جڑ علی کے مکان میں پائی اور جنت کی ہر ایک قصر میں
اور ہر محل میں اوسکے ایک شاخ ہے طوبی پر سندس اور استبرق کے حلونکی جامدانیاں
لٹکتے ہیں ہر ایک بندہ مومن کو دس لاکھہ جامہ دانیاں ملیں گی ہر ایک جامدانی
میں لاکھہ لاکھہ جوڑے ہونگے ایک حلّہ دوسری حلہ سے مشابہ نہوگا رنگ برنگ کے ہونگے
اور وہی حلے بہشتیونکا لباس ہیں اوسکے وسط میں ظل ممدود ہے جنت کی وسعت زمین
وآسمانکی وسعت کے برابر ہے یہ جنت اونکے واسطے ہے جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے
اور یہ ظل ممدود اتنا وسیع ہے کہ اگر گھوڑے کا سوار سو برس تک اوسکے سایہ سایہ چلے
تب بھی طی نہوا سی ظل ممدود کا قرآن میں ذکر ہے اور طوبی کی شاخوں میں میوہ لٹکتے
ہیں جنتیونکے واسطے اور کھانے لگے ہیں اونکے گھروں میں ٹہرے لٹک رہے ہیں ایک
شاخ پر سو سو طرح کے میوہ ہیں جنمیں بہت سے میوہ ایسے ہیں جو دنیا میں تم نے
نہیں دیکھے اور نہ سنے جب اونکو توڑیے تو اونکی جگہہ فوراً اور نکل آتے ہیں لَا مَقْطُوعَةٍ
وَلَا مَمْنُوعَةٍ اونہیں کی شان میں ہے نہ وہ ختم ہوتے ہیں نہ وہاں روک ٹوک
ہے ایک نہر درخت طوبی سے نکلی ہے اوسمیں سے چار طرح کی نہریں بہتی ہیں اول
پانیکی نہر ہے جسکا پانی کبھی سڑتا نہیں اور ایک دودھ کی نہر ہے جسکا مزہ کبھی نہیں بگڑتا
ایک شراب کی نہر ہے جسکی لذت پینے سے علاقہ رکھتی ہے ایک صاف کی ہوئی شہد
کی نہر ہے اے فاطمہ اللہ نے علی کو سات خصلتیں دی ہیں ایک تو وہ سب سے اول میرے
ساتھ قبر سے اوٹھے گا اور سب سے پہلے میرے ساتھ پل صراط پر کھڑا ہوگا اور دوزخ کی آگ سے

شاید مطلب یہ ہو کہ حضرت علی [illegible] اور [illegible] بہشت میں ہر [illegible] علی [illegible] طوبی [illegible] ۱۲ منہ

پہنایا جاویگا یعنے برہنہ حشر اوسکا نہو گا اور سب سے پہلے میرے ساتہ عرش کے دہنے پر
کہڑا ہو گا اور سب سے پہلے میں اور وہ داخل بہشت ہونگے اور علیین میں سکونت کرینگے
اور رحیق مختوم سے جسپر مشک کی مہر لگی ہے پہلے ہم نوش کرینگے پہر دوسروں کو
نصیب ہو گا مناسب ہے کہ شاید لوگ ان نعمتوں کی طرف رغبت کریں ای فاطمہ خدا نے
علی کو آخرت میں یہ سب کچہہ دے رکہا ہے اور یہ سامان اوسکی لئے جنت میں تیار ہیں
نادار ہے تو کیا ہوا اور تو جو کہتی ہے کہ اوسکا پیٹ بہاری ہے سبب اوسکا یہ ہے کہ
علم سے پر ہے خدا نے کل میری امت میں علم اوس سے مخصوص کیا ہے اور اوسکو فضیلت
دی اور جو کہا کہ اوسکے ماتھے پر بال نہیں آنکہیں پہٹی ہیں تو سبب اوسکا یہ ہے۔ کہ
خدا نے علی کو بصورت آدم صفی کے خلق کیا ہے۔ اور لمبی ہاتہ ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ
کہ وہ اولنے اعداء دین کے اور دشمنان رسول کے ساتہ جنگ کرتا ہے اور اون ہاتوں سے
دین کو ظاہر کرتا ہے اگرچہ مشرکونکو ناگوار ہے اور بدولت علی کی بہت سے فتح اس امت کو
نصیب ہونگے اور بہت سے کافرونکو ان ہاتوں سے ماریگا بحکم نزول قرآن کے
اور اون منافقونکے سر اتاریگا جو باغی اور عہد شکن ہیں اور فساق ہیں بحکم تاویل قرآن
کے خدا اسکی صلب سے پیدا کریگا دو نوجوان اہل بہشت کے یعنے حسن اور حسین کو جن سے
عرش کی زینت ہے ای فاطمہ خدا نے جس نبی کو بہیجا سب کی ذریت اونکی صلب سے
گردانی پر میری ذریت اور اولاد صلب علی سے ہو گی اگر علی خلق نہوتا تو میری نسل نہ چلتی
جناب سیدہ نے یہ سنکر عرض کیا میں علی کے سوا کسیکو پسند نہیں کرتی دنیا بہر میں
مترجم کہتا ہوں یہ روایت مرفوع ہے مشہور یہی ہے کہ یہ حکایت و شکایت اور ملال
سیدہ کا بعد عقد کے ہوا چنانچہ اپنی محل پر آویگا اسوقت فقط اتنا ہی ہوا کہ سیدہ نے

سنکر سکوت کیا اور حضرت نے دلیل رضامندی قرار دیا بلکہ کچھہ روایات سے سمجھا جاتا ہے
کہ بالا بالا عقد کر دیا تھا اور جب حضرت سیدہ کو اطلاع ہوئی تو اس عرض و معروض کی نوبت پہونچی یہ امر
ممکن ہے حضرت رسول مختار جسکا عقد جس سے چاہیں بلا پوچھے کر سکتے تھے اولیٰ ہوا اور مختار عام تہر اور سیدہ تو بالغ تہے
ظاہر یہہ ہے کہ بطور خود کسی وقت مشورہ لیا گیا تھا علیٰ کل حال امت کو لازم ہے کہ بن
پوچھے عقد نکریں حدیث میں وارد ہے لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ
الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَإِذْنُهَا السُّكُوتُ یعنی بکر ہو یا ثیب عورت کا نکاح اجازت لیکر
کرنا چاہیئے البتہ بکر کا سنکر خاموش ہونا اور شرما کے چپ رہجانا بمنزلہ اقرار کے ہے
منہ سے کہنے کی ضرورت نہیں اور کبھی تو حاجت بھی نہیں اور مسکرا دینا یا ہنس پڑنا
بلکہ موقع پر رو دینا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ ہاں اسکا خیال رہے کہ ناراضی و مجبوری کا
سکوت نہو چہرہ سے ملال کے آثار ظاہر نہو۔ ورنہ خموشی پر اعتماد نہوگا اور بکر عربی میں عذرا
کو کہتے ہیں کنواری ہو یا بیاہی رانڈ ہو یا سہاگن یا مطلقہ پس یہاں پر بکر سے مرد نا رسیدہ
مراد ہے اگرچہ پہلی اوسکا عقد ہو چکا ہو اور بیوہ یا مطلقہ ہو گئے ہو اور ثیب سے مراد مرد
دیدہ ہے اگرچہ ابہی کنواری نہو بیاہی نگئی ہو پس بکر کا عقد بدون منشا لینے کے نچاہیئے
بلکہ بکر بیوہ کے عقد میں تو زبانی اقرار احوط ہے اور کنواری غیر باکرہ کے عقد میں تو یہ امر
درجہ اولیٰ ملحوظ خاطر نکاح خواں رہنا چاہیئے اور روایت کا غرہ فضول ہے بالغہ رشیدہ
پر باپ دادا کی ولایت پوری طور سے باقی نہیں رہتی پہر وصی اور مربی اور باقی رشتہ دار
تو الگ رہے وہ تو نابالغ کے بھی مختار نہیں حتی کہ والدہ اور بہائی ان سب کا عقد فضولی
ہے اور فضولی میں کلام ہے باقی شرم وحیا سو حضرت من شرع میں شرم نہیں اور ذکر
کرنیمیں تو کچھہ عیب و عار بھی نہیں گھر کی بات ہے بہت طرح سے دریافت ہونا سہل ہے
اور سیدہ کے عقد پر قیاس نکرو اول تو او نکا عندیہ دریافت کرنا منقول ہوا ہے اور

نہ بھی ہو تو کیا ہے اونکا عقد بحکم خدا ہوا اور رسول خدا نے کہا بلکہ زمین پر عقد ہونے سے پہلے آسمان پر ہو چکا تھا خود خداوند عالم کر چکا تھا۔

عقد آسمانی بالوف شادمانی

روایات گذشتہ میں لکھا ہے کہ جب سیدہ نے سکوت کیا تو اوسیوقت جبرئیل وحی لیکر نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا محمد اسکا عقد علی سے کردو خدا نے فاطمہؑ کو علی کے واسطے پسند کیا اور علی کو فاطمہ کے لئے تجویز فرمایا ہے اور چند روایات معتبر میں لکھا ہے خود حضرت امیرالمومنین سے روایت ہے حضرت فرماتے ہیں مجھے بہت آرزو تھی کہ سیدہ سے میرا رشتہ ہو جاوے مگر مجکو جرأت نہوتی تھی جو حضرت سے کہوں رات دن یہ بات میرے دل میں کھٹکتی تھی آخر ایک روز جرأت کرکے خدمت اقدس میں گیا رسول اللہ نے فرمایا علی میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ حاضر ہوں کیا ارشاد ہے فرمایا تم شادی کروگے مینے عرض کیا جو حضرت کے نزدیک مصلحت ہو جناب مجھ سے بہتر واقف ہیں حضرت کا یہ قصد تھا کہ قریش میں سے کسی عورت سے میرا عقد کردیں اور مجھے سیدہ کے ہات سے نکلجانے کا بہت ڈر تھا غرض اوسوقت وہ بات دب دبا گئی جب وہ وقت ٹل گیا تو ایک روز میں بیٹھا تھا کہ دفعۃً ایک آدمی آیا اور بولا جلدی چلو حضرت بلاتے ہیں آج حضرت بہت خوش ہیں ایسا خوش ہمنے کبھی حضرت کو نہیں دیکھا حضرت علی فرماتے ہیں میں جھپٹ کر آیا تو حجرۂ ام سلمہ میں حضرت کو پایا جب میری طرف حضرت نے دیکھا تو خوشی سے حضرت کا چہرہ چاند کیطرح چمکنے لگا اور مسکراتے ہیں آپکے دنداں مبارک کی سفیدی برق کیطرح چمک گئی پس فرمایا یا علی خوشخبری ہو تجھے کہ خدا تعالے نے ہمارے فکر کو جو تمہارے عقد کے باب میں تھی رفع کی مینے عرض کیا یہ کیونکر ہوا فرمایا جبرئیل آئے اور ایک روایت میں ہو کہ رسول اللہ

بیٹھی تھی جو حضرت علی آئے حضرت نے فرمایا کدھر آئے عرض کیا سلام کرنیکو حاضر ہوا ہوں
حضرت نے فرمایا یہ جبرئیل مجھے خبر دیتے ہیں خدا کیطرف سے کہ اللہ نے فاطمہ کو تمسے تزویج
کر دیا اور چالیس ہزار فرشتوں کو نکاح کا گواہ کیا اور دیگر روایات میں حکم ربانی کو اسطرح
تفصیل سے نقل کیا ہے کہ پہلے ایک فرشتہ آیا اور اسنے کہدیا یا محمدؐ اللہ تعالے تمکو سلام
کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کیا تم بھی اوس سے عقد کر دو اور
ہم نے طوبیٰ کو حکم دیا کہ موتی مونگا اور یاقوت سے پھلے اور آسمان والوں میں بڑی اسکی
دھوم ہو رہی ہے اور ان دونوں سے دو فرزند متولد ہونگے جو سردار ہیں جوانان بہشت
کے پس بشارت ہو تمکو یا محمدؐ کہ تم اولین و آخرین سے افضل ہو اور اکثر روایات میں آمد
فرشتہ کے بہ تعیین وقت اور تاریخ کے اسطرح پر نقل ہوئی ہے کہ ایکدن جناب رسالتمآب
بیٹھے ہوئے تھے جو یکایک ایک فرشتہ آیا اور اوسکے چوبیس سر تھے حضرت رسولؐ خدا نے
فرمایا اخی جبرئیل ہمنے کبھی تمکو اس صورت سے نہیں دیکھا ملک نے عرض کیا میں جبرئیل نہیں
ہوں میرا نام محمود ہے خدائے عزوجل نے مجھے بھیجا ہے کہ نور کو نور سے وصل کروں
حضرت نے فرمایا کس سے وہ فرشتہ بولا فاطمہؑ کو علیؑ سے جب وہ ملک چلا گیا تو حضرت نے
دیکھا اوسکے شانوں کے بیچ میں لکھا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّہٗ
محمد خدا کے رسول ہیں اور علی ولی خدا اور وصی رسول ہیں
حضرت رسولخدا نے پوچھا اس تحریر کو تمہارے شانوں کے درمیان لکھی ہوئے کتنا عرصہ ہوا
ہوگا ملک محمود نے عرض کیا آدم کی پیدائش سے بائیس ہزار برس پہلے اور بقولی چوبیس
ہزار برس پہلے اور بعض روایت میں ہے کہ اوس فرشتہ کے تئیس سر تھے ہر سر میں ہزار
زبان اور نام اوسکا صرصائیل تھا اور بقولی سیطائیل اور بروایتی یہ صرصائیل ہر زبان سے
الگ الگ بولیوں میں خدا کی تسبیح کرتا تھا اور ہتیلی اوسکی ساتوں فلک اور ساتوں
زمیں سے چوڑائی میں زیادہ تھی - اور دونوں شانوں کے درمیان یہ لکھا تھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابیطالب مقیم الحجۃ

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں محمد پیغامبر خدا ہیں اور علی فرزند ابو طالب قائم کرنے والے
حجت کے ہیں۔ اور کیا عجب ہے کہ محمود ترجمہ صرصائیل اور سیطائیل کا ہووے
اور مناقب میں آمدِ ملک کو اسطرح ذکر کیا ہے کہ جب حضرت زبان دیکھے تو فرمایا
اے ابو الحسن تجھے ایک خوشخبری سناوں حضرت علی نے عرض کیا ہاں قربان ہوں
تم پر پدر و مادر میرے وہ خوشخبری ارشاد ہو آپ ہمیشہ فال نیک اور شگون مبارک
دینے والے ہیں اور نیک راہ بتلاتے ہیں خدا کی رحمت ہو آپ پر پس رسول اللہ نے
فرمایا بشارت ہو تجھے ای ابو الحسن کہ اللہ بزرگ اور برتر نے ہماری دنیا میں شادی
کرنے سے پہلے تجکو آسمان پر فاطمہ سے پیوند کر دیا اور ابھی اسجگہہ یعنے حجرہ ام سلمہ میں بیٹھے ہوئے ایک
فرشتہ میرے پاس آسمان سے نازل ہوا جسکے کئی منہ تھے اور بہت سے بازو تھے
پہلے مینے اس قسم کا کوئی فرشتہ نہیں دیکھا تھا اوسنے آکر کہا السلام علیک
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بشارت ہو تمہیں یا محمد کہ پراگندگی دور ہوئی اور نسل پاکیزہ قائم ہو مینے
پوچھا کیا بات ہے اے ملکِ مبشر یعنے خوشخبری دینے والے وہ بولا یا محمد میرا نام سطائیل
ہے ایک قائمہ عرش پر تعینات ہوں مینے خدا سے درخواست کی کہ مجھے اجازت ملے تو
میں بشارت کو تمہارے پاس لیکر آوں اور میرے پیچھے پیچھے ابھی جبرئیل آیا چاہتے
ہیں وہ خدا کی طرف سے تمکو خدا کی کرامت کی مفصل خبر دینگے حضرت نے فرمایا کہ ابھی
اُس فرشتہ کا کلام تمام ہونے نہ پایا تہا کہ اتنے میں حامل وحی جبرئیل امین آپہونچے اور بولے السلام
علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ پھر ایک قطعہ حریر سفید مثل براق جنت کے حریروں
میں سے میرے ہاتھ میں دیا اوسپر قلم نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں مینے پوچھا یا اخی
جبرئیل یہ پارچہ کیسا ہے اور یہ سطریں کیا ہیں کیا ہے جبرئیل نے کہا یا محمد اللہ بزرگ و برتر نے

ایکدفعہ زمین کے طرف دیکھکر تمہیں انتخاب کیا کل عالم میں پس تمہیں پیغامبر گردانا
پہر دوبارہ زمین کی طرف توجہ فرماکر ساری دنیا میں سے تمہارے واسطے ایک برادر اور
مصاحب اور وزیر اور داماد چہانٹا پس اوس سے تمہارے بیٹے فاطمہؑ کو منسوب کیا
حضرت رسول اللہ نے کہا ای میرے حبیب جبرئیلؑ وہ کون شخص ہے جبرئیل نے کہا
یا محمد دنیا میں تمہارا دینی بہائی اور نسب میں تمہارے چچا کا بیٹا علیؑ فرزند ابوطالب ہے
اور بروایت معتبر ائمہ علیہ السلام سے یوں پہنچا ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے حضرت علی مرتضیٰ
کو بلاکے فرمایا ای علیؑ ابہی جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور اوسکے ساتھ بہشت کا بالچہڑ اور
کچہ لونگیں جنت کی تھی مجھے اوسنے دی مینے لیکر سونگہا اور استفسار کیا اس سنبل اور قرنفل
کا کیا بہید ہے جبرئیل نے بیان کیا خدا تعالے نے جنت کے ملائک اور دیگر باشندونکو
حکم دیا کہ کل جنت کو آرایش کریں اور اوسکے روشنونکو اور درختونکو اور پہلواری کو سجاویں
اور جنت کے محلونکی صفائی ہو اور ہوا کو حکم ہوا کہ رنگ برنگ کے بوباس اور عطر سے
بسی ہوئی چلے اور حورونکو فرمایا کہ سورہ طہ و یسین اور حمعسق کو پڑہیں پہر ایک منادی غیب نے
عرش کے نیچے سے یہ ندا دی خبردار ہو جاویں سب آج علی بن ابیطالب کے ولیمہ کا دن ہے
آگاہ رہو تم بس تمکو گواہ کرتا ہوں **اِنِّیْ زَوَّجْتُ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مِنْ**
عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ یعنے تزویج کیا فاطمہ دختر محمدؐ کو علیؑ پسر ابوطالب سے میری رضامندی
دونوں کیطرف سے کافی ہے پہر خدا تبارک وتعالے نے ایک سفید بدلی بہیجی جسنے موتی
اور زبرجد اور لالونکا مینہہ برسایا اور فرشتوں نے اوٹھاکر بہشت کے سنبل اور قرنفل کو لایا
یہ سنبل و قرنفل اوسے میں سے ہیں اور بروایت سابق جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا نے حکم دیا بہشت کو
کہ زینت کرے پس بہشت نے زیبایش کی اور طوبیٰ کو حکم ملا کہ حلونسی اور زیوروں سے لدجاے
اور حوریں سنگہار کریں اور فرشتونکو حکم ملا کہ چوتھے آسمان پر بیت المعمور کے آس پاس

سب اکر جمع ہوجاویں یس اوپر کے فرشتے نیچے اوترے اور نیچے کے آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے فرشتے اوپر گئے پہر خدا نے حکم دیا رضوان کو جو جنت کا خزانچی ہے اوسنے حسب الحکم منبر کرامت بیت المعمور کے دروازہ پر نصب کیا وہ منبر وہ ہے جس پر چڑہ کر آدمؑ نے فرشتوں سے اسماء کو بیان کیا تہا وہ منبر نور کا بنا ہوا ہے۔ مترجم کہتا ہوں کہ ہمارے روایات معتبر میں نام اوس فرشتہ کا محمود ہے اور اہل سنت کی روایات میں صرصائیل یا سبطائیل ہے عجب کیا ہے کہ محمود ترجمہ ان لفظوں کا ہو یا اوسکے کئی نام ہوں۔ بہر حال کل مذکور الصدر روایتوں میں بعد اس حال کے مذکور ہے کہ پہر ایک ملک کو حجاب کے ملائک میں سے جسکا راحیل نام ہے حکم ملا کہ اوس منبر پر جا کر خدا کی حمد وثنا جو اوسکے واسطے زیبا ہے بجالائے اور خدا کی بڑائی کو ظاہر کرے لکہا ہے کہ اوس فرشتہ سے بہتر کوئی فرشتہ خوش گفتار اور شیریں کلام اور خوش آواز نہیں ہے پس حسب الحکم خدا کے راحیل فرشتہ منبر پہ گیا اور حمد وثنا پروردگار عالم کی بجالایا اور اوسکی تحمید اور تقدیس ادا کی اور ثنا وصفت کی جو خدا کی شان کے لائق ہے کہی پس تمام آسمانوں میں خوشیاں پہیل گئیں اور بروایت ائمہ ہدیٰ راحیل نے ایسا خطبہ پڑہا کہ کبہی کسینے نہ سنا تہا نہ دیکہا نہ زمین کے رہنے والوں نے اور نہ آسمان کے باشندوں نے اور کئی روایت میں اوس خطبہ کو اسطرح پر نقل کیا ہے الحمد للہ الاول قبل اولیۃ الاولین الباقی بعد فناء العلمین نحمدہ اذ جعلنا ملئکۃ روحانیین و بربوبیتہ مذعنین وله علی ما انعم علینا شاکرین حجبنا عن الذنوب و سترنا من العیوب اسکننا فی السموت و قربنا الی السرادقات وحجب عنا النهم للشهوات وجعل نهمتنا و شهوتنا تقدیسه وتسبیحه الباسط رحمته الواهب نعمته جل عن الحاد اهل الارض والمشرکین وتعالی بعظمته عن افک الملحدین

حمد ہے خدا کے لئے جو اول ہے سب پہلونکے پہل سے اور باقی رہیگا بعد فنا
ہونے کل عالم کے اسکی حمد کرتے ہیں اسباب پر کہ اوسنے ہمکو فرشتہ روحانی بنایا اور
اپنی پروردگاری کا مقر گردانا اور اوسکے لئے شکر ہے بوجہ اوسکی نعمتونکے مارز کہا اوسنے
ہمکو گناہوں سے اور بری رکہا ہمکو عیب سے جگہہ دی ہمکو آسمانوں میں اور نزدیک کیا ہمکو
اپنے پردوں سے اور دوکیا ہم سے قصد کرنا خواہشونکا اور گردانا قصد ہمارا اور خواہش
ہماری اپنی تقدیس اور تسبیح میں وسیع ہے رحمت اوسکی اور بخشنی اپنی نعمتوں کا برتر ہے
الحاد سے اہل زمین اور مشرکین کے اور بزرگ ہے اپنی عظمت سے وہ بہتان سے ملحدوں
کے اسیطرح کہتے کہتے اوسنے بیان کیا کہ پسند کیا بادشاہ جبار نے اپنی خلاصہ کرام اور اپنے
بندہ عظمت کو واسطے اپنی کنیز سیدالنساء کے جو بیٹی ہے بہترین انبیا اور سردار مرسلونکی اور
اور پیشوای متقیونکے پس خدانے پیوند کیا نبی کو اسی شخص سے جو اوسکے گہرانہ سے ہے اور
اوسکی نبوت کا تصدیق کرنیوالا اور سب سے اول اوسکا کلمہ پڑہنے والا ہے یعنے علی خدا آیہ
سے بسبب فاطمہ بتول کے جو دختر ہے رسولکی مروی ہے کہ جب راحیل خطبہ پڑہ چکا تو خدا
کی طرف سے جبرئیل نے یہ مضمون پڑہا اَلْحَمْدُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَةُ کِبْرِیَائِیْ وَالْخَلْقُ
کُلُّهُمْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ زَوَّجْتُ فَاطِمَةَ اَمَتِیْ مِنْ عَلِیٍّ صَفْوَتِیْ اِشْهَدُوْا
مَلٰئِکَتِیْ حمد میری ردا ہے اور عظمت میری بندگی اور کبریا ہے اور ساری مخلوق میرے
بندہ اور کنیزاں ہیں میں فاطمہ اپنی کنیز کو علی سے جو میرا برگزیدہ بندہ ہے بیاہ دیا ای
فرشتو تم گواہ رہنا اور کئی روایتوں میں ہے کہ خدا نے حکم دیا جبرئیل کو کہ نور کو نور سے
عقد کر پس خدا ولی تہا اور جبرئیل خطیب یعنے حضرت علی کی طرف سے جبرئیل نے وکیل
ہنکر خطبہ کیا یا خطبہ پڑہا اور میکائیل منادی ہوا و بقولی میکائیل حضرت رسول اللہ کی طرف سے
وکیل ہوا اور اسرافیل داعی یعنے دعا گو اور مبارکباد دینے والا اور آمین کہنے والا تہا

اور عزرائیل نچھاور کرنے والا اور باقی فرشتے زمین و آسمان کے عقد کے گواہ تھے اور
بروایت مناقب جبرئیلؑ کہتے ہیں مینے نجتہ کیا نکاح کو اور کُل فرشتوں کو گواہ گردانا اور اُنکی
گواہی اس حریر میں تحریر کی گئی اور بعض روایات کی رو سے چار ہزار فرشتے گواہ تھے اور
ایک روایت میں ستر ہزار لکھے ہیں شاید در اصل عدد گواہوں کا ستر ہزار ہو مگر قبالہ پر
دستخط چار ہزار کے کرائے گئے واللہ یعلم المقصود جبرئیلؑ کہتے ہیں پس خدا نے
مجکو حکم دیا کہ اس حریر کو آپ کے سامنے پیش کروں اور یہاں دکھلا نیکے بعد مشک کی
مہر لگا کے رضوان خزینہ دار جنت کو سپرد کروں اور بروایت صحیح پھر ایک منادی نے
ندا کی ای فرشتو میرے ای جنت کے باشندو مبارک باد دو تم علیؑ بن ابیطالب
حبیب محمدؐ کو اور فاطمہؑ دختر محمدؐ کو مینے بھی اونکو برکت دی آگاہ رہو کہ مینے تزویج کیا
اپنی پیاری عورت کو اپنے بہت پیارے مرد سے بعد نبیوں کے اور رسولوں کے
مترجم کہتا ہوں بظاہر یہ فقرہ اصول مذہب اور روایات متواتر کے خلاف ہے
جناب امیر المومنین سواے خاتم الانبیا کے اور سب انبیا سے بلکہ مرسلوں سے افضل
ہیں اور زیادہ محبوب ہونا تو قطعی ہے ظاہرا راوی ولی سہو کیا عادۃً منہ سے نکل گیا یا مصلحۃً
خود امام نے فرمایا ہو اور ممکن ہے کہ محبوب سے حجۃ اللہ ہونا مراد لیں یعنے امام حجت
برحق ہیں انبیا کے بعد چنانچہ مروی ہے کہ حکیم راحیل فرشتہ نے جو بڑا بولنے فرشتہ ہے
عرض کی ای رب میرے اب تو اور کیا برکت اُنکو دیگا آج ہم جو کچھ جنت میں اور تیرے
دربار میں اونکے واسطے دیکھتے ہیں اوس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی جواب آیا ای
راحیل اب میری برکت اون دونوں پر یہ ہے کہ اون دونوں کو اپنی محبت پر جمع کرونگا اور اپنی
بندوں پر اونکو اپنی حجت اور سند گردانوں کا قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں اونکی نسل
سے ایک ایسی مخلوق خلق کرونگا جنکو اپنا خزانچی زمین پر بناونگا اور اپنے علم کے.

کان گردانونگا میرے دین کے ہادی اور میری مخلوق کے امام ہونگے نبیوں کے بعد
اور مناقب میں لکھا ہے جسوقت خدانے علیؑ و فاطمہ کے عقد پر فرشتوں کو گواہ لیا تھا
اوسوقت درخت طوبیٰ کو یہ حکم ملا کہ تو جلی اور زیور وارکریں اوسنے نثار و قربان کیا
جو کچھ اوسپر پھلا اور لگا تھا فرشتوں نے او سے چنا اور حوروں نے لوٹا اور آپس میں
اوسکو حوریں تحفہ دیتی ہیں اور نازاں ہیں اور نازاں رہیں گی قیامت تک اور مروی
ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ یہ خیر النساء کا صدقہ ہے اور کئی روایتوں میں ہے کہ جسنے
اوس روز زیادہ لوٹا یا عمدہ شئے اوسکے ہاتھ لگی وہ قیامت تک اوروں پر فخر کیا کریگے
اور بروایت دیگر طوبیٰ نے سفید چمکدار موتی اور خوب سرخ رنگین لال اور عمدہ سبز
رنگ کے زمرد اور ابدار لولو تر نثار کئے حوریوں نے دوڑ دوڑ کر لوٹا اور منقول ہے کہ جن
خوانوں میں حوروں نے لوٹا اور حُسن حسن کے جمع کیا وہ طباق ایک ڈال سچے موتیوں
کے بنے ہوئے تھے اور کئی روایتوں میں آیا ہے کہ رضوان کو جو جنت کا داروغہ ہے
یہ حکم ملا کہ طوبیٰ کو ہلا دے پس اوسپر سے سراسر ہر محب اہلبیت کے واسطے جسقدر محب
ہیں ایک ایک پروانہ بیکا اور طوبیٰ کی بیندی میں سے نوری فرشتے خلق ہوئے ہر
فرشتہ کو ایک پروانہ دیا گیا قیامت کو جب سب حاضر ہونگے اوسوقت وہ فرشتے ندا
کرینگے پس کوئی محب اہلبیت کا اور شیعہ اونکا ایسا باقی نرہیگا جسکو ایک پروانہ اونمیں
سے نملیگا اوس پروانہ کے ذریعہ سے اونکو دوزخ سے نجات ملیگی ان چٹھیونکی بدولت
گنہگاروں کو دوزخ سے چھٹکارا ملیگا رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ بہت سے عورت مرد کو
میری اُمت کے میرے چچازاد اور میرے بیٹی کے طفیل سے دوزخ کی آنچ سے خلاصی ہوگی
مناقب میں لکھا ہے پھر جبرئیلؑ نے کہا یا محمدؐ آپکو معلوم ہووے کہ خدای بزرگ و برتر نے
مجھے حکم دیا ہے کہ آپ سے کہوں کہ حضرت بھی علیؑ کو فاطمہؑ ستے تزویج کردیں اور اون کو

بشارت دو کہ اونکے دو فرزند ارجمند پیدا ہوں گے نجیب طیب طاہر نیک جو فاضل ہیں دنیا اور عقبیٰ میں ابن مسعود سے کتب اہلسنت میں روایت ہے کہ بعد حکم مذکور کے حضرت جبرئیل نے بیان کیا کہ خالق نے ایک جنت خاص بنائی ہے ایک موتی کی جسکے ایک قصبہ سے یعنے بانس سی دوسری تک ایک موتی ہے جو سونیکی تار میں یاقوت کے سات گندھا ہے اور اوسکی چہت سبز زبرجدکی ہے اور اوس میں موتی کے محل ہیں یاقوت سے جڑاو کئی ہوے اور وہ دریچے ہیں جنمیں ایک انیٹ سونیکی اور ایک چاندی کی لگی ہے اور کوی انیٹ موتی کی اور کوی لال اور زمرد کی ہے خدا نے اوس میں چشمہ اور تال بنائے ہیں جو چاروں طرف پھرتے ہیں اور بہت سے نہریں ہیں اور اونپر موتی کے قبے لگے ہیں جو سونیکی زنجیروں سے گندہی ہیں اور اوس جنت میں رنگ کے درخت اور بوٹے ہیں اور ہر ایک غرفہ میں چند قبہ اور ہر قبہ میں سفید موتیونکے تخت ہیں جنپر سندس اور استبرق کے پلنگ پوش پڑے ہیں زمین میں وہانکی زعفران بچھے ہے اور عنبر اور مشک چھڑکا ہوا ہے ہر قبہ میں ایک حوری ہے اور ہر قبہ کے سو سو در ہیں ہر در پر دو لونڈیاں اور دو درخت ہیں ہر ایک قبہ میں ایک صندلی اور ایک کتاب رکھی ہے۔ اور گرداگرد اون قبونکے آیتہ الکرسی لکھی ہے رسولخدا نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہہ جنت خدا نے کسکے لئے بنائی ہے وہ بولے علی و فاطمہ کے واسطے یہہ جنت علاوہ اون جنتوں کے ہے جو اونکے لئیے معین ہیں یہ خدا نے ایک تحفہ دیا ہے اون دونوں کو تاکہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ؂

عقد خلوت بصد مسرت

مناقب میں لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا جبرئیل کی آمد کو جب حضرت علی سے ذکر کر چکے تو فرمانے لگے یا علی خدا کی قسم ہے کہ فرشتہ ابھی آسمان تک پہونچا بھی نہو گا جو تونے آکر

دروازہ کھٹکا یا خوب سمجھ لی اسبات کو کہ تیرے بارہ میں جو حکم میرے رب کا ہے میں
اوسکو ضرور بجالاونگا اور روایت ائمہ میں مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا مبارک ہو تجھے
یا علی کہ خدا جل وعلی نے تیرا وہ اکرام کیا ہے کہ آج تک اتنی توقیر کسی کی نہیں ہوئی
وَقَدْ زَوَّجْتُكَ اِبْنَتِیْ فَاطِمَةَ عَلٰی مَا زَوَّجَكَ الرَّحْمٰنُ وَقَدْ رَضِیْتُ بِمَا رَضِیَ اللّٰہُ
تحقیق کہ میںنے تجھسے عقد کیا اپنی بیٹی فاطمہؑ کو جس چیز پر رحمٰن نے تجھ سے تزویج
کیا یا اسلئے تجھسے بیاہتا ہوں کہ خدا نے بیاہا ہے اور بیشیک میں راضی ہوں اوس پر
جسپر ملک اللہ راضی ہے یعنے جو اللہ کی مرضی اور خوشی ہے پس یہ تیری بی بی ہے آج
تک ہمارے پاس تھی اب تو اوسکا مالک ہے اور جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ جنت مشتاق
ہے تم دونوکی مشیت خدا میں یہ ہے کہ تم سے اپنے اماموںکو پیدا کرے نہیں تو ابھی جنت
اور جنت والونکی تمنا پوری کرتا یعنے ابھی سے تمکو جنت میں بلا لیتا پس تو بہت اچھا بھائی
اور بہت اچھا داماد ہے اور بہت اعلیٰ مصاحب ہے کافی ہے تیرے واسطے یہ بات
کہ خدا تجھ سے راضی ہے مترجم کہتا ہوں کہ روایات فریقین میں مؤید اسکے وارد ہوا ہے کہ
رسول اللہ نے فرمایا کہ جنت چار عورتونکی مشتاق ہے مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم
زوجہ فرعون کی یہ دونو عائشہ وحفصہ کے بدلے جنت میں رسولخدا کی زوجہ ہونگی اور
تیسرے جناب خدیجہ کبریٰ خویلد کی بیٹی جو دنیا وعقبیٰ میں رسول اللہ کی زوجہ ہیں
چوتھے جناب معصومہ فاطمہ زہرا خاتون جنت رسول اللہ کے پارہ جگر ہیں اور اسیطرح
تین مردونکی مشتاق ہے سلمان وعمار ومولائے مومنین کی الغرض حضرت علیؑ فرماتے
ہیں میںنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا رتبہ اب یہاں تک پہنچا ہے کہ جنت میں بھی میرا
ذکر ہونے لگا اور خدا نے فرشتونکی روبرو میرا نکاح کیا حضرت نے فرمایا جب اللہ اپنے
دوست اور ولیکی توقیر کرتا ہے اور اوسکو پیار کرتا ہے تو اوسکی عزت کو نہیں بڑھاتا ہے

کہ نہ کسی نے کانوں سنی ہو اور نہ آنکھوں دیکھی ہو اللہ تجھے روزے نصیب کرے
یا علیؑ اور بروایت دیگر ارشاد کیا عطا کی خدا نے تجھے وہ نعمتیں جنت کی جو کسی آنکھ نے دیکھی
نہ کسی کان نے سنی پس حضرت علیؑ نے جناب باری میں عرض کیا رَبِّ اَوْزِعْنِیْ
اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ اے رب میرے
دل میں ڈال میرے یہ بات کہ تیری نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھے دی اور میرے
ماں باپ کو دی اور مجھے توفیق دے کہ میں وہ نیک کام کروں جنکو تو پسند کرتا ہے اور
تو صلاحیت دیگا میری اولاد کو اور داخل کر تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں
میں رسولخدا نے فرمایا اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ

نکاح کا اعلان بصد عز و شان

مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت وعدہ فرما چکے تو پس حضرت نے فرمایا اے ابوالحسن
تو چل میں بھی تیرے پیچھے مسجد میں آتا ہوں اور علی روس الاشہاد سب کے روبرو تجھ سے
عقد کرونگا تیری فضیلت کو کہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تیری دوستونکی دنیا اور آخرت
میں حضرت علی فرماتے ہیں پس حضرت کے پاس سے اٹھکر جھپکر میں باہر نکلا اور مارے
خوشی کے اپنے عالم میں نہ تھا کہ یکایک ابوبکر و عمر سامنے سے آتے ہوئے ملے اور انہوں نے
پوچھا کیا خبر ہے میں نے ان سے ذکر کیا کہ رسول اللہ نے مجھ سے تزویج کر دیا اپنی دختر نیک اختر
فاطمہ کو اور مجھے حضرت نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالے نے آسمان پر فاطمہ سے میرا عقد کیا
اور یہہ رسول اللہ میرے پیچھے پیچھے ابھی تشریف لاتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اس بات کو
ظاہر کریں پس وہ دونو سنکر بہت خوش ہوئے اور میرے ساتھ مسجد میں پلٹ کر آئے
مترجم کہتا ہوں دل کا حال اللہ جانے اور دروغ برگردن راوی یہ روایت سنیوں کی ہے ہمارے

نزدیک کچھ اسکی اصل نہیں اور ہو تو ظاہر داری تھی خیر حضرت علی فرماتے ہیں کہ ابھی ہم مسجد تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ رسولخدا بھی ہمسے آملے اور حضرت کا چہرہ شادمانی سے چاند کیطرح دمکتا تھا آتے ہی بلال کو آواز دی اوسنے کہا لبیک یارسول اللہ غلام حاضر ہے ارشاد فرمائی فرمایا سب مہاجر و انصار کو اکٹھا کر لا جب وہ سب آکر جمع ہو گئے تو حضرت منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثنا خدا کی بجالائے انس کہتا ہے کہ جسوقت وحی آئی تھی میں حضرت کے پاس تھا حضرت نے مجھ سے فرمایا جا تو ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی و طلحہ و زبیر اور چند انصاریوں کو بلا لا جب وہ سب آکے بیٹھ چکے تو حضرت منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا مگر یہ قول جملہ روایات کے خلاف معلوم ہوتا ہے انس نے لاعلمی یا تعلّی سے کہدیا ہو تو عجب نہیں اور یہہ شیخین کا طرفدار بھی ہے بہرحال خطبہ پڑھا گیا اور عبارت اوس خطبہ کی بروایت انس اور ارشاد امام رضا علیہ السلام کی یہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهِ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهِ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهِ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهِ الْمَرْغُوْبِ عِنْدَهُ مِنْ ثَوَابِهِ النَّافِذِ اَمْرُهُ فِيْ اَرْضِهِ وَسَمَائِهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَمَيَّزَهُمْ بِاَحْكَامِهِ وَاَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهِ وَاَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا وَشَجَّ بِهَا الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَهَا الْاَنَامَ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا فَاَمْرُ اللّٰهِ اِلٰى قَضَائِهِ وَقَضَائُهُ يَجْرِيْ اِلٰى قَدَرِهِ فَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابِ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ زَوَّجْتُ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ عَلٰى اَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ اِنْ رَضِيَ بِذٰلِكَ عَلِيٌّ

حاصل مضمون یہ ہے کہ خدا کی تعریف اور توصیف کے بعد فرمایا کہ تم سب لوگ گواہ رہو
میں نے فاطمہ کو علی سے بیاہ دیا چار سو مثقال چاندی پر اگر علی اسپر راضی ہو انس کہتا ہے
اسوقت تک حضرت علی نہیں آئے تھے حضرت کے بھیجے ہوی کسی کام کو گئے تھے پھر
حضرت نے ایک چنگیر بھری ہوئی چوہارونکی منگا کے ہم سب کے آگے رکھدی ہم وہیں
بیٹھے تھے کہ اتنیں حضرت علی آپہونچے اور بروایت دیگر سلمان کو بھیجکر حضرت علی کو بلوایا
اور وحی سے اطلاع دی اور خوشخبری سنائی اور بقول انس جب حضرت علی آئے تو جناب
رسالتماب مسکرائے اور پھر ارشاد کیا یا علی خدا نے مجھکو حکم بھیجا ہے کہ میں تجھسے فاطمہ کا عقد
کروں سو میں نے تجھ سے فاطمہ کو تزویج کیا چار سو مثقال چاندی پر تو راضی ہے حضرت علی
نے عرض کیا میں راضی ہوں یا رسول اللہ بعد اوسکے اٹھکر حضرت علیؑ نے شکر کا سجدہ
کیا اور حضرت رسول اللہ نے دعا فرمائی جَعَلَ اللّٰهُ فِيكُمُ الْكَثِيرَ الطَّيِّبَ وَبَارَكَ
فِيكُمَا اللّٰهُ تم میں بہت سے طیب پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت دے اور بروایت دیگر
اس مضمون کی دعا کی اللہ تمہیں دونوں کو مبارک کرے اور اللہ تم میں برکت بھیجے
اور تمہاری سعی کو نیک کرے اور تمسے بہت سے پاکیزہ اولاد پیدا ہو راوی کہتا ہے واللہ
حضرت کی دعا کی برکت سے علی و فاطمہؑ سے بہت سے طیب پیدا ہوی اور مناقب میں
یہ حال اسطرح پر منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ نے خطبہ میں بعد حمد و ثنا کے فرمایا اے
مسلمانوں کی جماعت کچھ عرصہ نہیں گذرا ہے کہ جبرئیل نے مجھے آکر خبر دی ہے پروردگار
عالم کی طرف سے کہ خدا نے بیت المعمور میں ملائک کو جمع کیا اور انہیں گواہ کرکے کہا کہ
ہمنے اپنی کنیز فاطمہ بنت رسول کا عقد اپنے بندہ علی بن ابیطالب سے کردیا اور میرے
پاس حکم بھیجا ہے کہ میں زمین پر اس عقد کو نافذ کروں اور تمہیں گواہ کرہ دانوں پھر
حضرت بیٹھ گئے اور جناب امیر سے خطاب فرمایا کہ ابو الحسن اٹھ تو اپنے واسطے آپ خطبہ پڑھ

اوسی کہتا ہے یہ حکم پاکر علی اوٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بجا لائے اور رسول پر صلوات بہیجی اور یہہ خطبہ پڑھا الحمد للہ شکرا لانعمہ وایادیہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ شہادۃ تبلغہ وترضیہ وصلی اللہ علی محمد صلوۃ تزلفہ وتحظیہ والنکاح مما امر اللہ عزوجل بہ ویرضیہ ومجلسنا ہذا مما قضاہ اللہ واذن فیہ وقد زوجنی رسول اللہ ابنتہ فاطمۃ وجعل صداقہا درعی ہذا وقد رضیت بذلک فاسئلوہ واشہدوا

خلاصہ مضمون خطبہ کا یہہ ہے کہ اول خدا کی تعریف کی پہر رسول پر درود بہیجی پہر نکاح کی فضیلت بیان کی اور پہر یہ کہا کہ حضرت رسول نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ بیاہ دی اور میری زرہ کو مہر گردانا اور میں اسپر راضی ہوں تم لوگ حضرت سے پوچھ لو اور گواہ ہوجاؤ فقط اور بعض روایتوں میں یہ خطبہ تہوڑی لفظوں کے فرق سے منقول ہوا ہے اور بجائے زرہ کے اوس میں پانسو درہم کا مہر مذکور ہے۔

بیان صداق برارۃ وثاق

فریقین کی روایت حضرت فاطمہؑ کے مہر کی بابت مختلف وارد ہیں مشہور یہ ہے کہ ایک زرہ حطمیہ پر مہر ہوا یعنے حطمہ قبیلہ کی بنی ہوئی جسکی قیمت پانسو درہم شرعی تہی جسکا وزن ایک سو ایک روپیہ چہرہ شاہی تاجدار کے برابر ہوتا ہے اور قیمت میں ایک سو آٹھہ روپیہ چہہ آنہ آدہ پائی ہوتا ہے مگر چند روایات میں اوسکی قیمت چار سو اسی درہم لکہے ہیں اسکی ایک شکل تو یہ ہے کہ فقط زرہ مہر نہو بلکہ اور شئی بہی اوسکے ساتہ ہو جیسا کہ چند روایات میں آیا ہے کہ مجموعہ مہر ایک پرانی استعمالی چادر اور ایک لوہے کی زرہ اور ایک بیدکی

کہاں کا بستر تھا پس خیال کر سکتے ہیں کہ یہ دو نو چیزیں ملکر بیس درہم کی زرہ ہو اور سب
مل ملا کر پانسو درہم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ پانسو درہم وزن میں چارسو مثقال فضہ کے برابر
ہوں جو کہ بعض روایات میں مذکور ہے اور بعض حدیثوں میں قیمت زرہ کی کل بیس درہم
لکھے ہیں شاید یہاں درہم کلاں مراد ہوں یعنے عباسیونکی سکہ کے روپیہ یا یہ قیمت
جناب امام جعفر صادق نے اپنے زمانہ کے نرخ کے اعتبار سے فرمائی ہو یا اصل
خرید اُسوقت کی اتنی ہو اور مالیت زیادہ کی ہو یا یہ روایتیں جن میں کم قیمت قرار دی ہے
سنیوں کے موافق سرسری طور سے فرمادی ہوں اور ایک روایت میں جو معتبر معلوم
ہوتی ہے یہ ذکر ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر ہم تمہاری شادی کریں تو کیا مہر دوگے حضرت علی
نے عرض کیا میں اپنی ہاتھ کی سیف اور اپنی سواری کا گھوڑا اور اپنے پہننے کی زرہ اور اپنا
بارکش اونٹ یہ سب مہر میں دونگا حضرت رسول اللہ نے اسپر یہ فرمایا کہ اونٹ اور تلوار
گھوڑے کی تمکو ضرورت رہتی ہے جہاد میں کام دیتے ہیں البتہ زرہ میں تمہیں اختیار ہے
پس حضرت امیر نے جا کر اوسکو چارسو اسی درہم قطری کو بیچا یعنے بحرین کے درہم اور
وہ درہم حضرت کو لاکر دی اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ مہر میں حضرت
علی کی طرف سے کئی چیزیں پیش ہوئی تھیں حضرت نے سبکو چھوڑ دیا فقط زرہ کو قبول کیا۔
دوسرے یہ کہ وہ درہم قطری تھے پس ہو سکتا ہے کہ یہ درہم مدینہ کے درہموں سے وزن
میں بھاری ہوں بیس درہم کا فرق ہو اور بعض روایتوں میں قطری کی بدلے ہجری لکھے
ہیں ہجر ایک جگہہ کا نام ہے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت علی نے بیان کیا کہ
تزویج کیا مجھسے فاطمہ اپنی دختر کو بحکم خدا اور مہر اوسکا خمس زمین اور چارسو اسی درہم
مقرر ہوا جسمیں آجل خمس زمین ہے اور عاجل چارسو اسی درہم ہیں واضح ہو کہ جو مہر فور
وقت عقد ادا ہو اسکو نقد کہتے ہیں ورنہ دین ہے پس جس دین مہر میں کچھ میعاد ٹھہر جاوے

وہ موجل کہلاتا ہے اور جس میں کچھ قید اور مدت نہو وہ معجل ہے جسکو عند الطلب کہتے ہیں
مہر معجل ہر دم واجب الادا ہے چونکہ زمانہ کے انقلاب سے حضرت کو کل زمین پر تسلط
حاصل نہوا اوسکا ادا ہونا غیر ممکن تہا اسلیے خمس کو موجل کر دیا میعاد اوسکی زمانہ رجعت
ہے خواہ خمس سے پانچواں حصہ مال کا مراد لیں یا پانچواں حصہ زمین کا مراد ہو کیونکہ
عبارت حدیثوں کی اسباب میں مختلف ہے کسی میں مطلق خمس اور کسی میں خمس الدنیا
اور کسی حدیث میں خمس الارض آیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سیدہ نے عرض کی
یا رسول اللہ تم نے ایک خسیس اور ناچیز مہر پر میرا عقد کر دیا حضرت رسول اللہ نے
فرمایا مینے تیرا عقد نہیں کیا اللہ نے آسمان پر تیرا نکاح کیا ہے - اور تیرا مہر خمس دنیا
کو قرار دیا ہے جب تک زمین و آسمان باقی ہیں اور بروایت دیگر یہ فرمایا و الصدق عنک
الخمس یعنے خمس کو تیرا مہر کر دانا تا قیامت اور منقول ہے کہ جب حضرت رسولخدا نکاح کر چکے
تو چند قریشیوں نے آکے رسولؐ سے عرض کی آپ نے علیؑ سے ادنی مہر پر شادی کر دی
حضرت نے فرمایا خود مینے علیؑ سے نکاح نہیں کیا اللہ عز و جل نے شب معراج میں جوڑی
ملادی تھی اور حکم دیا تھا سدرۃ المنتہے کو کہ نثار کر جو کچھ تجہ پر پہیلا ہے پس اوسنے موتی مونگا اور
جواہرات کو نثار کیا اور حوریوں نے ٹہرہ ٹہرہ کر لوٹا آج تک وہ آپس میں اسکو تقسیم کرتی ہیں
اور بفخر کہتی ہیں کہ یہہ صدقہ ہے فاطمہ بنت محمدؐ کا بعض لوگوں نے حضرت سے پوچھا
کہ فاطمہ کا مہر جو دنیا میں مقرر ہوا ہے اوسکو تو ہم جانتے ہیں مگر معلوم نہیں آسمان پر
کیا مہر مقرر ہوا رسول اللہ نے فرمایا وہ بات پوچھنی چاہیئے جو کام کی ہو ایسے لا حاصل
سوال کرنیسے کیا سود ہے کسی نے عرض کی یا حضرت یہ بات تو ہمارے کام کی ہے
حضرت نے فرمایا فاطمہ کا مہر آسمان میں خمس زمین مقرر ہوا ہے پس جو زمین پر چلیگا اور
فاطمہ یا اولاد فاطمہ کا دشمن ہوگا اوسکو زمین پر چلنا حرام ہے تا قیامت اور ایک روایت

کے موافق ربع دینا مہر ہے سیدہ چوتھای زمین کی مالک ہیں اور روایت ہے کہ انکے
مہر میں جنت اور دوزخ بھی ہے اپنی دوستونکو جنت میں داخل فرماوینگی اور دشمنونکو
داخل جہنم کرینگی وہ صدیقہ کبری ہیں او نپر ایمان لانیکا حکم پہلی امتونکو بھی ہوتا آیا ہے
اور منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا علی خدانے تجہہ سے فاطمہ کا عقد کیا اور زمین کو مہر
کر دا ایس تیرا دشمن ہوکر جو زمین پر چلے پھریگا او سپر چلنا پھرنا حرام ہے مترجم کہتا ہوں
شاید اسکی یہ وجہ ہے کہ دشمن مرتضی علی کا عین دشمن خاتون کا ہے اور خاتون کے
دشمن کو زمین پر چلنا حرام ہے منقول ہے کہ خدانے وحی بہیجی کہ ہم نے قائم کیا مہر فاطمہ کا
خمس زمین اور ثلث جنت اور چار نہریں نہر فرات اور نہر نیل اور نہر نہروان اور نہر بلخ
پس تو ای محمد پانسو درہم پر نکاح کر دے کہ یہہ مقدار تیری امت کے واسطے ایک سنت
اور دستور قائم ہوجاوے مترجم کہتا ہوں اسی وجہ سے مہر شرعی اور مہر سنت اوس مہر کو بولتے
ہیں جو مہر سیدہ کے برابر ہو اور زائد مکروہ ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ میری امت میں
وہ عورتیں بہت اچھی ہیں جنکا مہر تہوڑا ہو اور چہرہ گورا اور منقول ہے کہ مَنۡ تَجَاوَزَ السُّنَّةَ رُدَّ
الی السنۃ جو سنت سے بڑہیگا سنت کی طرف پھیرا جاویگا یعنی اگر مہر سنت سے زیادہ مقرر کریں تو معتبر
نہو گا فقط مہر شرعی ملیگا مگر کہہ علما کے نزدیک مہر مسمی اور معین ملیگا بشرطیکہ حرام چیز اور
محال چیز نہو البتہ مہر المثل یعنے درصورت نامعلوم ہونیکے جو مہر حسب حیثیت عورت کو
ملتا ہے وہ مہر سیدہ سے زائد نہیں ہوسکتا سیدہ کی حیثیت سے کسی عورت کی شان زائد
نہیں انتہا درجہ مہر مثل کا مہر شرعی ہے جو پانسو درہم شرعی کا ہوتا ہے مومنین اس
مقام پر ایک بات قابل عرض ہے کہ نہر فرات جو مہر سیدہ میں تھی ایکدفعہ اسکا پانی
معاویہ نے حضرت علی کے لشکر پر بند کیا اور امام حسین نے جاکر چھین لیا تھا پھر خود
امام حسین غریب الوطن فرزند زہرا پر اوس نہر کا پانی یزید شقی کی فوج نے بند کیا"

اور یہاں کربلا دنیا سے پیاسا اٹھہ گیا اور نہر وانکی نہر پر حضرت علیؓ سے اور اونکے رعایا سے باغی سے جنکو خارجی کہتے ہیں جنگ پڑی اور نہر بلخ جو بخارا میں ہے شیعہ اوس سے بھی محروم کئے جاتے ہیں اور نہر نیل مصر میں ہے ؛

بیان تہنیت بصد مسرّت

القصہ جب نکاح پڑہا گیا تو بقول مناقب وغیرہ کے مسلمانوں نے جناب رسالتمآب سے پوچھا کہ حضرت نے عقد کر دیا حضرت نے فرمایا ہاں چار طرف سے آواز مبارکباد کی بلند ہوئی **بَارَكَ اللّٰهُ لَهُمَا وَعَلَيْهِمَا وَجَمَعَ شَمْلَهُمَا** یعنے مبارک کرے الله دولہ دولہن دونوں کو اور یہہ بیاہ اونپر سزاوار ہو اور ملاپ رہے ۔ مسجد میں شور مچ گیا منقول ہے اوسوقت حضرت نے ایک خوان چھوہاروں کا منگایا اور حکم دیا اسکو لوٹ لو اور جناب ختمی مآب خود حرم سرا میں تشریف لیگئے اور گھر میں جاکر ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہ کی خاطر دف بجاؤ پس انہوں نے دف بجایا شاید دف سے ڈفلی یا دائرہ مراد ہو مترجم کہتا ہوں کہ اس قسم کی روایات کی وجہ سے بعضے نامی عالم لکہتے ہیں کہ شادی میں خالی دف بجانا جس میں جہانجہ نہو جائز ہے اور آہستہ آہستہ اچھے مضمون کا گانا روا ہے مگر باقی علما منع کرتے ہیں کیونکہ نیا نیا اسلام تھا شاید اسوقت تک گانا بجانا حرام نہوا ہو اور احتیاط کے بھی خلاف ہے اور دف کی سوا ہر قسم کا باجا او ناچ راگ جو مروّج ہے یہ تو بالاتفاق حرام ہے گانا بجانا دونوں ساتہ ہوں یا جدا جدا ہوں ای مسلمانوں کی جماعت یہ خیال کا مقام ہے کہ حضرت رسولخدا نے رشتہ اور نکاح ساتہ کیا کچھ وقفہ نہ لگا یہاں ادہر منگنی ادہر بیاہ گویا ایک طعنہ ہے اور ایک بات یہ ہے کہ ایک چندہ بیاہ منحوس کہلاتا ہے یعنے بیاہ برات کا روز اوس مہینہ میں مقرر نہیں کرتے ایک دو مہینہ بیاہ رکہا جاتا ہے

وعدہ کا خط جاتا ہے غور کرنے سے اس رسم کی حقیقت اتنی معلوم ہوتی ہے کہ فریقین کو
حوائج ضروری کے انصرام کی مہلت دیجاتی ہے اور اس عرصہ میں دولہ دولہن کے
جسم کی صفائی نرماہٹ کی فکر کیجاتی ہے مائیاں مانجھا اسی غرض سے ہوتا ہے مگر
یہ بات ایسی ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ اوسکی پابندی کرنی چاہیئے جب جیسا موقع دیکھا
ویسا ہی کرلینا چاہئے ایک چندہ ہو یا ایک روزہ بان لگیں یا نہ لگیں اور ان باتوں کے واسطے یہہ
طریقہ کیا برا ہے کہ اول نکاح ہوجاوے اور بعد میں رخصت ہو الغرض ذکر یہ تھا کہ حضرت
رسول اللہ عقد پڑھکر دولت خانہ میں تشریف لیگئے مروی ہے کہ جب حضرت گھر میں آئے
تو سیدہ کو روتی پایا پوچھا کیوں روتی ہے خدا کی قسم ہے اگر میری کنبہ میں علی سے بہتر
کوئی ہوتا تو اوسی سے عقد کرتا اور میں نے تیرا نکاح نہیں کیا اللہ نے تم دونوں کی جوڑی
ملائی ہے اور تیری مہر میں خمس کو مقرر کیا ہے جب تک زمین و آسمان قائم ہیں بروایت
دیگر فرمایا قسم خدا کی میں نے تیرا عقد اوس سے کیا جو سب سے علم میں زیادہ ہے اور حلیم اور بردبار
ہے اور سب سے اول اسلام لایا۔

جہیز کا سامان بصد غروستان

مناقب میں لکھا ہے کہ بعد ان سب باتوں کے حضرت باہر تشریف لائے بقول وہیں سے
ارشاد کیا ای ابوالحسن اب تم جاکر اپنی زرہ کو بیچ ڈالو اور اوسکی قیمت ہمیں لادو کہ ہم
اسباب ضروری جو مناسب ہے تمہارے لئے اور اپنی لڑکی کے واسطے تیار کرلیں
حضرت امیر المومنین کہتے ہیں میں گیا اور جاکر میں نے اوس زرہ کو چارسو درہم سیاہ ہجری
کو عثمان بن عفان کے ہات بیچ ڈالا اور جب قیمت بھر چکا اور اوسنے زرہ مجھہ سے لی لی
تو وہ کہنے لگا ای ابوالحسن میں اس زرہ کی قابل نہیں اور تم ان درہموں کے لائق
ہو میں نے کہا ہاں یوں ہی ہے وہ بولا تو یہ زرہ میں نے تمکو ہدیہ دی پس میں زرہ اور درہم لیکر

رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زرہ اور درہم آپکے سامنے ڈالدئی اور سب قصہ
بیان کیا حضرت نے عثمان کے واسطے دعای خیر کی مترجم کہتا ہوں یہ بات خلاف مشہور
ہے اکثر روایات میں عثمان کا زرہ خریدنا نہیں لکھا فقط یہ لکھا ہے کہ حضرت علی نے
زرہ کو کسی کے ہاتہ بیچکر درہم حاضر کیئے اور حضرت رسول اللہ کے دامن میں لاکر ڈالدئی
نہ حضرت نے پوچھا کہ کتنی ہیں اور نہ جناب امیر نے عرض کیا بلکہ بعض اقوال میں یہ تصریح
ہے کہ زرہ کسی یہودی کی پاس رہن کی گئی یا فروخت کی ظاہرا یہ فخریہ مضمون ملسنت اہل
کا شعشعہ ہے مناقب وغیرہ میں اکثر باتیں اپنی مطلب کی ملادیتی ہیں اسواسطے مترجم
ہر جگہہ ساتہ ساتہ پتی کہولتا جاتا ہے کہ شبہ نگذری اور فرضا اگر ایسا ہوا بھی ہوتا تو کیا
تھا خوشامد اور رسوخ کے واسطے عثمان نے ایسا کیا ہو اور حضرت نے آخرت کی دعا ہیں
کی اور نہ جنت اور مغفرت کی بشارت دی کہ فخر کیا جاوی ایسی دعا تو کافر کو بھی کرتے ہیں
وہ تو مسلم تھا (آمدم بر سر مطلب) الغرض صاحب مناقب نقل کرتا ہے کہ جب درہم
لاکر جناب رسولخدا کی گود میں رکھدئی تو حضرت نے ایک مٹھی بہرکر اون میں سے
درہم لئے اور ابوبکر کو بلاکر دئی اور فرمایا ان درہموں سے اسباب ضروری خانہ داری کا
میری بیٹی کے واسطے جاکر خرید لاؤ اور اوسکی ساتہ سلمان اور بلال کو کیا کہ وہ چیزیں
اٹھانے میں سہارا لگائیں ابوبکر کا بیان ہے کہ وہ درہم جو مجھے دلئے تھے ترسٹھہ تھے
بعض روایات میں چہیاسٹھہ لکھے ہیں اور بجای ابوبکر کے خرید کرنیوالا حضرت مقداد
کو لکھا ہے اور لکھا ہے کہ خوشبو کی باب میں تاکید فرمائی کہ زیادہ لانا بلکہ ایک روایت
میں ہے کہ بلال کو خوشبو لانیکے واسطے علیحدہ روانہ کیا تھا اور ابوبکر اور عمر اور عمار یاسر
وغیرہ اصحاب کو اسباب کے خرید کو بہیجا وہ سب بازار میں آئی اور ابوبکر کی صلاح سے
خرید وفروخت ہوئی ایک روایت معتبر میں وارد ہے کہ ام ایمن پیش خدمت کو ۶۳ درم

یا ۶۶ درم اسباب کے حنید کو عطا فرمائی اور ایک مٹھی درم اسمار بنت عمیس کو خوشبو کی
واسطے دیئے اور باقی درم ام سلمہ کے پاس کہانے کے سرانجام کو امانت رکہوا دی
اور عمار کو خرید اسباب کے واسطے بہیجا اور اسکے ساتہ ابوبکر اور بلال کو کیا مترجم کہتا ہوں
ہر کاری ہر مردی ام ایمن خرید و فروخت میں مشاق تھی اور ابوبکر وغیرہ صحابہ پیشہ ور
بازاری آدمی تھے انکو خرید و فروخت میں خوب دخل ہو گا اسلیئے اونکو بہیجنا مناسب تھا
اور خواص صحابہ کو صلاح مشورہ کے واسطے ساتہ کر دینا یہ بہی قرینہ کی بات ہے واللہ اعلم
عنداللہ بہرحال مناقب میں لکھا ہے کہ ابوبکر کہتا ہے میں بازار میں گیا اور وہاں جا کر
ایک گدیلہ چہالٹی کا مصر کا بنا ہوا جس میں اون بھری تھی خریدا اور ایک تکیہ چمڑے کا
جس میں خرما کی چہال بہری تھی ایک عبا خیبری ایک مشک پانی کے واسطے اور کچھ آبخورے
اور پیالیاں اور ایک لوٹا پانی پینے کیواسطے اور ایک ہلکا پردہ بالو کا بنا ہوا لیا اور سب
چیزیں لا کے حضرت کے سامنے رکہدیا اور بروایت دیگر حضرت مقداد نے ایک چکی ایک مشک
ایک چمڑے کا تکیہ اور ایک قطری بوریا خرید کیا اور لا کے پیش کیا دوسری روایت میں
منجملہ اوس سامان کے جو اصحابوں نے خریدا ایک قمیص یعنی کرتا تھا جو سات درم کو لیا تھا
اور ایک مقنعہ یعنی چادر سیاہ خیبری اور ایک پلنگڑی کہجور کی بانوں سے بنی ہوئی دو
فرش مصری ایسی کی چہال کے چار تکیہ طائف کی ادہوڑی کی جسمیں اذخر گہانس بہری
بہری ہوئی تہی ایک پردہ کمل کا ایک بوریہ ہجری ایک ہات چکی ایک لگن تانبے کا ایک مشکیزہ
چمڑے کا ایک کاسہ لکڑی کا دودہ کیواسطے ایک پرانی برتی ہوئی مشک پانی کے واسطے
ایک لوٹا لاک بھرا ہوا ایک سبز گہڑیا دو کوزہ مٹی کے غرض جب سب خرید ہو چکا کچھ ابوبکر
نے اٹھا یا باقی اور اصحابوں نے اٹھالیا اور لا کے حضرت کے سامنے رکہدیا جب
حضرت کی نظر مبارک اوس پر پڑی تو روتی رہی اور آنسو نکل آئے پہر آسمان کی طرف

سر اُٹھا کے دعا کی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِقَوْمٍ جُلُّ اٰنِیَتِھِمُ الْخَزَفُ ای خدا برکت دے اُنکو جنکے کُل برتن مٹّی کے ہیں۔ اور بروایت گذشتہ حضرت اپنے ہاتہ سے اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے خدا مبارک کرا ہل بیت کو الغرض حضرت علی نقل فرماتے ہیں کہ باقی درہموں کو رسول اللہ نے اُٹھا کے ام سلمہ کے سپرد کیا اور فرمایا انکو اپنی پاس رہنے دو مومنین سُنا تمنے سیدہ کے جہیز اور شاہانہ کا حال اور زیور اور لباس کی کیفیت اور فرش فروش کی صورت اور اوسپر طرّہ یہ ہے کہ یہہ سب اسباب خود حضرت سیدہ کے مہر سے خریدا گیا بلکہ ولیمہ میں بھی وہی روپیہ صرف ہوا پس جو لوگ لڑکی کو بٹھا رکھتے ہیں اور جہیز کے بندوبست نہونی کا بہانہ کرتے ہیں وہ سمجھیں کہ ہو تو مضایقہ نہیں خوب ہی صلہ رحم ہے اور نہو تو شریعت کا پیالہ بھی زائد اور بیجا ہے قرض لیکر تباہ ہونا اور سود میں گلا پھنسانا خلاف عقل و دین ہے گھر کہو کے گھر بسایا تو کس کام کا دوسری یہ کہ جہیز کا اسباب شرعاً کوی معین نہیں عرفاً اثاث البیت سے مراد ہے ایک نئی سرکار بنائی جاتی ہے۔ خانہ داری کا ضروری سامان دیتی ہیں حسب حیثیت اور ضرورت کے باعتبار ہر قوم اور ملک کے اوسکا سامان مختلف ہوتا ہے برادری کو دکھلانے میں بعض صاحب کلام کرتے ہیں ریا سمجھتے ہیں یہ بھی محتمل ہے کہ ترغیب میں شمار ہو اور داماد کے اقارب کیواسطے جوڑے بنانا یہ امیرونکی لم لگائی ہوی ہے اسکی برای بہلائی کو عاقل خوب سمجھتے ہیں اور بری کا سامان محض نمود و نشان ہے اور عروس کا شہانہ ایک پردہ پوشی ہے۔ اور نوشاہ کا لباس بدلا جانا یہ شاید توڑ کا جوڑ ہے اگر ان تکلفات کی پابندی نہو تو امور دین کی تعمیل بآسانی ممکن ہے اگر دولہا دلہن اپنے اپنے گھر کا لباس پہنیں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا التزام مالایلزم بہت خراب رکھتا ہے کبھی بدعت کبھی حرام و مکروہ پر عمل کرنا پڑتا ہے جبراب جہیز کا ذکر ہو چکا رخصت کی ٹھہری۔

درخواستِ رخصت بلاکلفت و اجابت بی منت

لکھا ہے کہ نکاح ہونیکے بعد ایک مہینہ گذر گیا اور کچھہ رخصت کے باب میں ذکر نہ آیا حضرت
امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میں بھی شرم سے کچھہ رخصت کے باب میں حضرت سے
عرض نکر سکتا تھا البتہ اتنی بات ہوتی تھی کہ جب حضرت مجکو تنہا پاتے تو فرماتے کہ
ای ابوالحسن تمہاری بی بی کیا اچھی ہے بڑی خوبیوں والی ہے اور یا علی یہ خوشی
کی جگہہ ہے کہ مینے تجھہ سے سیدۃ النساء کا عقد کیا ہے جو کل عورتوں کی سردار
ہے اور ایک روایت میں یہہ لکھا ہے حضرت علی کہتے ہیں ایک مہینہ تک یہ حال رہا
کہ میں حضرت کے ساتھہ نماز پڑھکر اپنے گھر چلا جاتا تھا سیدہ کے وداع کے بارہ
میں کچھہ تذکرہ نہیں ہوتا تھا جب یونہیں ایک مہینہ پورا گذر گیا تو میرے پاس بڑے
بھای عقیل آئے اور بعض روایت میں ہے کہ اونتیس ۲۹ دنکی بعد عقیل اور جعفر طیار دونو
بھای آئے بھر حال وہ کہنے لگے برادر عزیز مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوی ہے کہ
کہ تمہاری شادی فاطمہ دختر رسول خدا صلعم سے ہوگئی اتنی خوشی مجھے کسی بات سے حاصل نہیں ہوئی
بھلا برادر کیا وجہہ ہے کہ اب تم رخصت کی درخواست نہیں کرتے تمہیں رسے دیکھے
دیکھکر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہونگی حضرت علی نے کہا بھای جی میں بھی چاہتا ہوں
مگر مجھے حضرت سے کہتے ہوئی شرم آتی ہے حضرت عقیل نے کہا بھای میں تجھے
قسم دیتا ہوں اوٹھہ تو ابھی میرے ساتہ چل آ ہم رسول اللہ کے پاس چلیں پس ہم
اوٹھے راہ میں ہمیں ام ایمن رسول خدا کی کنیز ملی ہم نے اوس سے ذکر کیا اوسنے عرض کیا اب اس
معاملہ کو ہمپر چھوڑ دیں ہم سب اس بات میں گفتگو کرلینگی عورتکا تو کہنا اس بات میں خوب
چلتا ہے پھر اثر زیادہ کرتا ہے پس وہ الٹی پاؤں پلٹ گئی اور حضرت ام سلمہ کو جا کر

اوسنے خبر دی کہ ایسا ایسا معاملہ ہے پھر وہاں سے اٹھکر سب ازواج نبی کو اطلاع دی
پس وہ سب جمع ہو کر حضرت کی خدمت میں چلیں حضرت اسوقت عائشہ کے حجرہ میں
تھے سب بی بی آکر حضرت کو گھیر لیا اور ایک زبان ہو کے سب بولیں ہماری باپ تم پر سے
صدقہ ہو جاویں یا رسول اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے حضرت سے
خلوت میں ذکر چھیڑا اور اجازت چاہی اور بروایتے خود ازواج نے حضرت علیؑ سے
پوچھا تھا کہ تمہاری مرضی ہو تو رسول اللہ سے تمہاری رخصت کیواسطے عرض کریں
حضرت نے جواب دیا بہتر ہے کرو پس وہ سب حضرت کی خدمت میں گئیں تو ام ایمن
نے بڑہکر سب کی طرف سے عرض کی یا رسول ہم ایسے مطلب کو اکٹھی ہو کر آئی ہیں کہ
اگر خدیجہ جیتی ہوتی تو اوسکی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں ام سلمہ کہتی ہیں جب ہمنے خدیجہ کا
نام لیا تو حضرت رونے لگے اور فرمایا آہ خدیجہ بھلا خدیجہ کے برابر کون ہے اوسنے
ایسے نازک وقت میں میری تصدیق کی جب سب لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے تھے اوسنے
دین کے کام میں میری پشتی کی اور خدا کے واسطے اپنا مال خرچ کیا جسکا صلہ اوسکو
یہ ملا کہ خدا نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو بشارت دوں کہ اوسکو جنت میں ایسا گھر ملیگا
جو زمرد کا بنا ہوا ہے اور اوس میں شور اور تکلیف نہیں ہے ام سلمہ نے عرض کیا قربان
ہو جاویں ہماری ماں باپ تم پر یا رسول اللہ حقیقت میں جیسا آپ فرماتے ہیں خدیجہ
ایسی ہی تھی مگر کیا کریں وہ اللہ کو پیاری ہوی اللہ اوسے یہ نعمتیں گوارا کرے اور ہمیں
بھی اوسکے پاس جنت میں جگہہ دے اور اپنی خوشنودی اور رحمت میں خدیجہ کا شریک
کرے اسنے یا رسول اللہ اسوقت ایک مطلب خاص ہے وہ یہ ہے کہ یہ تمہارا بھائی اور
رشتہ کا چچا زاد ابو طالب کا بیٹا علیؑ یوں چاہتا ہے کہ اب اوسکی دولہن فاطمہ کو رخصت
کیجئے اور اوسکی پریشانی کو رفع فرمائیے اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ ام سلمہ نے

یہ کہا تھا کہ آپ فاطمہؑ کو رخصت فرمائی وہ بھی اپنے شوہر کا چین دیکھیں اور ہماری آنکھیں
بھی ٹھنڈی ہوں بہرحال حضرت نے سنکر فرمایا کہ ہم تو اسبات کے سننے کے امیدوار تھے
بروایت دیگر فرمایا ای ام سلمہ کیا سبب ہے علیؑ خود کیوں نہیں کہتا ام سلمہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ اونکو کہتے حیا آتی ہے مومنین یہ مقام غور ہے ایک بی بی تو ام سلمہ ہیں
کہ حضرت سیدہ پر جی جان سے قربان تھیں بلکہ پنجتن پاک پر تا زیست فدا رہے
اور حضرت خدیجہ کی کسطرح تعریف کی اور کیا حفظ مراتب تھا اور ایک بی بی عائشہ ہیں
کہ حضرت علی کا نام لینا گوارا نہ تھا ایک شخص کہا کرتی تھی اور حضرت سیدہ کو جو بے ماں کی
بچی تھیں پیار کے بدلے اکثر پیچ اور حسد سے طعنے دیتی تھی اور یہہ ناز تھا کہ میں تیری ماں سے
افضل ہوں میں کنواری نبی کو بیاہی گئی اور تیری ماں جب نبی کے گھر میں آئی تو رانڈ
تھی جناب فاطمہ نے اسبات کی رسول اللہ سے شکایت کی حضرت نے اونکو تعلیم کیا اور
سکھلا دیا کہ اب جو وہ کہے تو یہہ کہنا کہ میری ماں کا عقد جب رسولؐ سے ہوا تو حضرت
کنوارے تھے اور تو دوہیجو اور رنڈوے سے بیاہی گئی ہے۔ اور یہ تو بات مشہور ہے کہ عایشہ
حضرت خدیجہ کا نام سنکر اور اونکی تعریف سے چڑا کے رسول خدا سے کہہ بیٹھی تھی یا رسول اللہ
ایک بڑھیا کو کب تک یاد کروگے اور حضرت اوسوقت عائشہ کو جھڑک دیا کرتے تھے
سوکن کا حسد عورتوں کو ہوتا ہے مگر اونہیں کو ہوتا ہے جنکا حوصلہ پست ہے
انبیا کی ازواج کو اس سے کیا نسبت اور حسد بھی اسقدر کہ مری پر بھی سوکن کا ذکر
خیر اور تعریف ناگوار ہو خدا حسد اور حقد سے سب عورتونکو بچائے کیا بری عادت
اور کیسی خصلت ہے۔ بھلا عائشہ کہے سو کہے میں حیران ہوں ان شیعہ عورتونکی عقل پر
پردہ پڑ گیا ہے جو بی بی عائشہ کی پیروی کرتی ہیں اور حسد رکھتی ہیں اور رانڈ کو حقیر
سمجھتی ہیں کچھ خدا و رسول سے نہیں ڈرتیں جناب خدیجہ کو جنکے سیدہ کی دامن کا

آسراد ہوند تمام حلوہ کونسا لیکر یہہ امید ہی حلال چیز کو عیب لگانا نکاح کو نام رکھنا بُرا ہے
یا نہیں۔ ضرور ہے۔ بلکہ انصاف کریں تو عقد بیوہ فی زمانا واجب سا
ہو گیا ہے کل مسلمانوں پر اس بات کے عیب کا مٹانا فرض ہے اور عیب جانکر بیوہ کو
بٹھا رکھنا حرام ہے اور خود بیوہ بہی اگر مجبور نہو تو مصیبت میں گرفتار رہی اور طعن اور تشنیع تو
الحفیظ صریح کفر ہے مطلب ہا جاتا ہے ورنہ کچھہ اور بھی تشریح کرتا جسکو زیادہ تفصیل
سے دیکھنا منظور ہو میری رسالہ احیاء السنت کو دیکھے کہ اس رسم ہنود کی برائیاں اور
رسم عرب کی بھلائیاں اوس میں ہر پہلو سے مذکور ہیں المقصود ام ایمن سے منقول ہے
کہ حضرت نے مجھے فرمایا جا تو علیؓ کے پاس جا اور اوسے یہاں بلا لا میں حضرت کے
پاس سے باہر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت علی میرے آنے کے منتظر میں میری راہ
دیکھتے ہیں اس انتظار میں ہیں کہ معلوم کریں کیا جواب ملتا ہے جب مجھے آتے دیکھا پوچھا
خیر ہے کیا خبر لائی ای ام ایمن میں نے کہا چلئے حضرت آپکو بلاتے ہیں حضرت علی فرماتے
ہیں جب میں خدمت رسول میں حاضر ہوا اور ازواج رسول اٹھکر سب ایک مکان میں چلی
ہو گئیں میں سامنے جاکر سر جھکا کے بیٹھہ رہا کہ حضرت سے مجھے شرم و لحاظ دامنگیر ہوا
آخر خود حضرت نے پوچھا تو چاہتا ہے کہ ہم تیری زوجہ کو تیری یہاں بھیجدیں میں نے
میں نے سر جھکائی ہوے عرض کیا ہاں فدا ہوں تجپر میرے پدر و مادر فرمایا بہت اچھا
ہمیں بھی منظور ہے ای ابو الحسن آج شب کو یا کل رات کو انشاء اللہ وداع کر دینگے

تزئین اور سنگار بوقت شب موجب رسم و آئین دیار عرب

حضرت علی فرماتے ہیں بعد اوسکے یعنے جب رخصت کا وقت مقرر ہو چکا تو میں خوش خوش
اٹھا اور حضرت نے ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہ کو زینت کرو دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے

فوراً سنتے ہی ازواج کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا یہاں کون کون ہے ام سلمہ نے
عرض کی ایک تو میں ہوں یارسول اللہ اور زینب ہے اور یہ وہ ہی اور یہہ وہ ہے
یعنے اور بیبیوں کے نام لئے حضرت نے فرمایا ہمارے حجروں میں سے ایک حجرہ
خالی کردو ام سلمہ نے عرض کیا کون سے حجرہ کو آراستہ کریں ارشاد فرمایا تو اپنے
حجرہ کو درست کردے خلاصہ کلام سب بی بیونکو حکم ملا کہ سیدہ کو سنگار کریں اور
جو مناسب ہوتا ہو وہ عمل میں لاویں اور ایک گھر میں فرش کریں کہ شب کو فاطمہ اپنے
شوہر کے پاس داخل ہو او نہوں نے حکم کی تعمیل کی حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ مینے
جناب سیدہ سے پوچھا بی بی تمہارے پاس کچھہ خوشبو ہے جو تمنے اپنے خرچ کے
واسطے اُٹھا رکھی ہو وہ بولیں ہاں ہے پس حضرت فاطمہ اُٹھیں اور ایک شیشے آئیں
اور اوسکو میری ہتیلی پر اوندہا دیا اوس میں سے ایسی خوشبو نکلی جو میں نے کبھی
نہ سونگھی تھی میں نے پوچھا فاطمہ یہہ کیا ہے سیدہ نے کہا جب دحیہ کلبی حضرت
کے پاس آتا ہے تو حضرت فرماتی ہیں مسند لاؤ اور اپنے چچا کے واسطے بچھاؤ میں
اوسکے لئے فرش کر دیتی ہوں اوس پر آکر وہ بیٹھتا ہے جب اوٹھتا ہے تو اوسکے
پیروں سے کچھہ جھڑا کرتا ہے رسول اللہ مجھہ سے فرماتے ہیں کہ اسے سمیٹ کر رکھہ چھوڑو واضح
ہو کہ دحیہ کلبی ایک سوداگر تھا حضرت کی خدمت میں کبھی کبھی آیا کرتا تھا مگر یہاں جبرئیل
مراد ہیں کہ اکثر اوسکی شکل بنکر آتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کے دریافت
کرنے پر رسول اللہ نے فرمایا یہ وہ عنبر ہے جو جبرئیل کے پروں سے گرتا ہے لکھا ہے۔
پھر سیدہ ایک شیشہ گلاب کا لائیں ام سلمہ نے پوچھا یہہ کیا شی ہے حضرت سیدہ نے
فرمایا یہ رسول اللہ کے جسم مبارک کا عرق طیب ہے۔ جب دوپہر کو قیلولہ فرماتے
ہیں اور سوتے میں پسینہ آتا ہے میں جمع کر لیتی ہوں اور منقول ہے کہ جبرئیل

ایک حلہ بہشت سے لائے تھے جسکی قیمت کل دنیا کے برابر تھی جب اُسکو زیب تن
کیا سب عورتیں حیران ہوگئیں اور پوچھنے لگیں یہ کہاں سے تمھارے ہاتھ آیا سیّدہ
نے فرمایا میرے اللہ نے دیا ہے۔ مترجم کہتا ہوں بہت عورات سمجھتی ہیں کہ جو چیز
نکاح کے وقت دولھن کی جسم پر نہو گی وہ نکاح سے باہر رہیگی۔ لال۔ اودا۔ مانگ
پٹی۔ نتھ۔ بلاق۔ مہدی۔ چوڑی۔ مسی۔ سرمہ۔ پان۔ پھول وغیرہ ساتوں
سنگار ضرور ہونے چاہئیں پورب میں سیندور اور لکھوٹا بھی بہت ضروری ہے۔
اس عقیدہ کی شرع میں کچہ اصل نہیں ہے۔ نہ سنگار پر نکاح کی صحت موقوف ہے
اور نہ نکاح پر سنگار کی حلت مدار ہے شرعًا ہر حال میں زینت کا اختیار ہے بیاہی ہو
یا کنواری رانڈ ہو یا سہاگن البتہ چار مہینہ دس دن بیوہ کو زینت کا حکم نہیں بعد
میں اختیار ہے دیکھو سیدہ کی آرایش عقد کے وقت نام کو بھی نہیں ہوئی انہیں
کپڑوں میں نکاح پڑھا گیا تھا ہاں زفاف یعنے رخصت اور چالے کی دن سنگار کیا گیا
اور عقل بھی اسیکو چاہتی ہے۔ اور پھر یہ ہندوانہ سنگار وہاں کہاں تھا باقی یہ امر
کہ ہر ہفت یعنے ساتوں سنگار سے کیا مراد ہے۔ سو اسمیں وہ ہیں جو میں نے لکھا دیکھا
وہ مناقشہ سے خالی نہیں میری راے ناقص میں تمام جسم کی آرایش سات قسم کی
زینت سے مراد ہے کیونکہ اسباب زینت اگرچہ گنتی کی رو سے بہت ہیں لیکن حقیقتاً
سات قسم ہیں لمؤلفہ۔ زیبایش تبان بھر ہفت گفتہ اند ؛ در استعار حسن بہ حسن سے روح بخش
غسل ولباس۔ و روغن و رنگ ست بود گر ؛ مشاطگی و حلیہ و لیکن بخوبی خوش ؛ در
وضع نوع ہر یکے آری خلاف ہاست ؛ ہر کس بیک طریق و ہر دل بگوئی خوش ؛
یعنے اسباب آرایش و اشیاء زینت و افراد ہر ہفت و اوضاع نگار کی یہ صورت ہے
کہ ہر ملک کا سنگار اپنے اپنے طور و طریقہ پر ہوتا ہے بلکہ ہر شخص کا مرغوب الطبع جدا جدا ہے

سوا اسی بات میں ہر شخص اپنی دین و مذہب کی پابندی کرتا ہے دیکھو شرع محمدی میں ہر شے کیواسطے ایک حد اور حالت اس خوبی سے باندہی ہے کہ مزید علیہ اوسکا متصور نہیں شکل و لباس زیور وغیرہ کی وضع قطع رنگ ڈھنگ میں بحث کی ہے مسنون مکروہ حرام و واجب اور مباح کی تفریق کر دی ہے مومن کو لازم ہے کہ دین محمدی کا اتباع کرے حلیۃ المتقین کو پڑہے یا اوسکے ترجمہ کی سیر کرے سیندور سے مانگ بہرنی پر بیاہ کا مدار نہ سمجھے بیوہ کی زینت کو عیب نہ کہی کوئی یہ نہ کہی کہ کنواری اور بیوہ کو شوخ چیزونکا استعمال کرنا خلاف مصلحت ہے بہت سیدہی سادہی وضع اور حالت میں رکھنا چاہیئے اسواسطے کہ ہم پہلی ہی لکھہ آئی ہیں کہ لڑکی کا عقد شباب سے پہلے ہونا چاہئے اور بیوہ کو اپنا عقد کرنا مناسب تر ہے اور اگر اتفاق سے کوئی بیٹھی رہی اور اس خیال سے زینت غیر مسنون کو ترک کرے تو کیا مضائقہ ہے مطلب تو اتنا ہے کہ محرم اور مانگ اور مسّی کا چل کیواسطے نکاح عرفا بھی ضرور اجازت ہے ضرور اباحت نہیں اور نہو نیسی نکاح میں خلل نہیں اور نہ یہ چیزیں واجب و مسنون ہیں تو مطلق زینت ہے کہ یہ ضرور نہیں کہ ہندوستان کے سات سنگار ہوں بلکہ تشبہ کی وجہ سے ہنود کی مخصوص زینت کا ترک کرنا اولی ہے۔

ولیمہ کا بیان اور اوسکا ساز و سامان

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب حضرت وعدہ فرما چکے کہ آج شب کو رخصت کرینگی تو حضرت نے بلالؓ کو طلب کیا اور فرمایا ای بلالؓ میں نے تزویج کیا اپنی بیٹی کو اپنی ابن عم سے اور میں چاہتا ہوں کہ میری امت میں نکاح کے وقت کہانا کہلانا ایک سنت اور دستور قائم ہو جب گلہ جنگل سے آوی تو ایک بکری لیکر ذبح کرنا

اور چار غلہ لو اور ایک قصعہ تیار کرو ہم چاہتے ہیں کہ مہاجر اور انصار کی دعوت کریں
جب تیار کر چکو تو ہمکو اطلاع دو واضح ہو کہ قصعہ اوس خوانکو کہتے ہیں جسمیں دس آدمیوں کی
خوراک ہوتی ہے اور چند روایتوں میں لکھا ہے کہ خود امیر المومنین سے فرمایا
یا علی اپنی بی بی کیواسطے عمدہ کہانا طیار کرو پھر فرمایا کہ گوشت اور روٹی تو ہماری طرف
سے اور خرما اور گھی تمہارے ذمہ ہے مناقب میں لکھا ہے کہ آرایش کا حکم دیکر حضرت
نے ام سلمہ سے دس درم اون درہموں میں سے لئے جو اونکے پاس امانت تھی اور
لیکر حضرت علی کو دی اور فرمایا کہ گھی اور تازہ چھوہارے اور دہی خرید کرو اس روایت
میں دہی زیادہ ہے شاید راوی نے دستور کے موافق ذکر کر دیا کیونکہ حیس اکثر گھی
اور دہی اور خرما سے بناتے ہیں واللہ اعلم عبداللہ بریدہ سے نقل ہے کہ حضرت نے
فرمایا یا علی بیاہ میں ولیمہ ہونا بہت مناسب ہے سعد انصاری نے عرض کیا میرے پاس
ایک بکرا ہے اور چند انصاریوں نے ملکر کئی پنسیری ذرہ یعنے مکی یا جوار پیش کی ایک
روایت میں ہے کہ جب رخصت قرار پا چکی تو اصحاب رسول تحفہ اور ہدایا لیکر آپہنچے
واضح ہو کہ ان روایات سے نکلتا ہے کہ بہات اور نیوتہ کی رسم بے اصل نہیں ہے باب
خیر میں برادر مومن کی اعانت عمدہ ہے لیکن ناچ راگ میں نیوتہ دینا حرام ہے البتہ
شرعی گانے بجانے پر کچھ دینا روا ہے باقی یہ امر کہ نیوتہ کیا شئی ہے سو ظاہر یہہ ہے
کہ ہر قسم کا نیوتہ اور ہر تقریب کا حسن سلوک اور ہدیہ ہے پس ہو سکے تو بڑھ کر نہیں تو
اسکی مثل دی اور نہو سکے تو مشغول الذمہ اور مقروض نہوگا البتہ غریب ذاتوں میں
نوتہ قرض حسنہ بلکہ عند الطلب ہے بہات علی العموم صلہ رحم بلکہ جانب دوستان دل
ہے حق دختری کا معاوضہ ہے الغرض بروایت اخیر حضرت نے حکم دیا کہ آٹا پیسے
اور روٹیاں تیار کیجاویں اور حضرت علی کو حکم دیا تم گائیں ذبح کرو اور دنبہ بھی حلال کرو

اور حضرت اپنے دست مبارک سے بوٹیاں جدا کرتے جاتے تھے اور خوان کا دہبہ ہاتہ کو
نہ لگتا تھا اور حضرت علی فرماتی ہیں کہ میں نے خرما اور گھی خریدا اور حضرت کیخدمت میں
لاکر حاضر کیا حضرت نے آستیں چڑہائی اور ایک دستر خوان چمڑیکا سنگوایا اور اپنے ہاتہ سے
گھی اور چھوہارے دہی میں متہی اور خیص بنایا اور ایک فربہ بکرا حضرت نے بیجا ہمنے اوسکو
ذبح کیا اور بہت سی روٹیاں پکوائیں اور بروایت ابن عباس بلال نے جاکر حسب ارشاد
سب کام انجام دیا اور خوان کو لاکر حضرت کے سامنے رکہدیا حضرت نے اوسکے اوپر
نشان کر دیا پہر فرمایا جا تو مسلمانوں کو گروہ گروہ کرکے ہمارے پاس لی آ کسی کو چہوڑنا
مت پس جماعت جماعت ہوکے لوگ آنی لگے اور کہانے لگے جب ایک قافلہ کہا چکتا
تو دوسرا غول آتا تھا مناقب لکھا ہے کہ جب کہانا تیار ہوچکا تو حضرت نے علے مرتضے
سے فرمایا علی جسکو تیرا جی چاہے بلالا جناب امیر فرماتے ہیں میں جو مسجد میں گیا تو کیا دیکہتا
ہوں کہ تمام مسجد آدمیونسے بھری ہے میں نے کہا یارو چلو رسول اللہ بلاتی ہیں وہ سب کے
سب کہڑے ہوگئے اور حضرت کیطرف چلے میں نے بڑہکر خبر دی کہ یا حضرت آدمی بہت آگئے ہیں
دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں مسجد رسول لوگوں سے معمور تھی مجھے
حیا آئی کہ ایک کو کہوں ایک کو نکہوں میں نے ایک اونچی جگہہ مسجد میں کھڑی ہوکر پکار کے کہا یارو
ولیمہ فاطمہ میں جسی چلنا ہو چلے ایک بارگی بہت سے آدمی کہڑے ہوگئے اور بعض روایت میں
ہے کہ حضرت رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ کوٹھی پر چڑہکر پکار دو کہ رسول کے یہاں دعوت
ہے راوی کہتا ہے اسی طرح جس کیواسطے پکارا کرتے تھے پست آواز سنتی ہی کہتے کیا باغ دعوت میں
جہاں کہیں تھے چار ونطرف سے آدمی پر آدمی ٹوٹ پڑا آخر دستر خوان مسجد میں
بچھائے گئے پہر تقدیر اکثر روایتوں میں لکھا ہے حضرت امیر المومنین سے نقل ہے - کہ
مجھے آدمیونکی کثرت اور کہانیکی قلت سے شرم آتی تھی رسول اللہ نے میری دل کی بات کو

پر کہہ لیا اور فرمایا یا علیؑ میں ابھی دعا کرونگا اللہ برکت دیگا مناقب میں لکھا ہے پس دسترخوان کو مندیل سے ڈھنکا اور فرمایا دس دس آدمیونکو بلا لا مینے ایسا ہی کیا گو آتے تھے اور کھاتے جاتے تھے اور کھانا کم نہوتا تھا یہانتک کہ اوس طعام قلیل سے سات سو مرد دعوت نے سیر ہو کر کھایا یہہ سب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی دعا کی برکت تھی لکھا ہے کہ اول طعام کھلایا بعد اوسکی خبیص یعنے چھوہارونکا ملیدہ کھلایا گیا اور حضرت علی سے منقول ہے کہ ایک ایک کر کی سب آدمیونے کھایا اور پانی پیکر اللہ زیادہ دے کہکر اوٹھی اور وہ سب آدمی شمار کی رو سے چار ہزار مرد سے کم نہ تھے اور مروی ہے کہایا سو کھایا باقی جتنا جسکا جی چاہا لیگیا کچہ بندش نہ تھی اسپر کہانا بدستور جوں کا توں رکھا ہوا تھا اور بروایتی دوسری دن لوگوں نے اکر کھایا اسیطرح تیسری دن ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بہیجا ہوا کہانا کھایا القصہ جب سب دعوتی کھا چکے تو حضرتؐ نے طباق منگوای اونکو بھر بھر کر ازواج کے پاس بہیجا پھر ایک طباق لیا اور اپنی کہانا بہرا اور فرمایا یہ علی و فاطمہ کے واسطے ہے اور ابن عباس کہتے ہیں جب کہانا کہا چکے تو حضرت اوٹھی اور باقی طعام پر لعاب دہن مبارک گرا کے برکت چاہی اور بلال سے فرمایا جا اسکو اپنی ماؤں کے پاس لیجا یعنے ازواج کے پاس بہیجا اور فرمایا کہدینا تم خود بھی کھاؤ اور جو تمہارے پاس ہو اوسکو بھی کھلاؤ منقول ہے اسوقت وہاں مدینہ بہر کے عورتیں جمع تہیں مترجم کہتا ہوں کہ ولیمہ یعنے بیاہ کا کہانا اسطور و طریقہ سے ہونا چاہئے اور حسبتہ للہ ہو نام منظور نہو اور امیر و فقیر میں تمیز نکریں عورت و مرد کی تفریق نہو مقدرت ہو تو کل برادری کو دیں یعنے جتنے مومن بستی میں ہیں اتنی وسعت نہو تو کنبہ قبیلہ اور ہمسایہ کو دی کل کو دی خواہ اونکو جنکو بلاوا دیا ہو یا جو آویں اونکو دی یہ مقدرت اور توفیق پر مدار ہے اور ولیمہ ہر خوشی کی بات پر ہوتا ہے مگر پانچ وقت سنت ہے ولادت پہ

ختنہ پر مکاں نو پر سفر سے گھر آنے پر اور ہر ولیمہ بر وقت ہوتا ہے۔ نہ پہلی وقت سے
نہ بعد وقت کے پس شادی کا ولیمہ زفاف کے دن ہوتا ہے ایکدن دو دن اور تیسرے
دن رہا ہے اور ختنہ کا ولیمہ وقت ختنہ اور عقیقہ ساتویں دن ولادت سے اور مکان کا
ولیمہ مکان میں جانیکے دن اور کمی اور زیادتی کی مقدار کرنیوالیکی توفیق پر ہے۔ اور اقل
درجہ ایک جانور بکرا مینڈھا ہے تا سنی فعل رسول ذبح کریں تو شاید اولیٰ ہو اور حصہ بخرہ کی
کمی وزیادتی پر بحث کرنا اور روٹھہ منانا اور اپنے گھر کر بعض حصہ مانگنا اپنے معمول
کم لینا فعل بیہودہ بات ہے علاوہ شرع کے عقلاً بھی سبکی ہے گو رواج کی وجہ سے
عیب نہیں لگتا ولیمہ ہدیہ ہے فرض نہیں کہ معاوضہ کا دعوی کرے اور ولیمہ میں جانے
سے احتراز کرنا نخوت اور تکبر میں داخل ہے دیکھو اصحاب رسول کسطرح خوشی خوشی
ولیمہ سیدہ میں جمع ہو گئے تھے۔

بیان جلوہ بلا بلوہ

منقول ہے جب ولیمہ سے فراغ ہوا تو حضرت رسولخدا دولتخانہ میں تشریف لائے۔ اور
ازواج طیبات سے فرمایا ہمنے اپنی بیٹی کا اپنے ابن عم سے عقد کر دیا اور تم خوب جانتی ہو
کہ وہ مجھے کسقدر پیاری ہے اب فاطمہ کو اوسکے حوالہ کرتے ہیں اپنی بیٹی کو رخصت کرو
پس ازواج نے اٹھکر سیدہ کو خوشبو سے بسایا اور پوشاک پہنائی مناقب میں لکھا ہے
پس حضرت نے اپنی بیٹی کو پکارا اور علی کو بلایا پس حضرت علی کو دہنے ہاتھ سے پکڑا اور
سیدہ کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا اور دونوں کو گلے لگایا اور دونوں کی آنکھوں کے بیچ
میں بوسہ دیا اور سیدہ کو حضرت علی کے سپرد کیا اور سونپا ایک روایت معتبر میں لکھا ہے
کہ جب سورج ڈوبا تو حضرت نے ام سلمہ سے کہا اے ام سلمہ فاطمہ کو لیکر آؤ وہ گئیں اور سیدہ
کو لیکر آئیں مگر شرم کی ماری سیدہ کی یہہ کیفیت تھی کہ دامن زمین پر گھسٹتے چلی آتی تھی

اور پسینہ میں تر تہیں آخر تہو کر کہا ای حضرت بی بی فرمایا خدا تجھ سے دنیا اور آخرت
کی لغزش کو دور رکھے ابن عباس کہتے ہیں جب سیدہ نے حضرت علی کو وہاں رسول اللہ
کے پاس بیٹھے دیکھا ٹہٹک رہیں اور رونے لگیں حضرت کو خیال ہوا کہ اس نظر سے
نروتی ہو کہ علی نادار ہے پوچھا فاطمہ کیوں روتی ہو بخدا قسم اپنی دانست میں کمی نہیں کے
اپنی نزدیک سب سے اعلی و عزیز کو تیرے واسطے تجویز کیا ہے جسکے قبضہ میں میری جان ہے اوسیکی قسم ہے
کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو دنیا میں سردار اور عقبی میں نیکو کار
ہے اس کلام سے حضرت سیدہ کچھ جھکی ہوئیں پس حضرت نے اونکو اپنی ہاتھہ سے
سنبھالا اور بروایت معتبر مذکور ہے جب حضرت کے سامنے آکر ٹہریں تو حضرت نے
چہرہ مطہر سے چادر کو سرکایا اور حضرت علی کو جمال باکمال کا جلوہ دکہلایا پہر حضرت
سیدہ کا ہاتہ پکڑکر حضرت علی کے ہاتھہ میں دیا اور فرمایا یا علی خوب بی بی ہے خدا تجھے
مبارک کرے دختر رسول کو اور حضرت سیدہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا ای فاطمہ
کیا اچھا شوہر ہے تیرا مترجم کہتا ہوں جلوہ کی ہندوستانی رسم کوئی زمانہ بعض بعض
شہروں میں شرعی رسم اور آرسی مصحف بولتی ہیں مگر ذرا خدارا انصاف کرنا چاہیے
کجا یہ رونمائی حضرت کی یعنے موتہ دکہائی اور کجا وہ رسم دور از خیال اہل ہند کی زمین
و آسمان کا فرق ہے اور سیدہ کی رونمائی کے وقت نامحرم عزیز اور بیگانہ عورتوں
نے جو وہاں تھیں کب اپنا جلوہ دولہہ کو دکہلایا تھا اور کوئی ساس بھی حضرت کے
سامنے ہوئی تھی بہلا غور کرکے دیکھو تو جوان عورتیں باریک کرتی دوپٹی پہنے ایک
اجنبی نامحرم کے روبرو آ کھڑی ہوتی ہیں اور اوس سے ہنسی مزاح کرتی ہیں بات
چہنی جاتی ہے اور جو کچھ ہوتا ہے عقلاً عرفاً کسیطرح عمدہ بات ہے اگر ایسا ہے
ان رسموں بغیر رہا نہیں جاتا تو کم سنی میں شادی کیا کرو کہ بہت سی قباحتوں سے بری ہو گئے

بیان سوغات بصد کرامات

الغرض نقل کرتے ہیں کہ اوسدن جبرئیل آسمان سے سوغات لیکر آئے تھے اُنکے ساتھ
بہت سے فرشتہ اور بھی تھے پس حضرت نے ام سلمہ سے کہا ایک پیالہ پانی بہرلا پہر
حضرت علی سے فرمایا اس میں سے نصف نوش کر پہر حضرت سیدہ سے فرمایا تہوڑا اس
میں سے پیکر باقی چھوڑ دینا پس جو بچ رہا اوسکو حضرت سیدہ کی چہرہ اور گلی پر ملا بعد
اوسکی حضرت نے ایک صلہ کو چاک کیا یعنے پٹاری کو کہولا اوس پٹاری میں تین
چپاتیاں اور ایک کیلی کی پھلی اور کشمش نکلی حضرت نے فرمایا یہ تحفہ ہے جبرئیل کا
پہر اپنے ہاتہ میں ایک بھی اوٹھالی اور اوسکی دو پھانکیں کیں اور فرمایا یہ جنت کا تحفہ ہے
تم دونوں کے واسطے آیا ہے پس حضرت علی و جناب سیدہ کو آدہا آدہا بانٹ دیا۔

بیان زفاف سلالہ عبد مناف بطریق عرب بصد ادب

ان سب باتونکی بعد لکھا ہے کہ حضرت اوٹھی ادہر اودہر دولہا دلہن اور بیچ میں رسول اللہ
تہے آخر اسیطرح ساتہ لئے ہوئے اوس حجرہ میں لا جو آراستہ کیا تھا اور سنوارا پہارا گیا
تھا جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے لَا غَیْرَةَ فِی الْحَلَالِ حلال میں
کچھ لحاظ کی ضرورت نہیں دیکھو رسول اللہ نے علی و فاطمہ سے کہا کہ تم کوئی بات نکرنا
جبتک ہم پلٹ کر نہ آویں اور جب حضرت تشریف لائی اور اپنی ٹانگیں اونکی فراش میں
داخل کردیں ظاہرا جناب صادق نے دو موقعونکا ذکر فرمایا ہے ایک شب زفاف
کا دوسری صبح زفاف کا کیونکہ چند روایات میں یہ حال اسطرح منقول ہے۔ کہ
اوس حجرہ تک پہنچا کر فرمایا لو جاؤ اپنی خوابگاہ میں اور ہمارا انتظار کرنا یعنے آتی ہم

آدمیں کوئی بات نہو حضرت علیؑ فرماتی ہیں کہ میں ہاتہ میں ہاتہ لئے ہوئے سیدہ کو دالان
میں لایا وہ ایک کونہ میں آکر بیٹھہ گئی میں بھی ایک طرف ایک گوشہ میں جا بیٹھا وہ شرم کی
ماری نیچی نظر کئے ہوئی بیٹھی تھیں اور میں بھی حجاب سے سر جھکائے بیٹھا رہا اتنی میں رسول
اللہ تشریف لی آئی فرمایا یہاں کون ہے ہمنے عرض کیا تشریف لائیے یارسول اللہ آپ
کے آنیسے برکت ہے حضرت داخل حجرہ ہوے اور سیدہ کو اپنے برابر بٹھالیا پھر فرمایا اے
فاطمہ تھوڑا سا پانی لاوہ اوٹہیں اور ایک قعب کو جو اوس مکان میں رکھا تھا پانی سے
پر کر لائیں حضرت نے اوس میں سے ایک گھونٹ بھر کے اوس پیالہ میں کلی کی اور اسمیں
سے تھوڑا سا پانی جناب فاطمہ کے سر پر چھڑکا پھر فرمایا سامنے آؤ جب وہ مقابل ہوئیں
تو ذرا سا پانی اونکے سینہ پر چھڑکا پھر فرمایا پیٹھہ پھیرو جب جناب فاطمہ نے پشت پھرائی تو
کسیقدر پانی لیکر اونکی دونوں مونڈھونکے بیچمیں چھڑکا پس دعا کی خداوندا یہ میری بیٹی
ہے مجھی بہت پیاری ہے اور الٰہی یہ میرا بھائی ہے اور مجھے بہت پیارا ہے خدایا
اسکو اپنا ولی گردان اور خیر خواہ دین کا بنا اور اوسکی بی بی کو اسپر مبارک کر پھر فرمایا
یا علی جا اپنی بی بی کی پاس خدا تجھکو مبارک کرے تمپر اللہ کی رحمت اور برکتیں بیشک اللہ تعالیٰ
حمید و مجید ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پانی کا لگن اسماسے منگوایا تھا اور
اوس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور اپنے پاؤنکو اور منہ کو دھویا پھر سیدہ کو بلا کے
ایک چلو بھر کے سر پر چھڑکا اور ایک چلو سامنے کے رخ پر ڈالی پھر اپنے اور سیدہ کے
بدن پر چھڑک لیا پھر دعا کی خداوندا یہ مجھسے ہے اور میں اس سے ہوں ای خدایا
جسطرح تو نے مجھے گناہ سے پاک کیا ہے اسی طرح اسی بھی پاک رکھہ پھر اسیطرح لگن بھر
پانی منگا کے حضرت امیر کے اوپر چھڑکا اور وہی دعا اونکے واسطے کی پھر اجازت دی کہ جاتو
اپنے مکان میں خدا تم میں سلوک رکھے اور تمہاری نسل میں برکت دے

اور تمہاری حالت درست رہے اور خود او ٹھہ کھڑے ہوئے اور دروازہ بند کر دیا اسما
کہتی ہے میں حضرت کو دیکھتی رہی برابر علیؓ و فاطمہؓ کے حق میں دعا کرتے جاتے تھے
جبتک اپنی حجرہ میں داخل ہوئے ہم پوکہتا ہوں یہ رسم پانی چھڑکنے کی گویا کل روایتوں
میں مذکور ہے مگر اسکے وقت اور موقع اور کیفیت میں نہایت اختلاف ہے اسی نظر سے
حقیر ہر روایت کے موافق اسکو نقل کرتا ہے جہاں جسقدر لکھا باقی رہا مگر طلب ہوا کہ ذہن ناقص
میں اب تک کچھ نہیں آی اور نہ ابھی تک میری نظر سے گذری نہ کسی عالم سے مینے
سُنی اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ سیدہ کیواسطے مخصوص ہے یا اسکی تاسی اور پیروی
امت کو بھی چاہیے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا خیر
مناقب میں لکھا ہے پس جب حضرت حجرہ سے باہر تشریف لائی تو دونو بازونکو دروازہ کے
پکڑ کر کھڑے ہوے اور فرمایا طَهَّرَكُمَا اللّٰهُ وَطَهَّرَ نَسْلَكُمَا اَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ
وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ وَاَسْتَخْلِفُهُ عَلَيْكُمْ خدا تمکو پاک و پاکیزہ رکھے اور تمہاری نسل
کو بھی پاک کرے میں تمہاری دوست کا دوست ہوں جو تمہارا مدخواہ ہے اوسکا
دشمن ہوں اور تمہیں خدا کے حوالہ کیا اوسی پر تمکو چھوڑتا ہوں مترجم کہتا ہوں کہ ان
روایات سے جو یہاں تک درج ہوئیں زفاف کا حال اسی ترتیب سے اور اسیقدر
پایا گیا ہے اور صاف ان روایتوں سے ٹپکتا ہے کہ زفاف حرم سرای رسول میں ہوا
اسکو عرب عمرہ کہتے ہیں عمرہ کے معنے رہنے بسنے کے ہیں مگر اور چند روایتوں سے معلوم
ہوتا ہے کہ اپنے گھر میں دولھہ دلہن شب باش ہوئی جسکا نام عروسی اور عرس ہے
اور وداع کا حال بہت طول طویل اور مفصل مذکور ہوا ہے لہذا نئے سر سے لکھنا پڑا۔

مضمون وداع خاتون جنت بآئین شرع و ملت

منقول ہے کہ جب شب زفاف آئی تو رسول اللہ نے اپنی سواری کا خچر جسکا شہبا نام
تھا طلب کیا اور اوسپر ایک چادر دوہری کرکے ڈالی اور سیدہ کو اوسپر سوار کیا اور
بعض نے شہبا کی جگہہ دلدل کو بیان کیا ہے اور بعضوں نے ناقہ لکھا ہے۔ اور یہ
لکھا ہے کہ سیدہ کی اوپر برقع پڑا تھا اور بقولی حضرت نے اپنی عبا اوڑہائی تھی اکثر روایتوں
میں ہے کہ سلمان کو حکم ملا کہ لگام پکڑے چلیے اور خود حضرت ہانکتے جاتے تھے ایسی راستے
میں تھی کہ ایک آواز سنائی دی کیا دیکھتی ہیں کہ جبرئیل چلے آتی ہیں ستر ہزار فرشتے
اونکے ساتہ ہیں اور ستر ہزار فرشتی ساتہ لیئے میکائیل آپہونچے حضرت نے پوچھا تمہارے
آنیکا کیا سبب ہے جبرئیل نی کہا ہم فاطمہ کو علی کے گھر پہونچانے کو آئی ہیں منقول
ہے کہ جبرئیل نے لگام پکڑی اور اسرافیل نے رکاب تھامی اور میکائیل ہی دیچی
اور رسول اللہ زین کو درست کرتے جاتے تھے لکھا ہے اول جبرئیل نے تکبیر کہی بعد
اونکے میکائیل نے پہر سب فرشتوں نے ملکر اللہ اکبر کا نعرہ کیا پہر رسول اللہ نے
بھی تکبیر فرمائی پہر سلمان نے تکبیر کہی اوسی رات سے سنت ہوا کہ عروسی میں
تکبیر کہا کریں اور منقول ہے کہ وہ فرشتے صبح تک تسبیح وتقدیس میں مشغول رہے واضح ہو
کہ سیدہ کی سواری پر دنیا میں کچہہ نثار نہیں ہوا لیکن آسمان پر سب کچہہ لٹا چنانچہ لکھا ہے
کہ ام ایمن ایکدن رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اوسکی گود میں کچہہ تہا حضرت
نے فرمایا ای ام ایمن تو کیا لی رہی ہے۔ اوسنی عرض کیا فلاں لڑکے کی آج رخصتی تہی
اوسپر نچہاور کیا تہا میں نے بہی اوٹہا لیا یہ کہکر ام ایمن رونی لگی اور بولی یا رسول اللہ ہمارے
فاطمہ کا آپ نے بیاہ کیا اور کچہہ اوسپر نچہاور نہوا رسول اللہ نے فرمایا ای ام ایمن
کیوں جہوٹ بولتی ہے خدا تعالی نے فاطمہ کی شادی کے دن جنت کے درختونکو حکم دیا تہا
کہ زیور اور کپڑے اور یاقوت اور موتی اور زمرد اور استبرق کا دان کریں جنت والوں نے

لا انتہا لوٹا اور خدا نے طوبی کو فاطمہؑ کے مہر میں دیا اور اوسکو علی کے محل میں لگا یا ہے
منقول ہے کہ حضرت نبی دختران عبد المطلب کو اور مہاجر و انصار کی عورتوں کو ارشاد
کیا کہ فاطمہؑ کے جلو میں چلیں اور ہنسی خوشی کی باتیں کریں اور رجز پڑہیں اور تکبیر کہیں
اور حمد کریں مگر وہ کلمہ نکہیں کہ جس سے خدا ناراض ہوا ور منقول ہے کہ چار طرف
سیدہ کے ستر ہزار حوریاں تہیں اور خود رسول اللہ اور حضرت جعفر طیار اور عقیل
اور جناب امیر حمزہ اسیطرح اوس خاندان کے اور آدمی رضوان علیہم پیچھے پیچھے ننگی
تلواریں ہاتہ میں لئے ساتہ تھے اور ازواج نبی آگے آگے رجز کہتے ہوتے جاتی تہیں
اول ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے یہ رجز کہی سِرْنَ بِعَوْنِ اللّٰہِ یَا جَارَاتِیْ
وَاشْکُرْنَہٗ فِیْ کُلِّ حَالَاتٍ سِرْنَ وَاذْکُرْنَ مَا اَنْعَمَ رَبُّ الْعُلٰے
مِنْ کَشْفِ مَکْرُوْہٍ وَّاٰفَاتٍ سِرْنَ فَقَدْ ھَدَانَا اللّٰہُ بَعْدَ کُفْرٍ
وَقَدْ اَنْعَشَنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ سِرْنَ وَسِرْنَ مَعَ خَیْرِ نِسَاءِ الْوَرٰے
تُفْدٰی بِعَمَّاتٍ وَّخَالَاتٍ سِرْنَ یَا بِنْتَ مَنْ فَضَّلَہٗ ذُو الْعُلٰے
بِالْوَحْیِ مِنْہُ وَالرِّسَالَاتِ سِرْنَ یعنے چلو ہمسایو اللہ نگہبان رہے
ورد زباں شکر اوسکا ہر آں ۞ خدا کی نعمتوں کا سب کرو ذکر ۞ کہ جسنے مشکلیں سب کر دی آسان
نکالا کفر سے مومن بنایا - یہہ اوسیہ والیکا ہمپر ہے احسان ۞ چلو ساتہ تم خیر النساء کے
بہنی وار ہی گئی خالا بھی قربان ۞ نبوت سے تیری باباکو حق نے - شرف بخشا ہی اور بہیجا ہے
قرآں ۞ پہر عائشہ بولی یَا نِسْوَۃً اِسْتُرْنَ بِالْمَعَاجِرِ ۞ وَاذْکُرْنَ مَا یَحْسُنُ
فِی الْمَحَاضِرِ ۞ وَاذْکُرْنَ رَبَّ النَّاسِ اِذْ یَخُصُّنَا ۞ بِدِیْنِہٖ مَعَ کُلِّ عَبْدٍ شَاکِرٍ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِفْضَالِہٖ ۞ وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ الْقَادِرِ ۞ سِرْنَ بِھَا فَاللّٰہُ
اَعْطٰی ذِکْرَھَا ۞ وَخَصَّھَا مِنْہُ بِطُھْرٍ طَاھِرٍ

بہنو پردہ کرو سعاجرکا۔ گفتگو میں ہو دہیان حاضر کا ؛ دیکہو بس لی گیا ہمیں ممتاز
دین بخشتا ہے عبد شاکر کا ؛ حمد زیبا ہے ایسی نعمت پر۔ شکر ہی اوس عزیز قادر کا ؛
ساتہ اوسکے چلو جسے چھنے۔ جنت کردا نا طہر طاہر کا ؛ حفصہ بولی فَاطِمَةُ خَيْرُ نِسَاءِ
الْبَشَرِ ؛ وَمَنْ لَهَا وَجْهٌ كَوَجْهِ الْقَمَرِ ؛ فَضَّلَكِ اللهُ عَلَى كُلِّ الْوَرَى
بِفَضْلِ مَنْ خُصَّ بِآيِ الزُّمَرِ ؛ زَوَّجَكِ اللهُ فَتًى فَاضِلًا ؛ أَعْنِي عَلِيًّا
خَيْرَ مَنْ فِي الْحَضَرِ ؛ فَسِرْنَ جَارَاتِي بِهَا فَإِنَّهَا ؛ كَرِيمَةٌ
بِنْتُ عَظِيمِ الْخَطَرِ ؛ فاطمہ خیر النسار بحیطہ۔ جسکا مکہڑا جلوہ گر ہی جوں قمر
دی بزرگی خلق پر حق نے بجہے ؛ اوسکی خاطر شان میں جسکی زمر ؛ بیاہا رب نے
بجکو فاضل مردسے۔ ہے خدائی میں علی نیکو سیر ؛ آؤ سن فاطمہ کے ساتہ چل۔
ہی یہ دختر خیر البشر ؛ اور معاذہ الضبارن نے جو سعد بن معاذ کی ماں تہی یہ ایک شعر
کہے أَقُولُ قَوْلًا فِيهِ مَا فِيهِ ؛ وَأَذْكُرُ الْخَيْرَ وَأُبْدِيهِ ؛ مُحَمَّدٌ خَيْرُ بَنِي
آدَمَ ؛ مَا فِيهِ مِنْ كِبْرٍ وَلَا تِيهِ ؛ بِفَضْلِهِ عَرَّفَنَا رُشْدَنَا ؛
فَاللهُ بِالْخَيْرِ يُجَازِيهِ ؛ وَنَحْنُ مَعَ بِنْتِ نَبِيِّ الْهُدَى ؛ ذِي شَرَفٍ
قَدْ مَكَّنَتْ فِيهِ ؛ فِي ذِرْوَةٍ شَامِخَةٍ أَصْلُهَا ؛ فَمَا أَرَى شَيْئًا يُدَانِيهِ ؛
میں کہتی ہوں وہ جو ہی اونکی صفات۔ وہ کرتی ہوں ظاہر جو مخفی ہو بات ؛ محمد میں
اولاد آدم کی جان۔ نہیں بکر کی چہاؤں ہی اونکے ساتہ ؛ جزا نیک دی اونکو سیرا خدا
ملے اونکے صدقہ سے راہ نجات۔ بنی زادیکی ہم جلو میں رواں ہیں۔ شرافت نے پایا ہے
جسمیں ثبات ؛ اصالت میں ہے جسکا عالی تبار۔ ہر ایک ذات سے اونکی اعلی ہی ذات
راوی کہتا ہے باقی جو اتیں جو سواری کے ساتہ تہیں وہ ہر شعر کے بعد اوسی رجز
کا پہلا بول کہتی جاتی تہیں اور اللہ اکبر بہی کہتی جاتی تہیں اسیطرح دولہنانہ میں

داخل ہوئیں منقول ہے کہ وقت زفاف کے دستور کے موافق سب لوگ یہ دعا کیا کرتے تھے بالرفاء والبنین حضرت نے فرمایا یہ مت کہو علی الخیر والبرکۃ کہو یعنے خیر اور برکت ہو ملا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں شاید وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ وہ کلمہ جہالت اور کفر کے زمانہ کی رسم تھا ورنہ معنوں میں کچھ برائی ہیں رفا کے معنے ملاپ اور موافقت اور بڑہتی اور برکت کے ہیں اور بنین فرزندوں کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دولہا دلہن میں سلوک رہے اور بیٹے پیدا ہوں مترجم کہتا ہے افسوس اس زمانہ کے آدمی ہندوانی رسمونکی ادا کرنیکو فخر سمجھتے ہیں اور حضرت کو اسقدر نفرت تھی اللہ تعالے ہدایت دے۔

بیان تسلیم بلطف وتکریم

راوی کہتا ہے پھر حضرت رسول اللہ نے جناب علی مرتضی کو آدمی بھیجکر مسجد میں بلوایا اور سیدہ کو بھی طلب کیا اور سیدہ کا ہاتھ پکڑکر حضرت علی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا خدا تجھے نبی کی بیٹی مبارک کرے اور بقول دیگر یوں دعا کی اللھم بارک لھما وبارک علیھما وبارک نسلیھما یعنے برکت نازل کر انپر اور مبارک گردان انکو اور انکی اولاد میں برکت دے پھر فرمایا اذھب اللہ عنک الرجس وطھرک تطھیرا خدا دور رکھے تجھسے گناہ کو اور پاکیزہ رکھے تجھکو جیسا کہ حق ہے اور پاکیزہ کرے تمہارے نسل کو واضح ہو کہ یہہ مضمون مسجد میں بلوانیکا باقی روایتوں کے خلاف ہی مشہور یہ ہے کہ خود حضرت اندر تشریف لیگئے اور پانی چھڑکنے کی رسم بجالائے اور دعا کی اور تشریف لے آئے شاید راوی کو دھوکا ہوا مسجد سے بلانیکی عوض مسجد میں بلانا منہ سے نکل گیا حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب نکاح ہوچکا تو حضرت نے میرا ہاتھ پکڑکر فرمایا بسم اللہ کر کے اوٹھہ کھڑا ہو اللہ کے نام پر اور کہہ علی برکۃ اللہ وماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ توکلت

علی اللہ پھر حضرتؐ نے مجھے سیدہ کے برابر لاکے بٹھادیا اور فرمایا میری یہ دونوں
تمام خلق سے زیادہ مجھے محبوب ہیں تو بھی انکو محبوب رکھ اور برکت دی انکی ذریت
میں اور اپنی طرفسے اسپر نگہبان معین کر اور میں تیری پناہ میں دیا فاطمہؑ کو اور اوسکی
اولاد کو شیطان مردود کی شر سے۔

آرایش حجلہ و بیان خلوت فے الحجلہ

منقول ہے جس مکان میں سیدہ کو لاکر حضرت علیؑ کے برابر بٹھایا تھا وہاں حصیر قطری
یعنے نرکل کی چٹائی بچھی تھی جو بحرین کے علاقہ میں بنی جاتی ہے اور بروایتی پوست
گوسفند یعنی بکری کی کھال کا فرش تھا اور چھوہرے کی چھال روئی کی جگہہ تکیہ میں بھری
تھی ایک روایت میں لکھا ہے کہ پہلے اوس مکان میں ریت بچھایا تھا اور ایک
لکڑی مشکیزہ لٹکانیکو رکھی اور اوسکو کپڑے سے منڈھا کہتے ہیں کہ ایک لکڑی بطور بلنگ
اور الگنی کے ایک دیوار سے دوسری دیوار تک کپڑے ڈالنے کو لگائی اور بعض روایت
میں لکھا ہے کہ ایک گدہ بچھایا جسمیں خرمے کی چھال بھری تھی اور اسپر ایک تکیہ کہ
اوسا ایک خیبری لوی تھی اور ایک بالٹی پانیکی وہاں رکھدی اور ام ایمن کو دربان
بنایا پس حضرت رسول اللہ تشریف لائے اور سب عورتیں حضرتؐ کو دیکھکر کھڑی ہوگئیں
اور پردے کے پیچھے ہو رہیں مگر اسما بنت عمیس وہیں رہی حضرتؐ نے باہر ٹھہیرکر فرمایا
تو کون ہے وہ بولی میں آپکی بیٹی کی خبر گیراں ہوں کیونکہ تخت کی رات یعنے پہلی شب
ایک عورت واقف کار کی ضرورت ہوا کرتی ہے اگر کچھ ضرورت پڑی یا کوئی خبر درکار ہو
تو پہنچادی حضرت نے فرمایا اللہ تیرا آگے پیچھے دہنے بائیں سے شیطان رجیم سے
نگہبان ہو۔ مروی ہے کہ پیں حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یہ میری بیٹی ہے۔

فقد اکرمنی ومن اہانہما فقد اہانني جو اسکا اکرام کریگا اوسنے میری
تکریم کی جو اسکی اہانت کرے اوسنے میری توہین کی پھر دعا کی اللھم بارک لھما وبارک
علیہما واجعل منہما ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء
اور بروایت دیگر یوں دعا کی بارک اللہ لکما فی سرکما وجمع شملکما والف
علی الایمان قلوبکما پھر فرمایا جاؤ اپنی بی بی کے پاس والسلام علیکما بعد اسکے
حضرت نے اوٹھنے کا قصد کیا جب جانے لگے تو حضرت سیدہ اوٹھکر چمٹ گئیں اور رونے
لگیں حضرت بولے کیوں روتی ہے بیٹی تجھے ایسے شخص سے بیاہا ہے جو بڑا حلیم اور بردبار ہے
اور بہت بڑا عالم ہے منقول ہے کہ اٹھتے وقت فرمایا بحرین یلتقیان و نجمان
یقترنان کیا خوب دو دریا ہیں کہ باہم ملتے ہیں اور دو تارے ہیں کہ اونکا قران ہوتا ہے
پھر دروازہ سے نکلتے ہوئے فرمایا طہرکما وطہر نسلکما انا سلم لمن سالمکم وحرب
لمن حاربکم واستودعکما اللہ واستخلفہ علیکم سوا اسکے اور الفاظ سے بھی یہ دعائیں
منقول ہوئی ہیں پھر حضرت تشریف لیگئے اور خلوت ہو گئے دونو بزرگواروں نے آرام
فرمایا اسما اونکی پاس سوئی ان روایات سے اور روایات آئندہ سے ثابت ہے کہ عورت
ہمراز کا پاس رہنا جائز ہے اور قدیمی بات ہے گو وہ جاگتے رہی مگر عورتوں کا جمگھٹ
لگانا خلوت کے پاس شرعاً اچھا نہیں ہے چنانچہ حضرت کے روکنے سے ظاہر ہے عقلاً
بھی یہ بات نامناسب ہے دولہہ دلہن کے منخلع بالطبع ہونیمیں خلل انداز ہے بات چیت
کرنیمیں شرمائیں گی بلکہ عورت کا پردار کو بھی بیرون حجرہ پاس پردہ رہنا چاہیئے اپنی
یا پرائی اور رشتہ دار عورت کا پاس رہنا حتی کہ ماں کا پاس ہونا بھی معیوب نہ تھا
چنانچہ یہہ اسما بنت عمیس ایک رشتہ سے سیدہ کی جٹھانی تھی اور چچی بھی
ہوتی تھے یعنے حضرت جعفر طیار کی بی بی تھی جو حضرت علی کی بڑی بھائی اور

رسول اللہ کی برادر رضاعی اور ابن عم تھی اور پھر یہ اسمار سیدہ کی ہمدم بنی ہوئی حضرت زینب اور ام کلثوم جعفر طیار کی دونوں بیٹیوں سے بیاہی گئیں اور پھر انجام میں سوکن ٹھیری یعنے بعد سیدہؑ کے حضرت علیؑ نے اون سے نکاح کیا تھا اور حضرت علیؑ کے نکاح میں آنیسے پہلے حضرت جعفر کی شہادت کی بعد یہ اسمار ابو بکر کی نکاح میں بھی رہ چکے تھی محمد بن ابی بکر اسی کی شکم سے پیدا ہوئے مگر صاحب کفایۃ الطالب وغیرہ بعض علما لکھتے ہیں کہ اسمار بنت عمیس کا وہاں ہونا صحیح نہیں وہ اپنی شوہر طیار کے پاس حبشہ میں بھی ساتویں برس یعنے سیدہ کی نکاح سے پانچ برس پیچھے خیبر فتح کی بعد آئی اور شادی سیدہ کی ہجرت کے دوسری برس ہوی تھی پس صحیح یہ ہے کہ وہ اسمار الضارن تھی جو سیدہ کی خدمت میں رہی مترجم کہتا ہوں اسمار بنت عمیس کا ہونا متعدد روایات میں مذکور ہے پس کل راویوں نے دہوکہ کہایا ہو یہ امر بہت بعید ہے اسمیں اعتبار روایات کا باقی نہ رہیگا شاید اسمار حضرت جعفر سے پہلے مدینہ میں آگئی ہو یا حضرت جعفر بھی آگئے ہوں اور پھر واپس گئے ہوں چنانچہ کئی روایتوں میں اونکا اثنا تک شادی ہونا بھی مذکور ہے سو یہ اسکی یہ روایت ہے کہ عقد کی دن رسول اللہ سے اسمار نے کہا یا حضرت اس سیدہ اور مالدار قریشیوں نے سیدہؑ کی درخواست کی حضرتؐ نے کسی سے نہ بیاہ کیا تو اس لڑکی سے حضرتؐ نے فرمایا ای اسمار جلدی مت کر تو بھی اس لڑکی سے عقد کریگی اور بچے جنے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور روایت وفات حضرت خدیجہ سی بھی ثابت ہے کہ کبھی اسمار تھی چنانچہ خود اسمار بنت عمیس ناقل ہے کہ خدیجہ کبریٰ کی وفات کے وقت میں موجود تھی یکایک وہ رونی لگیں مینے کہا تم روتی ہو تم سیدالنسار ہو عالم میں اور زوجہ نبی ہو تمہیں نبی صلعم نے جنت کی بشارت دی ہی وہ بولیں اس وجہ سے میں نہیں روتی سبب رونیکا یہ ہے کہ پہلی شب کو عورت کے واسطے ایسی ایک عورت کی ضرورت ہوا کرتی

ہے جس سے وہ پردہ نکرے اپنا حال کہہ سکے اور وہ عورت اوسکی ضرورتاً ایں کام آوے
میری فاطمہؑ کمسن ہے مجکو یہ خیال ہے کہ دیکھئے اوسکی کفیل کارکون ہوگے یہ سنکر
میں نے حضرت خدیجہ سے کہا ای بی بی میں تمسے وعدہ کرتی ہوں اگر میں اسوقت تک
زندہ رہی تو تمہاری جگہہ یہ کام میں کرونگی پس جب رات آئی اور حضرت گھر میں تشریف
لائی اور حکم دیا کہ سب تمیں الگ ہوجاویں میں باقی رہگئی جب حضرت جانے لگے تو میری جھلک
حضرت کو نظر پڑی فرمایا کون ہے مینے عرض کیا اسماء عمیس کی بیٹی ہوں حضرت نے فرمایا
کیا ہم نے نہیں کہا تھا کہ سب اپنے علیحدہ ہوجاویں مینے عرض کیا درست ہے بجا ہے
آپ نے ارشاد فرمایا تھا یا رسول اللہ تمہاری صدقہ جاؤں مینے حضرت کی برخلافی کا
ارادہ نہیں کیا مگر سبب یہ ہے کہ میں خدیجہ سے اقرار کرچکی ہوں میں نے سارا قصہ اول سے
آخر تک حضرتؐ سے دوہرایا حضرت سنکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا سچ کہہ تجھے خدا کی قسم
تو اسی نیت سے ٹھیری مینے عرض کیا خدا خوب چاہتا ہے میں اسی نظر سے ٹھیری ہوں
پس حضرتؐ نے میری لئے دعا کی لکھا ہے کہ اسماء وہاں سات رات دن تک برابر رہی
الحاصل ان روایات سے تو صاف ظاہر ہے کہ اسماء بنت عمیس خدمتگذار تھی آگے خدا جانے
العلم عند اللہ دروغ برگردن راوی اول بھر حال اسماء ندکور نقل کرتی ہے کہ مینے اپنی
بی بی فاطمہؑ کو یہ ہی کہتے سنا کہ جس شب علی بن ابیطالب میرے پاس آئی مجھے ڈرا دیا مینے
عرض کیا سیدالنساءؑ ڈرگئیں بولیں مینے سنا زمین اونسے باتیں کرتی تھی وہ زمین سے باتیں
کرتی تھی ڈر ڈرگی مینے صبح کی پس اپنی باباجان سے بیان کیا انہوں نے دیر تک
سجدہ شکر کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا ای فاطمہ مبارک ہو تجھے تیری نسل طیب ہوگی اور
خدا نے تیری شوہر کو فضیلت دی تمام خلق پر اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام عالم کی خبریں
اوس سے عرض کیا کرے جو کچھ مشرق و غرب میں واقع ہو دی سبحان اللہ اگر یہ تقیہ تھا

اور ایکدن جناب سیدہ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ میری پاس آؤ میں تمہیں خبر دون گذشتہ
اور آیندہ کی اور ہونی والی اور نہونی والی بات کی روز قیامت تک حضرت علیہ السلام تو
متفکر و متعجب کیا اور وہیں سے پلٹ کر خدمت بابرکت رسولؐ میں آئی اور نزدیک جاکر بیٹھ گئے
حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم بیان کروگی یا ہم کہیں حضرت علیؑ نے عرض کیا آپ ہی فرمائیں
حضرت رسولخداؐ نے کل قصہ جو یہاں گذرا تھا لفظ بلفظ بیان کیا کہ فاطمہؑ نے تمسے یہہ
گفتگو کی حضرت علیؑ نے کہا کیا نور فاطمہؑ کا ہمارے نور کیطرح ہے حضرتؐ نے فرمایا کیا
تو نہیں جانتا پس حضرت علیؑ نے شکر کا سجدہ کیا اور گھر گئے تو حضرت سیدہؑ نے کہا معلوم
ہوتا ہے تم ہماری باپکی پاس گئے تھے اور اس بات کو تمنے اونسے ذکر کیا ہے جناب امیرؑ نے
فرمایا اے فاطمہؑ یوں نہیں ہے وہ بولیں سنو ای حسنؑ کے باپ اللہ نے میرا نور پیدا کیا
اور وہ تسبیح اللہ جل جلالہ کی کرتا تھا پھر خدا نے اوس نور کو ایک درخت میں جنت کے
درختوں سے قائم کیا وہ درخت منور ہو گیا جب میری ماں باپ جنت میں گئے تو خدا نے اونکے
دل میں ڈالا کہ ایک پھل وس درخت کا توڑلیں اور پھر اوسکو اپنے مونہہ میں پہرائیں باپ نے
ایسا ہی کیا پس بحکم خدا میرا نور میرے باپ کی صلب میں آگیا پھر بحکم خدا خدیجہ بنت خویلد کی
کے شکم میں رہا پس اونسے میرا نور تولد ہوا اور میں اوسی نور سے ہوں جانتے ہوں میں
جو کچھ ہوگا اور جو ہوتا ہے اور جو نہیں ہوا ای ابوالحسنؑ المومن ینظر بنور اللہ تعالیٰ
مومن نور خدا سے دیکھتا ہے لاریب آمنا وصدقنا مومن کیا وہ تو اکمل مومنین
بلکہ خود ایمان ہیں جنپر ایمان لانیسے آدمی مومن کہلاتا ہے اور نور خدا ہیں امام ہیں
محدث ہیں معصوم ہیں اوسی ان باتوں کا ہونا کیا تعجب ہے۔

مبارک داستان صبح عروسی کا بیان

منقول ہے کہ اوس رات کی صبح کو حضرت رسول اللہ پھر تشریف لائی اور دروازہ پر
اکر فرمایا السلام علیکم میں آوں یرحمکم اللہ پس اسمائی اٹھکر دروازہ کہولدیا اوسوقت وہ
دونو بزرگوار ایک چادر کے اندر لیٹے تھے حضرت نے فرمایا جسطرح لیٹے ہو اوسیطرح لیٹے
رہو پس حضرت اگر سرہانی بیٹھہ گئے اور دونوں پانوں اونکے بیچ میں رکھدی اسبات کا ذکر
قرآن میں آیا ہے **تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ** میں اسکا اشارہ ہے اس
مقام کو دیکھکر شاید بعض عقل کے دشمن ہندوستانی صاحبونکی ذہن مبارک میں یہ بات
خطور کری کہ پچھلی رات کو غسل اور نماز صبح معاف ہے اور غسل جنابت نکرنا جیسا کہ ہم خلاف
حیا جانتے ہیں سندھی بات ہے یہ خیال فاسد دل سے دور رکھیں خاصان خدا تمہاری طرح
نماز روزہ کو ترک نہیں کر سکتے محال ہے کہ معصوم ہو کر عبادت سے غافل رہیں یا تو حضرت
کا تشریف لانا سحر کو ہوا ہوگا یا نماز کے بعد تشریف لائی ہوں اور بوجہہ سردی کے
لیٹے ہوے پایا ورنہ پانی وغیرہ کا بندوبست کس غرض سے تہا اور غسل جنابت خود
رسول اللہ کرتے تھے وہ کیونکر نکرتے اور تمہاری طرح پچھلی رمضان کا چٹ کرنا اور
چند شب بلکہ چند ماہ تک دولہہ دلہن کا تارک صوم وصلوٰۃ کا رہنا تو ادنی مومن کا کام بھی
نہیں وہ تو سرور اتقیا تھے المقصود راوی کہتا ہے پس حضرت علی سے پوچھا کہو اپنی بی بی
کو کیسا پایا حضرت علی نے عرض کیا طاعت پروردگار عمدہ پر معین ومددگار ہے پھر سیدہ سے
بھی سوال کیا اونہوں نی بھی عرض کیا عمدہ شوہر ہے بعد اسکے حضرت نی دعا کی جسکا
یہ مضمون ہے ای اللہ النبی پریشانی کو اور دری کو دور رکھنا اور اونکی دلوں میں الفت
دینا انکو اور انکی اولاد کو جنت النعیم کا مالک کرنا اور روزی کیجو انکو ذریت طیب وطاہر اور
مبارک اور انکی اولاد میں برکت دینا اور اونکو امام بنانا جو ہدایت کریں تیرے حکم سے
تیری طاعت کے لئے اور حکم دیں اوس کام کا جسمیں تیری رضامندی ہو پھر آسمان

کو حکم دیا کہ باہر چلی جاوی اور فرمایا خدا تجھے جزای خیر دی پس حضرت علی نے بحکم رسول سیدہ سے خلوت کی دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب صبح کو تشریف لائی تو دروازہ پر آکر فرمایا ای ام ایمن میرے بھائی کو میرے پاس بلا لاوہ بولی بھائی بھی بناتی ہو اور اوسی سے بیٹی بھی بیاہتے ہو فرمایا ہان ای ام ایمن جب عورتوں نے حضرت کی آواز سنی سب علیحدہ ہوگئیں بعض ایکطرف گوشہ میں ہو رہی حضرت علی پاس گئے حضرت نے اُن پر پانی چھڑکا اور دعا کی پھر فرمایا کہ فاطمہ کو بھی لی آجب سیدہ آئیں تو شرم کے مارے لڑکھڑاتی آئیں حضرت نے فرمایا سنبھل آگاہ ہو کہ مینے اُس شخص سے تجھے بیاہا ہے جو کُل خاندان میں مجھے پیارا ہے پھر حضرت نے اونپر پانی چھڑکا چند روایتوں میں مذکور ہے کہ صبح عروسی کو حضرت ایک بڑی پیالہ میں دودھ لیکر آئے اور حضرت سیدہ سے فرمایا اشربي فداك ابوك باپ تیرے نثار پی اور حضرت علی سے بھی فرمایا نوش کر فداك ابن عمك یعنے میں تیرے قربان - مترجم کہتا ہوں بعض علما نے کتب اخلاق میں لکھا ہے کہ عقد کے بعد چند روز تک عورت کو شیر اور گشنیز سبز یعنے کوتھمیر اور سرکہ وغیرہ دینا مکروہ ہے بانجھ ہونیکا ڈر ہے اور علل الشرائع میں وارد ہے کہ رسول اللہ نے حضرت امیرالمومنین کو وصیت فرمای کہ یا علی دولہن اپنے گھر میں لاے تو جب وہ بیٹھ چکے اوسکے موزہ نکالکر دونو پانو دھوکر اوس پانی کو دروازہ سے لیکر آخر مکان تک چھڑکدے کہ اسکام سے خدا تمھارے مکانوں سے ستر قسم کا فقر خارج کریگا اور ستر طرحکی برکت داخل کریگا اور ستر رحمت نازل فرویگا کہ دولہن کے سر پر گھومی گی یہانتک کہ اوسکی برکت ہر گوشہ مکان میں پہونچی گی اور دلہن جنون وجذام وبرص سے محفوظ رہیگی جبتک اوس مکان میں رہیگی اور یا علی روک دلہن کو اوس ہفتہ عروسی میں شیر و سرکہ و کرنبہ

وسبب شرش چار چیز سے حضرت علیؑ نے عرض کیا کس غرض سے ان اشیا سے
یا رسول اللہ منع کروں فرمایا اس لئے کہ رحم بانجھ ہو جاتا ہے اور سرد ہو جاتا ہے
ان چار چیزوں سے ولادت سے اور جو چٹائی گھر میں پڑی ہو وہ بانجھ عورت سے
بہتر ہے الغرض ان روایتوں میں یہ فرمایا ہے اور حضرت نے جناب سیدہ کو خود
لاکر دودھ پلایا شاید سیدہ کیواسطے خصوصیت ہو یا یہ حکم مکروہ ہونیکا کسی خاص موقع
کیواسطے ہو یا دونوں روایتوں سے ایک کو ضعیف غرض کریں ظاہرا اسباب ترجیح طرفین
ہما برہیں اور معمول شیر نوشی ہے القصہ روایات گذشتہ کی روسی پہلے صبح کو حضرت
نبوی کا تشریف لانا معلوم ہوا دو تین روایتوں میں اسکے خلاف لکھا ہے حضرت علی
فرماتی ہیں کہ رخصت کے بعد حضرت تین روز تک ہماری پاس نہیں آئی جب چوتھی
صبح ہوئی تو ہماری طرف آئی اور ہماری حجرہ میں حضرت کو اسمار بنت عمیس ملی حضرت
نے پوچھا تو یہاں کیوں کھڑی ہے حالانکہ حجرہ میں ایک مرد غیر ہے اوسنی عرض کیا
صدقہ جاؤں جب لڑکی شوہر کے یہاں جاتی ہے تو ایک محرم راز کے حاجت پڑتی ہے
جو اوسکی کفالت کرے اور کاروبار میں خبردار رہے یہاں میں اس غرض سے کھڑی
ہوں کہ فاطمہ کی کارروائی ہو دی حضرت نے فرمایا ای اسما خدا تیری حاجتیں برلاوے
دنیا میں اور آخرت میں مترجم کہتا ہوں کہ چوتھی کی رسم کا ماخذ یہ روایت نہیں ہو سکتی
دلہن کا باپ کے یہاں جانا اس سے نہیں نکلتا بلکہ سات دن تک اپنے گھر رہنا پہلے مذکور
ہوا ہے اور چوتھی بہوڑے کا قاعدہ ہر ملک میں علحدہ علحدہ مقرر ہے ان سب باتوں سے
ظاہر ہے کہ چوتھی کوئی شرعی بات اور عرب کی رسم نہیں ہے الحاصل حضرت علی
فرماتے ہیں اس روز خنکی تھی میں اور فاطمہ ایک چادر میں لپٹے تھے جب ہمنے رسول خدا کو
اسماء سے باتیں کرتے سنا تو ہمنے اوٹھنے کا قصد کیا حضرت نے اپنی حق کی قسم دیکر فرمایا۔

کہ جب تک میں نہ آؤں علیحدہ مت ہونا ناچار ہم بہادوسطرح لیٹ رہے حضرت آکر ہمارے سرہانی بیٹھہ گئے اور اپنی دونوں پاؤں ہماری بیچ میں کہدئے میںنا پاؤں میں نے پکڑ لیا اور اپنی چھاتی لپٹا لیا اور بایاں پاؤں فاطمہؓ نے اپنی چھاتی سے لگا لیا ہم حضرت کے پاؤں دبانی لگے کہ ٹہر کم ہوجاوے جب دباتی دباتی گرم ہوگئے تو حضرت نے مجھسے فرمایا یا علی ایک کوزہ میں پانی لا میں نے لاکر حاضر کیا حضرت نے تین دفعہ اوس میں لعاب دہن ڈالا اور چند آئتیں قرآن کی پڑہکر دم کیں پھر فرمایا یا علی اسکو پی لے اور تہوڑا بچا لینا میں نے ایسا ہی کیا بچی ہوئی پانیکو حضرت نے میرے سر اور سینہ پر چہڑکا اور فرمایا **اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْكَ الرِّجْسَ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَطَهَّرَكَ تَطْهِيْرًا** پھر فرمایا اور پانی لا میں نے لاکر حاضر کیا تو حضرت نے اوسی طرح کرکے اپنی بیٹی کو دیا اور اوس سے بھی فرمایا کہ کچھہ پینا اور کچھہ رکھہ دینا اوسنے بھی ویسا ہی کیا البقیہ کو لیکر حضرت نے اوسکے سر و سینہ پر چہڑکا اور وہی دعا فرمائی پھر مجھے حکم دیا کہ ذرا باہر ہوجاؤ تنہائی میں حضرت نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا سیدہ نے عرض کی ای بابا عمدہ خاوند ہے مگر میری پاس کچھہ عورتیں قریش آئیں اور کہنے لگیں رسول اللہ نے تجھے ایک فقیر کنگال سے بیاہ دیا جسکے پلے کچھہ نہیں حضرت نے فرمایا ای میری پیاری بیٹی نہ تیرا باپ محتاج ہے نہ تیرا خاوند نادار ہے خدا نے میرے سامنے تمام دنیا کی خزانی پیش کئے تھے کیا سونا کیا چاندی میں نے آخرت کی نعمتونکو پسند کیا ای فرزند اگر تو جانتی ہوتی اوس بات کو جو مجھے معلوم ہے تو دنیا تیری نظروں میں حقیر ہوتی واللہ ای فرزند میری بیٹی تیری نکاح کی معاملہ میں ذرا کمی نہیں کی تیرا نکاح اوس سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا اور علم میں سب سے افضل ہے اور حلم میں سب سے بڑہا ہوا ہے ای فرزند اللہ عزوجل نے نظر کی زمین کی طرف تو دو مردونکو دنیا بھر میں سے انتخاب کیا ایک تو تیری باپکو اور ایک تیری

شوہر کو اچھی ہیں خوب شوہر ہے میں کسی بات میں اوسکی نافرمانی نکرنا پھر حضرت نے
مجھے پکارا اور فرمایا کہ یا علی میں عرض کی کیا ارشاد ہے یا رسول اللہ فرمایا اپنے
گھر میں آجاؤ اور اپنی بی بی سے نرمی سے پیش آنا اور ملایم رہنا یہ بات خوب سمجھ لینا
کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اسکی ایذا سے مجھے ایذا ہوتی ہے۔ اور اوسکی خوشی سے
میری خوشی ہے میں تمکو سپرد خدا کرتا ہوں اُسی تمکو چھوڑتا ہوں حضرت علی فرماتے ہیں خدا کی قسم ہے
کسی بات میں میں سیدہ کو ناراض نہیں کیا اور نہ کسی کام میں اوسپر زبردستی کی جب تک
وہ زندہ رہے اور انہوں نے بھی مجھے رنجیدہ نہیں کیا غصہ نہیں دلایا اور نہ کسی بات
میں میری مرضی کی خلاف مرضی کیا بلکہ اونکو دیکھکر میرا رنج وغم دور ہوجاتا تھا حضرت صادق
علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا نے وحی بھیجی رسول کے پاس کہ فاطمہ سے کہدو کہ علی کی نافرمانی نکرے
اگر وہ غضبناک ہو تو اوسکی خفگی عین ہماری خفگی ہے مترجم کیونکر صحیح ہو بعد اس روایت کے کوئی تصدیق کرے کہ
جناب امیر المومنین نے دختر ابوجہل کی خواستگاری کی اور سیدہ کو اوس سے ملال ہوا جیسا
اہل سنت نے بہتان باندھا ہے نعوذ باللہ منہا ❊ دفع ایراد اہل عناد
ولداد ❊ منقول ہے کہ چند عورتوں نے سیدہ سے کہا ای دختر رسول اللہ
تیری خواستگاری فلاں فلاں شخص نے کی سب سے تیری باپ نے انکار کیا ایک محتاج
سے تجھکو بیاہ دیا جب رسول اللہ گھر میں تشریف لائی تو سیدہ نے کہا یا رسول تمنے
مجھے ایک نادار مفلس سے بیاہا ہے حضرت نے اونکے سر کے بالوں پر ہاتھ رکھکر ہلایا
جیسا کہ قاعدہ ہے اور فرمایا ای فاطمہ یہ بات نہیں میں نے تجھے اوس سے بیاہا ہے
جو سب سے اول اسلام لایا اور علم میں سب سے زیادہ اور حلم میں سب پر فایق ہے
کیا ای فاطمہ تو نہیں جانتی وہ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں سیدہ ہنس پڑی
اور بولیں میں راضی ہوں یا رسول اللہ اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ میں گھر اہوا

حضرت رسول اللہ کی ہاتھ پر پانی ڈلوا رہا تھا جو اتنی میں فاطمہؑ آئیں اور وہ روتیں تہیں
حضرت رسول اللہ نے اونکی سر پر ہات پھیرا اور فرمایا کیوں روتی ہے تو خدا تجھے نہ رولائے
آخوری سیدہ نی کہا قریش عورتونکی ایک غول پر میرا گذر ہوا وہ سب مہندی لگائی ہوئے
تہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میری اور میری ابن عم کے مذمت اور حقارت کرنی
لگیں حضرت نے فرمایا تو نی اونسے کیا سنا سیدہ نے کہا وہ یہ کہتی تہیں کہ رسول اللہ پر
بیٹی کا بوجھ تھا جس سے ایکمرد کنگال سے اوسکو بیاہ دیا ہے قریش میں اوس سے بڑہکی
کوئی نادار نہیں ہے حضرت رسول اللہ نے فرمایا ای فرزند مینی تیرا عقد نہیں کیا تیرا
عقد علی سے خدا نے کیا ہے خدا کی طرفسے پہل ہوچکی ہے کیفیت اسکی یہ ہے کہ فلاں و
فلاں نے تیری درخواست کی مینی تیرا معاملہ خدا اور رسول پر چھوڑا اسکا جواب نہیں دیا بس تہا میں چھٹے
دن میں نماز فجر کی پڑہکی بیٹہا تھا کہ دفعتاً فرشتونکی پیرونکی آواز سے کیا دیکھتا ہوں۔
میری حبیب جبرئیل ہیں اور اوسکی ساتھ ستر صف فرشتونکی ہیں جنکی سر پر تاج ہیں
اور کانوں میں گوشوارہ پڑی ہیں اور ہاتوں میں کنگن پہنی ہیں مینی کہا اخی جبرئیل یہہ
آسمان میں شور کس بات کا ہے جبرئیل نے کہا یا محمد اس میں شبہ نہیں ہے۔ اللہ
تعالی نے ایک مرتبہ زمین کی طرف توجہ فرما کے مردوں میں سے علی کو انتخاب کیا
اور عورتوں میں سے فاطمہؑ کو چیدہ گردانا پس فاطمہؑ کو علی سے بیاہ دیا یہ سنکر سیدہ نے
سر اٹھایا تو دور ہی تہیں یا رسول اللہ میں اسپر راضی ہوں جسپر اللہ اور اللہ کا رسول
راضی ہے حضرت نے فرمایا ای فاطمہؑ علی کی اور تعریف کروں کہ تیری رغبت زیادہ ہو
سیدہ نے کہا بہت اچھا حضرت نے فرمایا خدا کے سامنے کوئی سوار ہوکر نا آویگا
سوائی چار شخصونکی بہائی صالح اپنی ناقہ پر اور چچا حمزہ میری ناقہ عضبا پر اور میں براق
پر اور تیرا شوہر علی ایک جنت کے ناقہ پر سوار ہوگا سیدہ نے کہا کچھ اوس ناقہ کی

صفت بیان فرمائی وہ کس چیز سے بنی ہے حضرت نبی فرمایا وہ ایک ناقہ ہے کہ اللہ عزوجل
نے اوسکو خاص نور سے پیدا کیا ہے اوسکی دونوں کوکھہ برابر ہیں سارا جسم زرد ہے
اور سر سنج ہے اور آنکھوں کی ڈیلی سیاہ ہاتہ پاؤں سونیکے لگام آبدار موتی کی آنکھیں
یاقوت کی پیٹ ہری زبرجد کا اور سپر ایک موتی کی بنی ہوئی سفید عماری ہوگی جسکا اندر
باہر سے اور باہر اندر سے نظر آویگا یہ عماری کیا ہے عفو خدا سے بنی ہوگی یہ ناقہ خدا کے
خاص ناقوں میں سے ہوگی ستر ہزار فرشتہ اوسکی خادم ہونگے جو رنگا رنگ کی تسبیحیں
پڑہتے ہونگے جس گروہ ملائک پر اس ناقہ کا گذر ہوگا وہ کہیں کے یہ کون بندہ ہے
خدا کے یہاں اسکی بڑی عظمت و عزت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی نبی مرسل
یا ملک مقرب ہے یا حامل عرش ہے یا حامل کرسی ہے پس ایک منادی کی عرش کی اندر سے
آواز آئی گی ایہا الناس نہ یہ نبی مرسل ہے نہ ملک مقرب ہے یہ تو علی ابن ابیطالب ہے
صلواۃ اللہ علیہ۔

(رفع ملال اہل سوال)

منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا ایہا الناس یہ علی دلبند ابوطالب ہے تم
سب گمان کرتی ہو کہ میں نے آپ اس سے اپنی لڑکی فاطمہ کا عقد کیا ہو اور بہی بڑی قریشیونکی
خواستگاریکو رد کردیا ایسا نہیں ہے میں وحی آسمانی کا منتظر تہا کہ چوبیسویں رمضان
کو جبرئیل آئے اور یہ پیغام لائے کہ محمد علی اعلی نے تمہیں سلام کہا ہے اور خدانے روحانی
اور کروبی فرشتونکی روبرو طوبی تلے سیدان افیح میں جو وادی وسیع ہے جمع کرکے
فاطمہ کو علی سے بیاہ دیا ہے اور مجکو حکم دیا کہ خطبہ کروں اور اللہ جل جلالہ ولی بنا پھر
طوبی کو دان کرنیکا حکم ملا اسنی موتی مونگا نثار کئے اور حلے اور زیور برسائی اور حور العین
نے اوسے لوٹا اور باہم تحفہ کرکے تقسیم کرتی ہیں اور قیامت تک تقسیم کرینگی اور وہ کہتی ہیں

کہ یہ بچھاور ہے فاطمہؑ کا حضرت ام سلمہ ناقل ہیں کہ جناب سیدہ عورتوں پر فخر کرتی تھیں
کہ میرا خطبہ یعنے منگنہ اول جبرئیل نے کیا ہے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا خدا
تبارک و تعالی نے شب معراج میں سدرۃ المنتہی کے پاس فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کیا
اور مروی ہے کہ صحابہ سے فرمایا فما زوجت فاطمۃ الا ما امرنی اللہ یعنے میں نے
فاطمہ کا نکاح خدا کی فرمانے کے موجب کیا ہے اور ارشاد کیا انا بشر مثلکم اتزوج
فیکم و ازوجکم الا فاطمۃ فان تزویجھا نزل من السماء میں بشر ہوں تم جیسا
تمہیں سے بیٹی لیتا ہوں تمہیں کو بیٹی دیتا ہوں مگر فاطمہؑ کا معاملہ جدا ہے اسکی شادی کا حکم
آسمان سے آیا اور فرمایا ہے کہ خدا بزرگ اور برتر نے میرے اور علیؑ کے درمیان برادری
قائم کی اور ساتویں آسمان پر ملائک مقربین کے روبرو علیؑ سے میری بیٹی کا نکاح کیا
اور اوسی میرا وصی گردانا خلیفہ بنایا جانشین کیا پس علی مجھہ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں
اسکا دوست میرا دوست اور اوسکا دشمن میرا دشمن ہے اور فرشتے بھی علی کی محبت
کو خدا کے قرب کا وسیلہ جانتے ہیں عیون میں مذکور ہے کہ رسالت پناہ نے حضرت ید اللہ
سے ارشاد کیا یا علیؑ اکثر قریشیوں نے فاطمہؑ کی درخواست کے مقدمہ میں میری تسکات
کی کہتی ہیں جنہے درخواست کی تو انکار کیا اور علی سے خود بلا کے عقد کر دیا میں جواب دیا
کہ خدا کی قسم ہے نہیں تمسے انکار کیا اور نہ اوس سے اقرار کیا بلکہ خدا نے تمسے نجایا اوسے
بیاہا پس ویسی ہی جبرئیل آئے اور وحی لائی کہ یا محمد اللہ تعالے فرماتا ہے لولا علی
لم یکن بفاطمۃ کفو اگر میں علی کو پیدا نکرتا تو تیری بیٹی فاطمہ کا
کوئی کفو اور مثل دنیا میں نہ تھا نہ آدم نہ بنی آدم لمولفہ بی فاطمہؑ کے واسطے ابوالحسن کیھوٹ
خالق نے رچا نہیں کوئی پرکھتی اور برابر

محاکمہ نتیجہ عقد فاطمہ

اللہ اکبر کیا مرتبہ ہے ساقی کوثر کے قرب و منزلت اسی کہتے ہیں اور شرف تو ایسا ہو
لمولفہ سے اللہ سے تلوار نبی سے بیٹی ہکیا کیا حیدر نے دونوں گھر سے پایا + بن مانگی ملی
ہر ایک طرح کی دولت۔ برتر نہو کیوں ہر ایک بشر سے پایا۔ اور یہ کہنی کی بات ہے
کہ سنی آگی دوسری دوجوانی چاروں یا برابر ہیں یار یار ہیں اور بھائی بھائی ہے۔
سسرا سسرا ہے اور جوانی جوانی لمولفہ سونا اپنے مول ہے اور پیتل اپنے بھاؤ۔ اولٹا
راجا تلپٹ نگری کون کرے نیاؤ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن بہت سے
کور باطن لوگ اسپر بھی اکتفا نہیں کرتے حضرت علی سے ابوبکر کو تین درجہ عمر کو دو درجہ
اور عثمان کو ایک نمبر افضل ٹھراتی ہیں ذوالنورین بتاتی ہیں یہ اندھیر ہی نہیں ہے۔
کہ نور و نار میں تمیز نہیں کرتے خاکی بندوں کو نوری بندوں سے ملاتی ہیں اور یہ نہیں جانتے
کہ شرف و منزلت اور بزرگی و عزت محض رشتہ ناتہ پر نہیں ہے یہ کارخانہ نبوت ہے
دلی لکھنو کی بادشاہت نہیں کہ جسکے محل کے اندر وہ بڑا اسکندر جسکو جھوٹ سچ رسول
سے کچھ رشتہ و ناتہ ہو وہ صدیق و فاروق ہو جاوے و یا خال المومنین بنجاوے جسکو
موقع اور محل کو دیکھنا چاہیئے اور مقام و منزلت کو پرکھنا لازم ہے مقام غیر ہے بیاہ میں
سچ کا لیکھا اچھا نہیں لگتا۔ سوا اسکے طول ہونیسے ڈرتا ہوں اور کما حقہ پنجہ فولادی میں جو
اسکا مقام ہے اس شبہ کی گت بہی کر چکا ہوں اسلئے اور بہی قلم رکتا ہے مگر کیا کہیں نمونہ یہ
آہی بات ہے ناظرین کو تشویش رہیگی اور پنجہ فولادی سیر کا اتفاق ہو کہ نہو ناچار تفریح
طبع احباب کی نظر سے کچھ یہاں لکھنا بھی ضرور پڑا اور یہی تقریب انکا دوبارہ ذکر آجانا متقد
ملکر ہے اور جب سامع متوجہ ہوں تو طول سے کیا ڈر ہے اور شادی کے ذکر میں اس
قسم کی چھیڑ چھاڑ ہوا کرتے ہے دستور کی بات ہے اور اس قصے سے غرض اصلی بھی انتہا
کس و ناکس ہے پس اس بحث کو اس بیان سے چنداں مغایرت بھی نہیں ہے

خیر ہو سو ہو متوجہ ہو کہ بہشتے ابوبکر و عمر کا شیخین ہونا اور عثمان کا شاہ مردان سے
فائق کہنا تو عجب ہی بات ہے شیعہ ثلثہ کے ایمان میں کلام کرتے ہیں بلکہ اسلام حقیقی میں
بحث رکھتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے کہ شرف و منزلت کا مدار ایمان و اسلام پر ہوتا ہے
جب ایمان ہی مخدوش ہے تو بہت بیکار ہیں رسول اللہ کے چودہ بی بیاں تھیں از آنجملہ نو
مدخولہ تھیں اور اکثر کفار قطعی کی اولاد ہیں کیا یہود و مشرک رسول اللہ کی خسر نہ تھے
کیا عتبہ و عتیق ابولہب کی بیٹے اور ابو العاص بن ربیع حضرت کے داماد نہ تھے کیا رقیہ
و کلثوم و زینب کا نکاح خود رسول اللہ نے کفار سے نہ کیا تھا بلکہ وہ خود بھی ہاشمی و مطلبی
تھی پس اس جماعت کو دامادی رسول سے کیا شرف ملا اگر شیخین دامادی رسول سے
صدیق و فاروق ہیں اور عثمان کلثوم و رقیہ کے شوہر ہونے سے ذوالنورین ہو گیا تو حی ابن اخطب
یہودی اور ابوسفیان مشرک بھی صدیق و فاروق ہونگے اور بنات ثلثہ کی ازواج عتبہ
و عتیق و ابو العاص بھی ذوالنورین ہونگے جب بقول اہل سنت نبی کا باپ ماں
اور اولاد ہونا کام نہیں آتا صحبت صحابت قرب و قرابت کام نہیں دیتی پھر سالا سسر
اور جوائی ہونا کیا نفع بخشے گا زیادہ برین نیست کہ اہل محلہ پر اوسکو شرف ہو فی الجملہ
اوسکی رعایت بہتر ہو وہ بھی اس شرط سے کہ خدا و رسول منع نہ کریں ورنہ پھر تو نبی کے
حقیقی چچا کو تبت یدا ابی لہب کہنا قطع ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے
کہنا پڑتا ہے تم تو ابوطالب سے غمخوار چچا کو کافر بد مرگ کہتے ہو برا ٹھہراتے ہو حضرت
کے والدین کی تکفیر پر مرتے ہو بلکہ حضرت عبداللہ اور آمنہ کی تکفیر سے خود حضرت کی
تحقیر کرتے ہو لعن بی بی آمنہ کو جنکے شکم میں حضرت نے نو مہینے قیام کیا ہمہ تن مس ہوا
تم خود ناری اور جہنمی ٹھہراتے ہو نقل کفر کفر نباشد لعنۃ اللہ علی الکافرین
میں شامل کر دیتی ہو درپردہ کیا کھلم کھلا لعنت کرتے ہو پھر سمجھے کہیں ملا اصول سے

اور ہمارا شکوہ بیجا ہے اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ کیا تم حکم کرتے ہو لوگونکو بھلائی کا اور اپنے آپ کو بھولتے ہو۔ اگر کسی سال شمسیہ کونبی کے ماننتے ہونگے تو منکر رسالت جانکر ورنہ کیا ہمارا اونسے کچھ بانٹنا کھانا ہے۔ ہمارا بغض بھی اگر ہے تو بغض للہ ہے اور حب ہے تو حب فی اللہ ہے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ہمارا عین ایمان ہے بلکہ ہم نبی کی یارونکی بھی جان نثار ہیں آل تو آل پس نبی کے رشتہ داروں کی باب میں ہمارا تمہارا ایک حال ہے بلکہ اتنا فرق ہے کہ ہم تو قرابت کا لحاظ کرکے ہدونکی بھی کچھ رعایت کرتے ہیں اَلصّٰلِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطّٰلِحُوْنَ لِیْ (نیک واسطے اللہ کے ہیں اور بد واسطے میرے) پر بالکل ہمارا عمل ہے۔ شیخین سے عثمان کو کسی درجہ اچھا اچھا جانتے ہیں اور ہم تو نبی کے اقارب کی توہین مثل ونگیر کفرہ کیا کرتے ہو بلکہ کسی قدر اپنی اسلاف ملاعین دشمنان دین کی رعایت کرنا تمہاری عادت ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے گر باپ ہو سنے تو بد پر لعنت لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نہ دوست رکھو اوس گروہ کو جسپر اللہ غضبہ ہے اسکا یہی مطلب ہے احکام خدا کی تعمیل ہو تو ایسی ہو نہیں تعوذ نہیں کچھہ حضرت عبداللہ و آمنہ پر حصر نہیں آپ ہی سادات شیعہ و زیدیہ کی توہین میں کسر نہیں چھوڑتی کلمہ کی بہی رعایت نہیں کرتے جو منہ میں آتا ہے سو کہہ بیٹھتے ہیں رافضی کہکر پکارتی ہیں ہندو ونسے اتنا پرہیز نہیں کرتے جتنا سادات شیعہ سے احتراز ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرضاً اگر شیعہ تمہارے عم باطل میں فاسق یا کافر ہوں تو مشرکوں سے تو بہر حال اچھے ہیں اصول دین کے منکر نہیں کلمے شریک ہیں اور تم تو نجاست شرک کے قایل ہی نہیں اور سنی مسلمان سادات کی کیا توقیر کرتے ہو امامت میں اونکو مقدم نہیں سمجھتے جماعت میں اونسے آگے کھڑے ہوتے ہو اولاد سے اصحاب کو افضل قرار دیتے ہو بھائی سے جدائی کو اعلی ٹھہراتے ہو بلکہ

مسروں کو ترجیح دیتی ہو حبیر لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ہمارے لئے ہمارے
عمل تمہارے لئے تمہارے عمل۔ معلوم ہوگا حشر کو ملنا شراب کا۔ اور اب تو
تا ظہور قائم آل محمد علیہ السلام اس آیت پر عمل ہے لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ بلکہ اوس سے
آخرت تک جو اس سورت کی ہدایت ہے اوسی صورت سے بسر کرتے ہیں لَعَلَّ اللّٰهَ
يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا شاید اللہ ظاہر کرے اسکے بعد کوئی امر۔ اگر یہہ
کہو کہ شیخین کافر ہوتے تو رسول اللہ اونکی بٹیاں کیوں لیتے اور عثمان کو بٹیاں کیوں
دیتے سو قطع نظر اسبات کے کہ دینا تو ثابت نہیں اور لینے میں کچھ حرج نہیں اور جواب
دیتا ہوں رسول اللہ نے بہت سے کفار سے بیٹیاں لیں اگر بعض کفار کو دیں تو کیا
حرج ہوا اور یہ کہنا کہ مسلمان و کافر میں ابتدای اسلام میں رشتہ داری تھی بعد میں
حرام ہو گئی کچھ فائدہ نہیں دیگا کیونکہ یہ کہاں لکھا ہے کہ آیہ تحریم کے بعد عائشہ حفصہ
سے نکاح ہوا اور تفرقہ کے بعد عثمان نے رقیہ و کلثوم سے عقد کیا دویم یہ
کہ ہم ثلثہ کو کافر اصطلاحی یعنے ظاہری کافر نہیں کہتے منافق جانتے ہیں یا ضعیف الاعتقاد
اور نری مسلمان گردانتے ہیں مومن نہیں سمجھتے اور نکاح بیاہ کا مدار اسلام پر ہے ایمان پر
نہیں اور منافق اور مطیع الاسلام سے نکاح کرنا شرعاً حرام نہ تھا شرع کا مدار ظاہر پر
ہے جب تک اوسکا کفر ظاہر نہو مسلمان شمار ہے پس اگر خود رسول اللہ نے انہیں دیں کیا تو خلاف
شرع نہ تھا حالانکہ عثمان کا بمشورہ رسول ہونا یا حضرت کی ولایت اور اجازت سے
ہونا معلوم نہیں کہ بحجت بگڑ وعرب کی معاج کے موافق اون صاحبزادیوں نے تجویز کر لیا
ہوگا اور رسول اللہ کو اس بنا پر منع کرنا بھی ضرور نہ تھا اور یہ کیا ضرور ہے کہ رسول اللہ
کو اونکی انجام کا حال معلوم ہو رسول اللہ عالم الغیب نہ تھے عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
خدا کی صفت ہے دل کا حال وہی جانتا ہے تو اس بحث کو تہ کر و ثلثہ کو مسلمان بلکہ مومن

سمجھو امام سفید نہیں منکر امامت منکر رسالت ہے جزو کا منکر کل کا منکر ہے۔ اور
کل کا منکر کافر ہے گو کلمہ پڑھے تو کیا ہے محمدی نہیں یہود و نصاری بھی آپکو موسائی
و عیسائی کہتے ہیں عیسی اور نجس مصالح کی مسجد بھی مسجد کہلاتی ہے غور سے دیکھو تو منکر سے
بدتر ہے پس جب امام برحق کی اطاعت نکی اور آپکو خلیفہ رسول ناحق فضول کہلانے لگے
تو اس پہلی کارروائی نے رہی سہی بات سب کہو دی پھر دادی ہوئی بھی تو کیا
کارآمد ہو سکتی ہے عمر سعد صحابی زادہ اور ابن ملجم تابعی تھا تمہاری نزدیک محمد بن ابی بکر
خلیفہ زادہ اور ہماری یہاں زبیر رسول کا پھوپی زادہ تھا ابتدا اچھی تھی انجام خراب
ہوگیا معلم الملکوتی عزازیل کے کام نہ آئی شیطان ہوگیا نوح و لوط کی بیبیاں آدم و نوح
کی بیٹی کیا مادرزاد کافر تھی تفضیلہ کے عندیہ میں معاویہ خال المومنین تھا آخر فاطمی
باغی ہوگیا خلاصہ کلام انجام کو دیکھنا چاہیے خاتمہ بخیر ہے تو سب کچھ ورنہ پھر سوچی کا موچی
علاوہ اسکے عائشہ و حفصہ کا اوسوقت منافق یا کافر ہونا شاید کسی کا دعوی بھی نہو نیز
لا تزر وازرة وزر اخرى باپ کے کفر سے اولاد کا نکاح باطل نہیں ہوتا اور
خلافت کے جھگڑے کے وقت عثمان کی بی بیاں یقیناً و حتماً زندہ تھیں ہمیں پس کفر
لاحق سے اونکی نکاح سابق پر اعتراض وارد نہو گا بعد از سن کن فیکون
شد شدہ باشد اور ہندی میں بھی مثل مشہور ہے۔ وہی مری جو اتی چوری۔ اچھا اس
بحث کو بھی بالائے طاق رکھو انت کا نچوڑ یہ ہے کہ فضائل و مناقب میں مقابلہ نفس کرکے
دیکھ لو کہ چاروں شخصوں میں دین کی رو سے افضل کون ہے سو ظاہر ہے دین کے
بزرگی خدا کیطرف سے ہوتی ہے تعز من تشاء و تذل من تشاء عزت
دے جسے چاہے ذلت دے جسکو چاہے۔ آری انعام الہی حسب کارگزاری ہے مصنف کے دربار میں
رتبہ شناسی ہے عزت اور ذلت کے اسباب میں جیسے دنیا کی عزت دولت اور ریاست اور حسن و

وعقل کمال اور حسب و نسب سے ہوتی ہے اسطرح دین کے بزرگی و عزت علم و عمل پہ ہوتی ہے
عالم کو جاہل پر شرف ہے عادل کو فاسق پر فوقیت ہے مومن سے کافر کو نسبت نہیں معصوم
کے آگے غیر معصوم کی قدر و منزلت نہیں ہے دیکھو جو شخص مادرزاد گناہ سے معصوم یا محفوظ ہو اور
صدق دلسے خالصاً توجہ اللہ بلی موریا سے اوّل بلا تامل اسلام کو تسلیم کرے سب سے پہلے
کلمہ شہادتین کا مقر ہو جب تمام خاندان اور بستی والے رسول کی تکذیب پر ڈٹی ہوں وہ
تصدیق پر مقر ہو جب کوئی رسول کا طرفدار نہو وہ حمایت کرے جب بڑے بڑے حوصلے والے
حمایت کے نام پر اقرار کی بدلی سکوت کریں وہ بڑہکر حامی بنے پھر اپنی قولکا پکا وعدہ کا سچا ہو
مقصد مطلب سے معارج کو دیکھو ۱۲
اڑی وقت میں دغاندی جہاں نبی کا پسینہ گرے وہ اپنا لہو گرانیکو تیار ہوں جان کا موہ
ٹھری نبی کے عوض تلواروں میں لیٹ جائے مَن یَشْرِی کا خطاب پاوے مہاجرین اوّل
میں داخل اور سابقین میں شامل ہو بلکہ افضل ہو اکمل ہو جہاد سے منہ نموڑے کبھی سو لکو
تنہا پچھاڑے عمرو عنتر کو مارے مرحب سے کافر کا سر اوتارے کفار سے دو سیفہ لڑے دوش نبی
پر سوار ہو کر بت توڑے جب بڑے بڑے طرار فرار ہونیکی کہائیں پیٹھہ دکہائیں وہ کرار
غیر فرار کا مصداق بنے لافتی کا لقب ملے اوسکی ایک ضربت روز خندق کی عبادت ثقلین سے
افضل و اعلی ٹھہری راہ خدا میں سترہ بار جان فروشی کرے آیت پر آیت اُسکی شان میں
اوتری مباہلہ میں شریک ہو نفس رسول قرار پاوے حسب میں نسب میں صورت میں سیرت
قصہ طلب ہے تفسیر دیکھو ۱۲
میں علم میں فضل میں شجاعت میں سخاوت میں ریاضت میں عبادت میں صبر میں قناعت
میں شہرۂ آفاق ہو حلم میں یکتا مروت میں طاق ہو دنیا کو طلاق دے قرب مولی کا مشتاق
ہو لوگ سلطنت پر جان دیں اڑیں کٹیں مان نہ مان میں تیرا مہمان طوعاً کرہاً خلیفہ بنیں

مَن یَشرِی نَفسَہُ ابتِغاءَ مَرضَاتِ اللہ کی طرف اشارہ ہے یہہ آیت وقت ہجرت رسول حضرت علی کی شان میں نازل ہوا ۱۲ منہ

روضۃ الصفا کو دیکھو ۱۲ منہ

اور خلافت کو اوسکی سعادت نشاق ہو سحر نمائی میں مشتاق مظہر قدرت قدیر علی الاطلاق ہو
پیش گوئی میں شہرۂ آفاق ہو نمونہ علم علیم بالاتفاق ہو بہشت کو اوسکا ہمہ تن اشتیاق
ہو حوروں کو اسکا صدف فراق ہو عبودیت کا یہ صلہ ملی کہ اوسکا نافرمان شرعاً عاق ہو اوسکا شیعہ
اور تا بعدار حساب محشر سے پاک بیباق ہو اسکا مطیع و فرمانبردار آتش دوزخ سے آزاد
دولت زیادہ خانہ آباد ایسا شخص اور دنیں کڑوڑہا درجہ افضل ہے کہ نہیں لاریب فائق
ہے سو بحمد اللہ یہ سب باتیں ہماری مولا مشکل کشا کی حصہ کی ہیں دوسروں کو اون میں شرکت
نہیں تینوں صاحب خصائل ذات و صفات میں مولانا علی سے نکہا تی تھی اصالت نجابت حسب و نسب
علم و فضل حسن و جمال عقل و کمال جتنی جوہر ذاتی ہیں کسیمیں حضرت کے پاسنگ بہی نہ تھے
روایت میزان کو میزان عقل میں تولکر بالای طاق دہرو وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ
نہ کم کرو ترازو میں۔ سے ڈرو پہر دہیان کر سب سے اول رسول کی تصدیق کی کہ نہیں
بلکہ پیدا ہوتی ہی کلمہ پڑہا اس کلمہ گوئی پر کیا مدار ہے وہ تو ماں کے شکم میں رسولکی تعظیم دیتے
تھے عہد سے لیکر لحد تک رسول کے ہمدم ہمقدم رہے مٹی دینے کے وقت رسول کی گور سے
نکلے جیتے جی جسطرح ہم پیالہ رہی مرکر بھی وہیں ایک جان دو قالب ہیں انصاف کیجیے
تو ازل سے چولی دامن کا ساتھ ہے اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ میں اور علی ایک
نور سے ہیں۔ تیرے دعوی کا گواہ ہے قرب خدا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پیار کرتا ہے
اوسکو اللہ اور اللہ کا رسول۔ شاہد عادل ہے حب فی اللہ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو اور اللہ کے رسول کو۔ نفس جلی ہی مظہر العجائب ہونی پسند
تا علی ہے مرحباً کرار غیر فرار اکبر حملہ پر حملہ کرنے والا جو بہگوڑا نہیں ثابت قدم
کا بیان ہے لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا اگر کہلجائی پردہ تو نہ زیادہ ہوے یقین میرا

۱؎ ایک روایت اہل سنت نے وضع کی ہی فضائل شیخین میں ۱۲ منہ

سے کمال معرفت عیاں ہے حق یک لحمک لحمی اتحاد کو کافی ہے انت منی
وانا منک استعداد کو وافی ہے حسب نسب کو دیکھئے تو ہاشمی باپ ہاشمی ماں زہد پر نظر کیجئے
تو عیاں راچہ بیاں عبادت پر نظر ہو تو سجدہ میں شہادت پائی طہارت کو دیکھئے تو عین کعبہ
میں ولادت ہوئی ابتدا انتہا ایک رہی لمولفہ کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت
اللہ کا بندہ ہو تو ایسا ہووے۔ اور خاتمہ بخیر ہونا تو ظاہر ہے خارجی کا جی گواہی دیتا ہے
گو زبان سے منکر ہے اور خار کھاتا ہے فرار بھی اب تک زیارت گاہ عالم ہے ناصبی سے
پوچھ لو کہ معویہ ظالم ہے۔ سلمان و ابوذر سے مصاحب عمار سا یار اویس سا فدائی کمیل سا
مرید قنبر سا چیلہ ابن عباس سا شاگرد جعفر سا بھائی حسنین سے بیٹے اور فاطمہ سی بی بی
حمزہ سا چچا ابوطالب سا باپ رسول سا خسر کسنے پایا ہے اور کسکو مل سکتا ہے ہمارے جد امجد
حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جنکو تحفہ میں خالص شیعہ علی لکھا ہے
اسطرح نقل ہے ایکدفعہ رسول اللہ علیل تھے حضرت سیدہ مزاج پرسی کو آئیں سرور کائنات
علیہ الصلوۃ مرض سے از حد نقیہ و نزار تھے حضرت کا یہ حال دیکھکر سیدہ رونی لگیں ہچکی
لگ گئی موتی کی طرح رخساروں پر آنسو بہنے لگے حضرت رسول نے فرمایا ای فاطمہ تجھے معلوم ہے
اللہ جل عزہ نے ایکدفعہ زمین کی طرف نظر کی تو مجھے منتخب کیا پہر تیرے شوہر کو چنا پس میرے
پاس وحی بھیجی کہ بیٹی تجھکو علی سے تزویج کیا ای فاطمہ کیا تو نہیں جانتی کہ خدا نے اپنے
فضل سے تجھے اوس شخص سے تزویج کیا ہے جو سب سے اول اسلام لایا اور حلم میں فرد اور
علم میں سب سے فائق ہے یہ سنکر جناب سیدہ مسرور ہوگئیں حضرت نے چاہا کہ اونکی خوشی کو
زیادہ کریں اوس خبر مزید سے جو محمد و آل محمد کا حصہ ہے فرمایا ای فاطمہ علی میں آٹھ
خصلتیں ہیں اللہ اور رسول پر ایمان کامل اور علم و حکمت اور زوجہ اوسکی یعنی تو سیدۃ النساء
ہے اور فرزند اوسکے حسن اور حسین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیک کام کی ہدایت

اور بڑی بات سے نصیحت کرنا اللہ خدا کی کتاب کی روسی فیصلہ کرنا ای فاطمہ ہم اہلبیت ہیں ہمکو سات فضیلتیں اور خصلتیں عطا ہوی ہیں جنکی مثل ہماری قبل کسیکو ایک بھی نہیں دی اور نہ ہمارے بعد کسیکو وہ نصیب ہونگی نبی ہمارا خیر الانبیا وہ تیرا باپ ہی۔ اور وصی ہمارا خیر الاوصیا وہ تیرا شوہر ہے اور شہید ہمارا سید الشہدا وہ تیری باپ کا چچا ہے اور جسکو دو پر بہشت میں ملے وہ جعفر طیار ہے (جو سیدہ کے جیٹھ تھے) اور ہم میں سے دونو سبط اس امت کے ہیں یعنے فرزند رسول اور وہ دونو تیرے فرزند ہیں یعنے حسنؑ و حسینؑ اسطرح بہت سی روایتیں اسباب میں وارد ہیں پس مولای متقیاں سے غیروں کو مثال دنیا و ذرات کا برابر سمجھنا ہے حضرت امیر المومنین نے خود مسجد کوفہ میں باعلان فرمایا کہ میں ایک بات کہتا ہوں میرے سوا جو کوئی اوسکا دعوی کری وہ جھوٹا ہے میں نبی رحمت کا وارث ہوں اور میری بی بی تمام امت کی عورتوں سے افضل ہے اور میں کل وصیتوں سے افضل ہوں اور رسولؐ نے فرمایا حسنؑ و حسینؑ بہترین مخلوق ہیں میرے بعد اپنے ماں باپ کی سوا اور انکی ماں دنیا بھر کی عورتوں سے افضل ہے پس کہتے ابوبکر و عمر افضل ہیں یا مرتضی علیؑ اور عائشہ اور حفصہ کا مرتبہ سوا ہے یا سیدہ کا یہہ مناقب اور مرتبے خدا نے کسکو دئی ہیں جو مولا علیؑ کیواسطے ہیں جنے طرفۃ العین بت کو سجدہ نکیا ہو کبھی سوائی رسول کسی کا ماتحت نرہا ہو وہ بی شک اوسنی افضل اور اعلی ہے جنکی عمر بت پرستی میں گذر جائے ادنی ادنے مسلمان کے زیر حکم اور ماتحت رہکر اوسکو ایہا الامیر کہکر سلام کیا کریں حسنین کی غلامی کا سرخط لکھانی پر آمادہ ہو وہ ابو الحسنؑ کیا مقابلہ کرسکتا ہے **لولا علی لهلك عمر** اگر نہوتے علیؑ تو عمر تباہ ہوجاتا۔ کہتے جسکا سونہ خشک ہوتا ہو وہ خود علیؑ سے کیا برابری کرسکتا ہے اور جو لست بخیر و علی فیکم کہے وہ ملک علیؑ سے افضل

ہو سکتا ہی صوفی کوئی تفضیلیہ معتزلہ مفوضہ سب اسکے قائل ہیں کہ حضرت علی شیخین سے
افضل ہین شیعہ اثنا عشریہ ہے اس میں خطاوار نہیں غالب فرقے مسلمانون کے اس
جرم میں گرفتار ہیں گو سنیو نکی قوم خلافت ظاہری میں خلیفہ چہارم جانتے ہیں مگر طریقت
میں وہ بھی خلیفہ اول گردانتے ہیں جب امیر المومنین باتفاق فریقین شیخین سے افضل ہیں
توپھر عثمان تو کس شمار قطار میں ہے۔ خود عثمانی عثمان بیچارہ کو شیخین سے گھٹیا جانتی ہین
ذوالنورین کو سوم درجہ میں قرار دیتے ہیں اور اوسکی ازواج کو جنکو بنات رسول تبلاتی
ہیں عائشہ وحفصہ سے کمرتبہ سمجھتے ہیں پس عثمان کو نفس رسول و زوج بتول سے ہمسری
اور برابری کب پہونچتی ہے بنی امیہ کو جنکی خقمین شجرہ ملعونہ قرآن میں آیا ہے بنی ہاشم
سے کیا نسبت و برابری امیہ عبد الشمس کا پالک تھا خوشامدگویوں نے شیخے جتا نیکو
ہاشم کا بھائی مشہور کردیا ہے معاویہ وغیرہ کے باب میں اولاد ادعیا خود ائمہ کا مقولہ ہے
توسب فضایل اور مناقب کو ایکطرف رکھو اسی دامادی ہیں سمجھہ لو سسر اور جوائی برابر
نہیں ہوسکتی عقلا شرعاً ہر طرح سے داماد کو خسر پر تقدم ہے اور داماد بھی وہ کہ رشتہ کا
بھائی اور چھوٹ برابر نبی و ولی دونہ تھے ایک گھر ایک گھرانہ ہے ایک گوشت ایک پوست
ہے نیا رشتہ نہیں چچیرا بھائی غیروں سے بیشک افضل ہے جگر جگر دیگر دیگر اور اسپر
امتیاز یہہ کہ خود بلا کر بیٹی دی خدا کے حکم سے شادی کی شیخین کی درخواست پر درخواست
پڑی اور برابر روکی شیخین نی ڈولی دیگر رسوخ پایا رنگ جمایا اور مولا علی کی قرب و قرابت کو
رسول اللہ نی دعائیں مانگ مانگ کر خدا خدا کرکے پایا سچ ہے اَن مانگی موتی ملیں اور
مانگی ملے نہ بھیک عجب نہیں کہ اکثر سندھوستانی ہندو مسلمان اس لطف کو نہ پہنچیں
اور اس عظیم الشان فرق کو کچھہ بڑا امر نہ جانیں کیونکہ ہر ملکی رسمی عرب اور ہند کے
رسومات میں بہت بڑا فرق ہے ناچار اوس قاعدہ کا بیان ضرور ہوا جسپر اس

عزتی کی بنا ہے واضح ہو کہ شرفاء عرب اور عجم کی عادت میں داخل ہے کہ بیٹے والا
پیغام دیتا ہے خود بیٹی کا باپ ہنود کی طرح ڈھونڈھنے نہیں نکلتا ڈھونڈھا دینا بہت حقارت
کی بات ہے اسکو بہت معیوب جانتے ہیں مجبوری اور ضرورت میں ایسا کلمہ زبان پر آتا ہے
یا کوئی کم مرتبہ شخص بسبب رسوخ یا طمع کو ایسی بات کرتا ہے ہماری ملک و داب میں بھی شریف
قومیں عربی عجمی یا ایرانی تورانی کابلی جو عوام میں بلفظ شیخ سید مغل پٹھان مشہور
ہیں اس رسم آبائی کی آجتک پابند ہیں حتیٰ کہ بلاد شرقیہ کی مسلمانوں کا رواج
دیکھکر خود میری طبیعت بھیانک ہوئی تھی اور نہایت عجیب معلوم ہوتا تھا تعریض
اور تعرض کو جی چاہتا تھا گو میں یہ نہیں کہتا کہ شرعاً حرام ہے مگر اس میں شک
بھی نہیں کہ سخت حجاب آتا ہے اور عقلاً اور عرفاً کسر شان ہوتی ہے اور ایسی محل پر عرف
کا لحاظ کچھہ مضائقہ نہیں رکھتا کیا سبب ہے کہ یہہ رسم حرام و مکروہ نہیں ہے بلکہ سیرت
و عادت سلف صالح ہے رسم عقد ثانی بیوہ کیطرح عقلاً اور شرعاً مرجوح نہیں ہے
بلکہ اس رواج کی اصل قصہ آدم و حوا سے ہی نکلتی ہے اگرچہ بقول شاعر ع عشق
اول در دل معشوق پیدا می شود - ابتدا رغبت اور میلان کی حضرت حوا کی طرف سے
ہوئی لیکن خدا تعالیٰ خلاف مصلحت کے سمجھکر حوا کو روکدیا آدم کی درخواست پر ملاپ
کو قبول کیا مصلحت ظاہر ہے کہ عورتونکو جرأت بڑھ جاتی ہے عفت کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے
سوا اسکے بہت دلائل عقلی اور نقلی اس قاعدہ کی مؤید پیدا ہو سکتے ہیں جب یہ بات
ٹھہر چکی تو اب لطف مقام کو دیکھئے جسطرح کسی زمین اولوالعزم یا تمکین یا بادشاہ روم و چین
کسیکو بلحاظ اسکی شرافت ذاتی یا حسن خدمت کی بیٹی دینا سرمایہ اعزاز و اکرام و ذریعہ
فخر و مباہات و افتخار ہوتا ہے شعیب نبی کا اُرِیدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی
ابْنَتَیَّ میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھہ سے اپنی ایک لڑکی دونوں سے

ملا یا یہ افتخار موسیٰؑ سے ہے اسیطرح قدر دخترِ نبی فرمانا رسولخدا کا ذریعہ اعزاز و امتیاز
شاہ مرداں ہے بلکہ اتنا فرق ہے کہ حضرت شعیبؑ نے بکریاں چرانی کے عوض بیٹی دی
اور حضرت نے بلا اخذ اجرت بی مشقت عطا کی البتہ خدمت بی بنت دونو جگہہ سبب
پڑی ہے موسیٰؑ کی سقائی جو دختر شعیبؑ کو بہائی موسیٰؑ کے کام آئی اور مولا علیؑ
کا ساقی کوثر ہونا رسول کو بہایا اور باغوں کی آبیاری نے نہال کیا اور جہاد ونکی
خونبائی رنگ لائی ابو تراب کی خاکساری خدا کو پسند آئی گہر بیٹھے بی بی پائی بی
بہی نبی زادی اور نبی بہی ختم المرسلین مالک دنیا و دین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ یہ اللہ کا فضل ہے دی جسے چاہے۔ رہی میاں عثمان سو رقیہ
و کلثوم کے شوہر ہونیسے اونکا ثواب دولہ ہونا معلوم ہے ذو النورین ہونا کجا اور فضیلت
کیسے شیعہ سر پیسے عثما اونکا داماد ہونا تسلیم نہیں کرتے رقیہ و کلثوم کا حقیقی دختر رسول ہونا
ثابت نہیں ہے مشتبہ بات ہے پس اونکی زوجیت پر فخر و ناز قابل لحاظ و اعتبار نہیں ہے
ثَبِّتِ الْجِدَارَ ثُمَّ انْقُشْ پہلے دیوار قائم کر پہر نقش و نگار کرنا۔ بنیا ہی نہی دیتا
نہیں کہ پورا تولئے اچہا اسکو جانیدو نا کہ وہ رسولزادیاں تہیں مگر یہ بات قابل انکار
نہیں ہے کہ رقیہ و کلثوم کو سیدہ سے برابری کا دعوی نہیں پہونچتا عقل لگاؤ نقل سے
پرکہو تمہاری قیاس میں سیدہ میں اور ان لڑکیوں میں کچہہ نسبت ہے انصاف سے کہو رقیہ
و کلثوم کی ولادت نور سے ہوئی ہے یا سیدہ کی حسنین اور سیدہ عالم نور نبی کے پاس سے
اور عرش خدا کے تارے تہے یا وہ بیچاریاں پس ذو النورین کا خطاب ابوالحسن کو پہبتا ہے
یا عثمان کو ایمان سے کہو جن بیچاریوں کے شوہر ہونے پر فخر و ناز ہے وہ سیدہ کے مثل
مناقب اور فضائل رکہتے ہیں کیا حضرت نے کبہی اونکی حق میں مثل اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّی فرمایا
ہے یعنے فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے کیا اونکی شان میں کوئی سورہ پورا مثل ہل اتی کے

آیا ہے پوری سورت تو بڑی بات ہے کوئی آیت ہے دکھاؤ بھلا اونکو رسول اللہ نے
سیدالنساء اور خیر النساء کہا ہے کیا اونکو خاتون جنت کا لقب ملا ہے کیا وہ حیض و نفاس
سے پاک فاطمہؑ اور بتول ہیں کیا وہ شگفتہ نبی اور محبوبہ رسول ہیں کیا اونکے بطن سے رسول
چلی کیا وہ گیارہ اماموں کی ماں اور فاطمہ زہرا تھیں کیا وہ ہر شر سے بری اور اونکے
شیعہ اور تابعدار آتش دوزخ سے آزاد ہیں کیا اونکے نور سے مدینہ منور ہوجاتا تھا کیا جب
وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوتی تھیں ستاروں کی طرح اونکا نور چمکتا ہوا فرشتوں کو نظر آتا تھا
جو سیدہ کی زہرا ہونیکا سبب کھلا کیا اونکی چادر کا نور دیکھکر اسّی یہودی مسلمان ہوے جیسے
سیدہ کی چادر گروی ہونے سے ہدایت یہود کا موجب ہوا کیا رسول عالیمقام اونکی تعظیم
کو کھڑے ہوتے تھے جسطرح سے سیدہ کی توقیر بڑھاتے تھے بھلا سیدہ کی دروازہ پر کھڑے
ہوکر آٹھ مہینے تک اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلصَّلٰوۃُ
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ سلام تیرا ای اہلبیت اور رحمۃ اللہ کی اور برکتیں
نماز پڑھو بس جانتا ہی اللہ کہ لیجا وی تمسے پلید کو ای گھر والو پڑھکر اہلبیت کا مصداق بتلایا
اونکی دروازہ پر اور سیدہ کے حقمیں مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ یعنے جسنے اسکو
اسکو ایذا دی بیشک وسنی مجھے ایذا دے ۔ فرمایا اونکی باب میں سیدہ کی حیات میں تمام
مرد انکو دوسرا عقد مباح نہ تھا بلکہ بقول عقبیٰ میں بھی خاص بی بی ساقی کوثر کی خاتون
جنت ہونگی اونکی رعایت سے سورہ دہر میں حوروں کا ذکر نہیں کیا یہ رعایت کبھی کسی اور بی بی
کیواسطے بھی ہوئی ہے خاتون کی اولاد کو سادات کا لقب ملا فرزند رسول کہلاتے ہیں
عثمانیوں نکو سنی کسی نے لکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ لِغَضَبِ فَاطِمَۃَ وَیَرْضٰی لِرِضَاھَا
بیشبہ اللہ ناراض ہوتا ہے ناراضی فاطمہؑ سے اور خوشنود ہوتا ہے رضامندی فاطمہ سے
کسکے حق میں رسول نے فرمایا بہشت ہے ماں باپ ماں اونہیں کے واسطے اتنا کہا انکا عنوان

لگا ہو غیب سے آیا حیا ان کا سیا ہوا جوڑا بار ہا زیب تن کیا فرشتوں کو کسکی نسبت کے وقت جواب ملا
کسکے مسکرانے سے بہشت کو جگا جوت لگی گی اور محشر میں نور کے ناقہ پر وہ سوار ہو کر آوینگی
یا کوئی اور اونکی واسطے کل مخلوق کی آنکھیں بند کرائی جاوینگی عورتیں اونکی دیکھنے کے
تاب نہ لاوینگی سر سید الشہدا خدا کی نذر کو ہاتہ میں لئی اور لاشہ محسن گود میں اور عمامہ
خون آلودہ امیر المومنین سر پر اور دندان شکستہ خاتم المرسلین ہاتہ میں اس شان سے میدان
حشر میں اگر امت گنہ گار کی شفاعت فرماوینگی حضرت سیدہ حضرت سیدہم ہیں اور رقیہ
رقیہ زکیہ ہیں سیدۂ عالم خاتون جنت خیر النساء بتول خدا عذرا فاطمہ زہرا ام الائمہ صدیقہ
کبریٰ محدثہ طاہرہ زکیہ رضیہ آل عبا میں داخل پنجتن پاک میں شامل مباہلہ میں شریک
نساءنا کی تفسیر سیب بہشتی سی ولادت نازک وقت کے مہاجر سابقین میں شامل بسبب
آیہ تطہیر اونکی عصمت پر گواہ مریم کا مرتبہ اس امت میں اونہیں کو ملا فرشتوں سے ہمکلام ہونا ایسے
شکم میں باتیں کرنا اونہیں کا مقام ہے مائدۂ بہشتی سے برخوردار ہونا اونہیں کا حصہ ہے
اونہیں کے صدیقہ ہونیکی شہادت خدا نے دی اونکی بطن سے سبطین کی ولادت ہوئی جوانان
بہشت کے سردار اور ریحانتین رسول یعنے گلزار محمدی کی پہول ہیں فاطمہ بنت اسد سے مومنہ
پاک اونکو ساس ملی جعفر طیار سا جیٹہہ امیر حمزہ سا چچا سید الشہدا اونکا ملا فضہ سی کنیز
قنبر سا غلام سلمان سا خادم ملائک دربان جبرئیل نی اونہیں شمار ہونیمیں فخر کیا ہے
اونکی اولاد کا جہولا جہولایا فرشتوں نی چکی پیسی وفات رسول کا جبرئیل نے اون کو
پرسا دیا خاص اونکی تسلی و تشفی کیواسطے بہت دفعہ نزول کیا حضرت رسول کی مقام
و مسکن سے اونکو خبر دی جو باتیں اونکی اولاد پر گذرنے والی تہیں اونکو اطلاع کے انہیں
مضامین کو امیر المومنین نے ایک صحیفہ میں جمع کیا جسکا نام مصحف فاطمہ ہو گیا جو
دست بدست حضرت امام رضا کو پہونچا الغرض سیدہ سی ادنی بہتوں کو کیا نسبت ہے زمین

دا سمان کا فرق ہے ایک انکی پیٹ سے پیدا ہونا برابری کی دلیل نہیں علی علی ہیں عقیل
جعفر اپنی جگہہ جو ام البنین کا مرتبہ ہے وہ زوجہ عقیل کا نہیں ہو سکتا گو وہ چاروں حقیقی
بہنیں ہوں مگر رتبہ میں کنیز و خاتون کی نسبت ہے رقیہ و کلثوم تو دو ہیں سو ہوں تو کیا
وہ دونہ ایک سیدۃ تنہا یوسف گیارہ بہائیوں سے افضل تہے خدا پنج انگشت یکساں
نکرد ایک ہاتہ سے نکلیں ہیں پر پانچو انگلیاں برابر نہیں حالانکہ ولادت کی راہ سے بھی چاروں
بہنوں میں تفاوت ہے جب وہ لڑکیاں پیدا ہوئیں تو خدیجۃ الکبریٰ کلمہ گو نہ تھی اور جب
سیدہ پیٹ میں آئیں تو اسوقت خدیجہ مومنہ کاملہ تہیں سیدہ مومنہ اولی کی جائی ہیں
بلکہ رسولزادی یہی انکی سوا کوئی نہیں ہے رقیہ و کلثوم کی ولادت نبوت سے پہلے ہوی
ہے اور حضرت سیدہ نے نزول وحی کی بعد ولادت پائی اگرچہ **کنت نبیا وادم
بین الماء والطین** میں نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی تھا۔ ہمارے نبی
کی شان میں ہے مگر رسالت کا حکم حضرت سیدہ کی ولادت سے قبل اور اونکی ولادت
کے بعد ہوا ہی ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پس رقیہ و کلثوم بلکہ زینب
کے شوہرونکو خاتون کے شوہر سے کیا نسبت ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
پہر شوہر بہی شوہر ثانی کیا معنے کہ ان صاحبزادیونکا نکاح جن سے ہوا تھا جب ان دونو
ملعونوں نے حضرت کی عداوت سے طلاق دی تو بلی کے بہتوں چہینکا ٹوٹا مسلمانونکی
قلت بھی رقیہ نے بضرورت عثمان سے نکاح کر لیا جب ایک بہن مرگئی تو دوسری بہن
بھی عثمان کی نکاح میں آئی ورنہ وہ کہاں اور بنی امیہ کہاں اس میں کچھ حضرت کی کسر شان
نہیں ہو سکتی لوطنی **هؤلاء بناتی هن اطهر** یہ میری بیٹیاں ہیں یہ پاکیزہ ہیں
بضرورت فرمایا تھا خود بیٹی دینی کو کفار کو بلایا تھا اور حضرت کی بیٹیونکا عقد تو پہر بہی تعز
و تسلیم کلمہ گو سے ہوا ہے پس دنیا کی رسمی خیال کیجئے تو بھی عثمان کو مولانا علی سے

مناسبت نہیں ہے سیدہ ریحانہ رسول کا نکاح جب ابوالریحانتیں یعنے ابوالحسین سے
ہوا تو نور س گذر ا محمدی ناکد خدا بھی اور امیر المومنیں ممدوح لافتی الا علی ہی ناکد خدا تھے
کنوار کنواری کا بیاح ہوا کیا خدا کی مصلحت ہے اس دو دفعہ نکاح ہونیسے ہر دیند آپ پہ
یہ بات آئینہ ہوگئی کہ انکی شوہروں کو سیدہ کی زوج سے ہم سلک اور ہم الف ہونیکا دعوی
نہیں پہونچتا یداللہ کو جو نسبت رسول اللہ سے ہے وہ امر اظہر ہے بلکہ انکے شوہر ہونیمیں
کچھ فضیلت اور چنداں فوقیت نہیں عثمان سے اول جب دو شخص اور شوہر ہو چکے اور
وہ بھی مشرک تو اب بھی اگر عثمان نہوتا کوئی اور ہو جاتا حضرت کر دیتے یا وہ خود عقد
کر لیتی یہ بات ممکن ہے محال نتھی بخلاف سید النسا کے کہ اونکا کفو سید الاوصیا کے
سوا کوئی نہو سکا اور نہو سکے **لولا علی لم یکن بفاطمۃ کفو** اگر نہ ہوتا علی
تو نہ تھا فاطمہ کا کوئی مثل۔ حدیث قدسی کلام ربانی ہے چند حدیثوں میں یہ مضمون
آیا ہے حضرت رسول نے خود فرمایا ہے کہ اگر علی نہوتا تو فاطمہ کا جوڑا دنیا میں نہ تھا
اسکے سوا یہ نسبت آجکل کی نہ تھی یہ جوڑی ازل سے بنی گئی تھی یہ نسبت عرش اعلی
پر ٹھری تھی شب معراج میں یہ رشتہ ہوا سدرۃ المنتہی پر یہ بیل منڈھی چڑھی تھی
پس کہو افضل کون ہے اور فضیلت کسکو کہتے ہیں قطع نظر سب باتونکی خود شادی کے
حال سے فرق عیاں ہے اسپر بھی جو نور و نار میں تمیز نکرے وہ آنکھونکی دوا کرے
دیکھو عثمان کا نکاح دستور کے موافق ہوگیا بخلاف امیر المومنین کے عقد کی کہ اونکا نکاح
خواں حضرت سبحان جل جلالہ اور وکیل اور خاطب جبرئیل خطبہ خواں راحیل عرش و
کرسی گواہ روحانی اور کروبی براتی رضوان نچھاور کرنیوالا طوبی لگن نچھاور کا سدرۃ المنتہی
جہیز کا طبق یعنے خوان موتی ہونگا لال زمردنیں نثار اور دوال بیت المعمور مجلس عقد
و سرور یکچھ ساماں تو آسمان پر ہوا اب دنیا کا حال سنئے وصی قی خطبہ کیا نبی نے

صیغہ پڑہا مہاجر اور انصار گواہ ہوے مسجد رسول مجلس عقد بتول خدا کی اجازت نبیؐ
کی ولایت ولی کا قبول سبحان اللہ ایک سے ایک بات چڑہتی ہوئی زفاف کی شان و
شوکت یہ تہی کہ ازواج رسول مشاطہ بنی جنت سے نہانا آیا مشک بہشتی سے بسایا
گیا عرق محمدیکا گلاب تہا رسول غاشیہ بردار اور ثنا خوان امہات مومنین جلو میں
سو ال صحابہ گہرانی بنی ہاشم براتی اسما جلد آرام امین ذوالشہادتین دربان حور عین
جلو کش جبرئیل ساربان ملایک محافظ خدا نگہبان حجرۂ نبیؐ خلوت گاہ تہی رسول مقبول
نے دعا پڑہ کے دم کی خلاصہ کہانتک بیان ہو عیاں راچہ بیان شادی اسے
کہتے ہیں اور بیاہ برات اسکا نام ہے اس دہوم دہام کی دامادی پر جو فخر کریں سو تہوڑا ہے
خوشا حال اور زہے اقبال اوس نوشاہ کا جو ایسے صاحبزادے کا دولہہ بنا اور اس
چاؤ سے بے آخر الزماں کا خویش تو تہا دامادہی ہوا اور زہی نصیب اس دلہن کے جو ایسے
خدا کے ولی کی زوجہ ہوئی حق یہ ہے جیسے عروس تہی ویسا ہی شوہر ملا پیوند میں

پیوند مل گیا ؎

ہوا جب عقد زہرا و علیؑ تہا ملا ایک میں — جو زوجہ ہو تو ایسی ہو جو شوہر ہو تو ایسا ہو

خاتمہ قران السعدین بیان سیرت و معاشرت سیدین ہا

الحمد للہ والمنۃ شادیکا حال ختم ہوا حسب دلخواہ لکہا گیا اب کچہہ اونکی سیرت اور معمولی
برتاؤ کا بیان کرتا ہوں کہ اوس سے بہی بڑی ہدایت ہوتی ہے اور بہت سے پچہلے بیانوں
کی تائید و تصدیق نکلتی ہے آخر میں اونکے اوس محل و منزلت کا بیان ہوگا جو دربار
خدا میں اونکو حاصل ہے تاکہ اونکی محبت کا نتیجہ ظاہر ہو منقول ہے کہ ایکدن رسول اللہ
نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو دیکہا کہ دونو بزرگوار چنیا پیستے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم دونو میں

زیادہ کون تہکا ہوا ہے حضرت علیؑ نے کہا یا حضرت فاطمہؑ زیادہ تہک گئی ہیں پس
حضرت نے جناب سیدہ سے کہا بیٹیا تم ذرا اٹھہ کہڑی ہو جاؤ جب وہ اٹھیں تو حضرت
رسول اللہ حضرت علیؑ کے ساتہ چکی پھرانے میں شریک ہوئے لکھا ہے کہ حضرت
رسول اللہ جناب علیؑ مرتضیٰ و فاطمہؑ زہرا نے گہر کی کاروبار میں تصفیہ کے واسطے
حکم اور ثالث کیا حضرت نے فرمایا اندر کا کام تو فاطمہ کرے یعنے گہر میں جہاڑو دینا
آٹا گوندہنا کہانا پکانا اور غسل اوسکے اور باہر کا کام ایندہن لکڑی نون تیل دانہ پانی
وغیرہ علیؑ کے ذمہ ہے حضرت فاطمہؑ کہتی ہیں اس فیصلے سے مجھے کمال خوشی ہوئی رسول اللہ
نے مجھے مردونکے کاندہوںپر پاؤں رکہنے سے بچا لیا یعنے پانی اور ایندہن وغیرہ لانیکو
مردوں میں جانا پڑتا تھا منقول ہے۔ کہ ایندہن اور پانی حضرت علیؑ کے ذمہ تھا اور
اور پیسنا پکانا حضرت سیدہ کے حوالہ تھا حضرت علیؑ نے ایک شخص سے فرمایا کیوں
میں تجھہ سے بیان کروں اپنا اور فاطمہؑ کا حال وہ میرے پاس رہتی تھی اور سب سے
زیادہ مجھے پیاری تہی مشک اٹہاتے اٹھاتے اونکی چہاتی پر گہٹہ پڑ گیا تھا اور چکی پیسنے سے
ہاتہوں میں پٹہے ہوگئیں تھیں اور گہر میں جہاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو جاتے تھے
اور چولہا پہونکنے سے لباس سیاہ رہتا تھا جب اونکو بہت ایذا ہوئی تو میںنے کہا اگر تم اپنے
باپ سے جاکر ایک لونڈی خدمت کرنیکو طلب کرلو تو اچھا ہے تم اس شقت سے چھوٹ
جاؤگی حضرت فاطمہ خدمت میں اپنے پدر عالیمقدار کے حاضر ہوئیں حضرت کے پاس بہت سے لوگ
بیٹہے تھے سیدہ کو لحاظ معلوم ہوا پلٹ گئیں حضرت کو خبر ہوگئی کہ فاطمہ کسی کام کو آئی تھی
اگلے دن صبح صبح حضرت خود تشریف لائے جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اسوقت ہم دونو اپنے
فرش خواب سے نہیں اوٹھے تھے آکر فرمایا السلام علیکم ہمنے سکوت کیا اور ہمکو شرم آئی کہ اس حال میں
کیونکر جواب دیں حضرت نے پہر فرمایا السلام علیکم پھر ہمنے جواب نہ دیا جب تیسری مرتبہ

السلام علیکم فرمایا تو ہم ڈرے کہ اگر جواب نہیں دینگے تو شاید پلٹ جاویں آپ کے
عادت تہی کہ تیسرے سلام کے بعد اگر جواب نہ پایا تو چلے جاتے تھے مینے کہا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ آپ پس جیب سے آکر ہمارے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے فاطمہ
کل کس کام کو تو محمدؐ کے پاس گئی تہی حضرت علیؑ فرماتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ اگر ہم نبولیں گے تو
حضرت اٹھ کہڑے ہونگے مینے لحاف سے سر نکال کر عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے بیان کرتا ہوں
پانی کہینچنے سے فاطمہ کی چہاتی پر نشان ہو گئے اور چکی پیستے پیستے ہاتہ میں گہٹے پڑ گئے۔ اور
جہاڑو دینے سے کپڑے خاک میں بل گئے اور آگ جلانے سے کپڑے دہوئیں میں رنگ گئے
تھے مینے اسکو آپکی خدمت میں بہیجا کہ ایک لونڈی کی درخواست کرے کہ گھر کے کاروبار
کی تکلیف سے چہوٹ جائیں صحیحین میں لکھا ہے۔ کہ ان دنون کچھ بندی آئے ہوئے تھے
غرض حضرت نے فرمایا میں تمہیں ایسی بات تعلیم کروں جو لونڈی سے بہی بہتر ہے۔ تم سوتے
وقت تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ
اَکْبَرُ پڑہا کرو حضرت فاطمہؓ نے تین مرتبہ کہا کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول سے راضی
ہوئی بروایت صحیحین یہہ ہے کہ رسول اللہ سے راضی ہوئی بروایت صحیحین یہہ ہے۔
کہ رسول اللہ نے درخواست سنکر فرمایا ان بردونکو فروخت کرکے انکی قیمت اہل صفہ پر
صرف کرینگے تمہیں نہیں دیسکتے بردہ کے عوض میں تسبیح سکھلائی شیرازی نے
لکھا ہے کہ جب سیدہ نے اپنا حال بیان کرکے لونڈی کا سوال کیا رسول اللہ رو پڑے
اور فرمایا اے فاطمہؓ اوسکی قسم ہے جسنے مجھے برحق نبی کیا ہے کہ مسجد میں چار سو آدمی
ہیں جنکے پاس نہ کچھ کہانیکا سہارا ہے نہ تن پر لتہ ہے اگر اونکا خیال نہوتا تو ضرور
ہم تمہارے سوال کو پورا کرتے پھر فرمایا اے فاطمہ میں نہیں چاہتا کہ تیرا ثواب لونڈیکو
ملے مجھے ڈر ہے خدا کے سامنے کہ قیامت کو علی اپنے حق کا تجھ سے مواخذہ کرے

پہر حضرت نے سیدہ کو نماز تسبیح سکہلائی جسکو نماز جعفر کہتے ہیں ظاہر اراوی کو دہوکا ہو
مذ نہ نماز تسبیح حضرت جعفر کو تعلیم کی تہی سیدہ کو تسبیح فاطمہ تبلائی اور یہ ترتیب بہی اس
تسبیح کی روایات معتبر اور مشہور کے خلاف ہے اہل سنت کی روایت سے موافق ہے
شاید سوتے وقت اسطرح حکم ہوا اور نماز کے بعد معمول کے موافق ہو کہ اللّٰہ اکبر سے شروع
کریں اور سبحان اللہ پر ختم ہو اور بعد میں ایکمرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑہیں غرض حضرت علیؑ
نے سیدہ سے فرمایا تم دنیا لینے گئے تھے خدا نے ہمکو آخرت کی نعمت عطا کی ابوہریرہ کہتا ہے
جب حضرت رسول اللہ فاطمہؑ کے یہاں سے باہر آئے تو آیہ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ
مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا اگر منہ پہیرتا ہے تو انسے اپنے رب کی رحمت
کے حاصل کرنیکو جسکے تجہے امید ہے۔ تو کہہ اونسے ملائم بات۔ نازل ہوئی رسول اللہ
نے بحکم خدا ایک جاریہ خدمت کیواسطے سیدہ کے پاس بہیجی اور اوسکا فضہ نام رکہا گیا
لکہا ہے کہ فضہ کے آنے پر بہی سیدہ گہر کا کام کرتی بلکہ آدہی سے زیادہ کام کرتی تہیں
سلمان فارسی سے نقل ہے کہ ایکروز میں جناب سیدہ کے گہر گیا تو سیدہ چکی آگے رکہے جو
پیس رہی تہیں اور ہتی پر خون بہ رہا تھا اور حسینؑ ایک کونہ میں بہوک شدت سے بلبلارہے
تھے مینے کہا اے دختر رسول اللہ آپکے ہاتہ آسیا سے فگار ہیں لہولہان ہو رہی ہیں یہ فضہ
کیا کرتی ہے سیدہ نے جواب دیا جناب رسول نے مجہے نصیحت کی ہے کہ ایکدن میں کام کروں ایکدن
وہ۔ فضہ کی باری کل تہی سلمان نے کہا میں بہی آپکا غلام آزاد کردہ ہوں مجہے چکی دیجئے یا کہو میں
حسینؑ کو کہلاؤں چپکا کروں جناب خاتون بولیں پہر حسینؑ مجہی سے خوب آرام پاویگا جو پیسے
سلمان کہتے ہیں مینے کسیقدر آٹا پیسا ہوگا کہ مسجد سے اقامت کی آواز آئی میں آنحضرۃ کے
نماز جماعت میں شریک ہوا جب نماز سے فارغ ہوا تو مینے جو کچہ دیکہا تہا وہ حضرت علیؑ سے نقل کیا
حضرت علی آبدیدہ ہونے لگے اور دولتسرا کو تشریف لیگئے تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے آئے رسول اللہ نے

پوچھا سکے آنے کا کیا سبب ہے حضرت علی نے کہا یا حضرت میں گھر میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں فاطمہ
سو رہی ہے اور حسین اوسکے سینہ پر سوتا ہے اور چکی فاطمہ کے آگے دہری ہے اور خود بخود
چل رہی ہے رسول اللہ سنکر متبسم ہوئے ہنسکر فرمایا یا علی کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے
چند فرشتہ ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ وہ خدمتگار ہیں محمد و آل محمد کے قیامت تک
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کیا مرتبے ہیں مومنوں آل رسول کے خادم ملائکہ تھے جناب بتول کے
اس زمانہ کی عورتیں گھر کے کام کاج سے رنجیدہ رہتی ہیں خدا کا دیا سب کچھ گھر میں ہو کبھی شکر نہیں
کہیں خدا کا شکوہ کہیں مالک کی شکایت ہے اور بی بی فاطمہ کی یہ حالت تھی کہ ایکدن رسول اللہ
کی نگاہ سیدہ پر جا پڑی تو کیا حال دیکھا کہ چمڑے کی چادر اوڑھی ہیں اور چکی ہاتھ میں ہے اور اپنے
فرزند کو دودھ بھی پلا رہی ہیں رسول اللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا اے نور دیدہ دنیا کی
تلخی آخرت کی حلاوت کے سامنے چند روزہ ہے سیدہ نے عرض کیا رسول اللہ خدا کا شکر ہے اوسکی نعمتوں پر
اور اوسکا شکر ہے اوسکی داد پر اسیوقت آیہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

نازل ہوا اے جماعت عورتوں کی تم سیدہ کی لونڈی ہو ہر بات میں سیدہ کی متابعت کرو
ایک اندھا حضرت فاطمہ کے سامنے آیا انہوں نے گھونگھٹ کر لیا اوٹ میں ہو گئیں رسول اللہ
نے فرمایا تم نے اس سے کیوں پردہ کیا یہ تمہیں نہیں دیکھتا ہے وہ بولیں گو یہ مجھکو نہیں دیکھتا
میں تو اسکو دیکھتی ہوں اور خوشبو تو یہ سونگھتا ہے حضرت نے فرمایا واللہ یہ میری پارہ جگر
ہے۔ ایکدفعہ حضرت نے اصحاب سے پوچھا کہ عورت کیا چیز ہے وہ بولے پردہ ہے پھر پوچھا
اپنے رب سے کب نزدیک ہوتی ہے۔ وہ سب چپ رہگئے کچھ جواب نہ آیا سیدہ نے سنکر کہا جب تک
اپنے گھر میں اندر کے دالان میں بیٹھی رہی یعنی خدا کے قریب جب ہی تک ہے پردہ میں رہے ایکدن
رسول اللہ نے سیدہ سے پوچھا کہ عورت کے واسطے کون بات اچھی ہے سیدہ نے عرض کیا نہ کوئی
اوسے دیکھے نہ وہ کسیکو دیکھے یہی اچھی بات ہے حضرت نے گلے لگا لیا فرمایا کہ کیوں نہو کسکی بیٹی ہے

معتبر حرم کہتا ہوں سیدہ بہت کم کہیں جاتی تھیں خانہ نشینی پسند تھی سنیچر اور پنجشنبہ کو صبح کیوقت شہداے احد کی قبر و نیز البتہ جاتی تھیں اور حضرت امیر حمزہ کی قبر پہ جاکر ترحم اور استغفار کیا کرتی تھیں اب عورتونکو چاہیئے کہ آپکو دیکھیں کیا لونڈیوں کو اپنی بی بی کی پیروی یوہیں چاہیے عوام الناس کا تو یہ حال ہے کہ پردہ سے اونکو کچھ مطلب نہیں کھلی مہاری شتر بے مہار پڑی پھرتی ہیں اتنا بھی نہیں کہ برقعہ ہو گھونگٹ کریں بھلا وہ تو نومسلم ہیں۔ شرافازادیوں کو دیکھئے جو برائے نام پردہ کو بدنام کرتی ہیں نہ کچھہ محرم و نامحرم سے بحث ہے نہ محرم و کرتی پر نظر ہے ایسے باریک کپڑیکا دوپٹا کرتی پہنکر جس میں رنگ و روپ بدنکا جھلکتا ہے بلکہ صاف بدن نظر آتا ہے ڈیل ڈول کا تو کیا ذکر ہے دیور جیٹھہ بہنوئی خالو پھوپا وغیرہ شرعی نامحرمونکے آگے آتی ہیں اور پھر آپکو پردہ نشین سمجھتی ہیں اسپر مرتی ہیں کہ باریک ہو ولایتی ہو تن ڈھکے یا نہ ڈھکے اس سے بحث نہیں پیٹ کھلے تو بلا سے اور کمر یا سر نظر آوے تو ہوا کرے اونچے کرتے کی خوبصورتی ضرور ہے نام سے غرض ہے آرام سے مطلب نہیں خاوند کی حالت پر نظر نکریں گی کہانیکو ہو نہو مگر عمدہ لباس کی فرمایش ہوگی چاہیے خاوند چوری کرے یا ڈاکہ دے مگر اونکو زیور ضرور ملے اَللّٰهُ اَكْبَرُ ایکدن حضرت امیرالمومنین نے صبح سے کچھہ تناول نہ فرمایا تھا جناب فاطمہ سے کہا تمہارے پاس کچھہ رکھا ہو تو لاؤ سیدہ نے کہا اوسکی قسم ہے جسنے تمہارا حق مجھپر زیادہ کیا ہے اسکے سوا جو مینے تمہارے سامنے پیش کیا اور کچھہ میرے پاس تین دن سے نہیں ہے۔ بروایت دیگر یہ بھی عرض کیا کہ لاو اللہ جسنے میرے باپکو نبوت بخشی اور ہمکو وصی گردانا اوسکی قسم ہے کہ صبح سے ہمارے پاس کچھہ نہیں ہے اور دو دن سے ہمنے کچھہ نہیں کھایا۔ اوسی قدر تھا جو آپ کے سامنے پیش کیا تھا حتی کہ حسنین کے لئے بھی مینے کچھہ نہیں رکھا بہرحال بروایت اول حضرت علیؑ نے فرمایا تمنے مجھسے کیوں نہ کہا سیدہ نے کہا

مجھے رسول اللہ نے منع کردیا ہے۔ یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ابن عم سے کسی چیز کا سوال
نکرنا اگر وہ لاویں تو فبہا ورنہ کوئی فرمایش اور تقاضا نکیجو اور ایک روایت میں ہے۔ کہ
سیدہ نے کہا مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں تمسے ایسی فرمایش کروں جو تم سے بن نہ پڑے
یعنے تمہاری ناداری کو دیکھکر کہنے کو جی نہیں چاہتا حیا آتی ہے یہ سنکر۔ حضرت علی علیہ السلام
نظر بخدا باہر تشریف لیگئے اور ایک شخص سے آپنے ایک دینار قرض لیا پس حضرت
دینار ہاتھہ میں لئے اس ارادہ میں تھے کہ اہلبیت کے لئے کچھہ غذا کا سامان خریدیں نا گاہ
کہ ناگاہ اثنار راہ میں مقداد بن اسود سے دوچار ہوئے نہایت گرمی کا موسم تھا
اوپر سے دہوپ کی تابش اور نیچے زمین کی گرمی سے جہلسے جاتے تھے حضرت علی
علیہ السلام نے اونکو دیکھکر تعجب کیا اور فرمایا کہ اے مقداد ایسے وقت اپنے
گھر سے کیوں نکلے وہ بولے اے ابو الحسن آپ میرے سد راہ نہوں اور اس بات کے
سوال سے درگذریں کہ میں کس حالت میں ہوں حضرت نے فرمایا اے برادر ایسا نہیں
ہوسکتا کہ بے کہے تم چلے جاؤ وہ بولے یا ابو الحسن برائے خدا آپ اس بات میں مجھکو
معاف رکھیں اور درپے استفسار حال نہوں حضرت نے فرمایا کیون بھائی یہ مناسب ہے
کہ تم اپنا حال ہمسے پوشیدہ رکھو وہ بولے یا ابو الحسن جب آپ مانتے ہی نہیں تو ناچار
کہنا پڑا اوس خدا کی قسم ہے کہ جسنے محمد کو نبوت اور تمکو امامت سے مشرف کیا کہ میں
ناداری کے سبب سے گھر سے نکلا اور اپنی عیال کو بھوک کی شدت میں روتے چلاتے
چھوڑ آیا ہوں اونکی حالت دیکھکر مجکو برداشت نہوئی مغموم نکل پڑا اور اسی فکر میں سر
نیوڑہائے ہوں یہ میری کیفیت اور حالت ہے یہ سنکر حضرت علی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
یہانتک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئے پس فرمانے لگے اوسی کی میں بھی قسم
کھاتا ہوں جسکی تونے قسم کہائی ہے کہ جو تیرے گھر سے نکلنے کا سبب ہے

وہ ہی میرے باہر آنے کی وجہ ہے۔ ایک دینار ہینے قرض لیا ہے۔ مگر میں اپنے آپ سے تمکو مقدم سمجھتا ہوں یہ کہکر دینار انکو دیدیا اور وہاں سے پلٹ کر مسجد نبیؐ میں داخل ہوئے ظہر سے لیکر مغرب تک وہیں رہے جب رسول خدا نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو حضرت علیؑ کے پاس کو نکلے وہ صف اول میں تھے حضرت نے پاے مبارک سے انکو اشارہ کیا وہ اٹھہ کر پیچھے ہوئے اور دروازہ مسجد پر جاکر ملے اور حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے ابوالحسن تمہارے یہاں کچھہ کہانیکو ہے کہ ہم شام کو کہانا کہانگے حضرت علیؑ نے حیا سے سر جہکالیا اور حیران تہے کہ کیا جواب دیں اور حضرت رسولخدا کو بذریعہ وحی سب قصہ معلوم ہوچکا تہا اور حکم ہوچکا تھا۔ کہ آج شبکا کہانا خانہ علی بن ابیطالب میں کہاؤ جب رسولخدا نے دیکہا کہ وہ ساکت ہیں کچھہ جواب نہیں دیتے۔ فرمایا اے ابوالحسن کیا سبب ہے۔ نہ تم ہاں کہتے ہو۔ کہ ہم تمہارے سات چلیں نہ انکار کرتے ہو کہ ہم اپنی راہ لیں عرض کی بسرو چشم چلئے حضرت نے جناب علی مرتضی کا ہاتہہ ہاتہہ میں لے لیا اور دونو صاحب چلے اور داخل خانہ سیدہ ہوئے وہ حضرت اپنی جاے نماز پر نماز پڑہ رہیں تہیں اور ایک خوان انکے پس پشت رکہا ہوا تہا کہ جسمیں بہاپ اٹھہ رہی تہی جناب فاطمہؑ نے اپنے گہر میں رسولخدا کی آواز سُنی تو جا۔نماز سے اٹہکر حضرت کو سلام کیا چونکہ حضرت سیدہ رسولخدا کو بہت پیاری تہیں حضرت نے جواب سلام دیکر سر پر ہاتہہ پہیرا اور فرمایا کیا حال ہے خدا تجہپر رحم کرے ہمکو کہانا کہلاؤ خدا تجہکو بخشے اور یقین ہے کہ اوسنے بخشدیا ہے حضرت سیدہ نے خوان اٹہاکر حضرت رسولخدا۔ اور علی مرتضی کے سامنے رکہدیا جب حضرت علی نے کہانے کی طرف نظر کی اور خوشبو اوسکی حضرت کے دماغ تک پہنچی تو کن آنکہیوں سے تاڑکر دیکھا

حضرت سیدہ بولین سبحان اللہ آپ کسقدر تیز نظر سے دیکھہ رہے ہین کیا مجھسے
کوئی آپکی خطا واقع ہوئی کہ جسکے سبب سے مستوجب خفگی ہون حضرت علیؑ نے
فرمایا اس سے زیادہ اور کیا جرم ہوگا کہ تمنے مجھہ سے اقرار کیا اور اصرار کی ساتھ خدا
کی قسم کہائی ہے کہ دو دن سے ہمنے کچھہ نہین کہایا یہہ سُنکر جناب سیدہ نے
جانب آسمان نظر کی اور بولین میرا خدا جو آسمان و زمین کی خبر رکھتا ہے
اوسکی قسم ہے کہ مینے خلاف نہین کہا تھا وہ بولی ای فاطمہؑ پہر یہ کہانا کہانسے آیا
ایسا کہانا خوشرنگ اور خوشبودار اور خوش ذائقہ مینے نہین دیکھا اور نہ کہایا جناب
رسولخدا نے اپنا دست مبارک جناب امیر کے شانہ پر رکھکر دبا کر فرمایا یا علیؑ یہ تمہاری
دینار کا عوض ہے خدا نے اوس دینار کی جزا تمکو دی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ
مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی خدا روزی دیجسکو چاہے بحساب پہر حضرت کی
آنکھون مین آنسو بہر آئے اور فرمایا حمد و سپاس ہے اوس خدا کو جسنے نچاہا کہ تم دنیا
سے اُٹھو اور ہمکو زکریا اور مریم کے مثل و نظیر نکر دالے کہ جب زکریا محراب مین مریم
کے پاس جاتے تھے اوسکے پاس غیب سے روزی پاتے تھے کہتے ہین کہ ایکروز
سیدہؑ نے رسول اللہ سے حضرت علی کا گلہ کیا تھا یا رسول اللہ ابوالحسنؑ گہر مین کچھہ
نہین چھوڑتے جو ہوتا ہے مسکینونکو بانٹ آتے ہین حضرت نے فرمایا ای فاطمہؑ تو
چاہتی ہے کہ مین اپنے ابن عم سے اللہ اپنی اخی سے آزردہ ہوجاون یقین کر کہ اوسکی
ناراضی عین میری ناراضی ہے سیدہ نے کہا مین پناہ مانگتی ہون غضب خدا اور
ناراضی رسول سے ابوذر کہتے ہین کہ جس زمانہ مین جعفر طیار اور مین دونو مکہ سے
ہجرت کر کے حبش کو گئے تھے مینے ایک لونڈی چار ہزار درہم کی قیمت کی حضرت
جعفر طیار کو بطور ہدیہ کردی تہی جب ہم مدینہ مین آئے تو جعفر نے وہ کنیز حضرت علیؑ کو

دیدی کہ کار بار کیا کریگی جناب امیرؑ اوسکو گھر مین لے آئے ایک روز کا ذکر ہے
کہ جناب سیدہؑ آئین تو کیا دیکھتی ہین کہ حضرت علی کا سر مبارک کنیز کے آغوش
مین ہے جناب سیدہ بولین کہ یا ابا الحسنؑ تمنے اس کنیز سے رغبت فرمائی حضرت نے
قسم کہا کر کہا لا واللہ ای دختر رسولؐ مجہہ سے اور اس کنیز سے کچہ واسطہ نہین ہوا
اب جو تمہارے خوشی ہو کہو مین وہی کرونگا وہ بولین مجہے اجازت ہے کہ مین اپنے
باپ رسول اللہ کے گہر جاؤن حضرت نے فرمایا مینے اجازت دی حضرت سیدہ نے
چادر اوڑہ لی اور برقعہ لگایا اور رسول اللہ کی خدمت مین چلین اوسیوقت جبرئیلؑ
نازل ہوی اور کہا یا رسول اللہؐ پروردگار عالم نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ
فاطمہؑ تمہارے پاس علیؑ کی شکایت کرنیکو آتی ہے مبادا قبول کرلو اتنے مین سیدہ
بہی آ پہنچین رسول اللہ نے اونسے فرمایا تم علی کی شکایت کرنیکو آئی ہو وہ بولین
ہان برب کعبہ حضرت نے فرمایا پلٹ جاؤ اور علیؑ سے جاکر کہہ مین تمہاری مرضی کی تابع ہون
حضرت سیدہ پچہلے پاؤن پہر کے حضرت علی کے پاس آئین اور عرض کی یا ابا الحسن تیری
خواہش سے تمہاری خوشی مجکو مقدم ہے تین دفعہ اس کلام کو کہا حضرت علیؑ بولے
معلوم ہوتا ہے تمنے میرے خلیل اور حبیب رسولؐ سے میرا شکوہ کیا اور رسول اللہ
سے مجکو محجوب کیا ای فاطمہؑ مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ یہ کنیز مینے راہ خدا مین آزاد
کی اور وہ چارسو درہم جو بچ رہی ہین وہ فقراء مدینہ پر مینے خیرات کیے اسکے بعد حضرت نے
اپنے کپڑے پہنے اور پاؤن مین نعلین ڈالی اور رسول اللہ کی خدمت مین آئی اودہر
جبرئیلؑ بہی نازل ہوے اور کہا یا محمد اللہ تعالی بعد تحفۂ سلام کے فرماتا ہے کہ علی سے
کہو تو نے فاطمہؑ کی خوشی کو کنیز کو آزاد کیا ہمنے تجہے جنت بخشی اور چارسو درہم خیرات کی
عوض مین ہمنے تجہے دوزخ کا مختار کیا پس داخل کر جنت مین جسے تیرا جی چاہے

ہماری رحمت سے اور جسکو تیری خوشی ہو جہنم سے نکال لو جسے ہمارے عفو کے اسی وجہ
سے حضرت علی فرماتی ہین انا قسیم اللہ بین الجنۃ والنار یعنی مین اللہ کی
طرف سے دوزخ اور بہشت کا تقسیم کرنیوالا ہون لمولفہ؎ دوزخ سے مجھے خلد مین بُلوا یو
یا شاہ؎ ہے آپکی تحویل مین جنت ہی سقر بھی؎ جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ
کسی شقی نے اشقای مدینہ سے جناب سیدہ سے آکر یہ کہدیا کہ آپکو کچھ خبر بھی ہے
علیؑ نے دختر ابی جہل لعین سے اپنا رشتہ کیا ہے جناب سیدہ بولین کیا تو سچ کہتا ہے
اوسنے تین دفعہ قسم کہاکر کہا کہ مین سچ کہتا ہون جناب سیدہ کو بمقتضای طبیعت
بشری اسقدر غیرت آئی کہ اپنی عالم مین نرہین اور بہت صدمہ ہوا اور تمام دن سوچ
اور فکر مین بسر کی جب شام ہوئی تو دہنی دوش پر امام حسنؑ کو لیا اور بائین کاندہی پر
امام حسینؑ کو سوار کیا اور ام کلثوم کا بایان ہاتہ اپنے دہنے ہات مین لیا اور اپنے
باپ کے گہر کا رستہ لیا حضرت علی جب دولتسرا مین آئے تو حجرہ خالی پایا اور
جناب فاطمہ کو نہ دیکہا اونکو سخت ملال ہوا اور بڑا تعجب گزرا اور یہ معلوم نہوا کہ قصہ کیا ہے
رسولخدا کے مکان سے بلواتی شرم آئی ناچار گہر سے باہر تشریف لاکر مسجد کو گئے اور
مشغول نماز ہوتے خدا جانے کسقدر نمازین پڑہین پس بعد اوسکے سنگریزہ اور خاک
مسجد کو اکہٹا کرکے اوسپر تکیہ لگا کے لیٹ رہے جناب رسولخدا نے جو سیدہ کی یہ
حالت دیکہی اونپر پانی چہڑکا اور کپڑے پہنکر مسجد مین آئی اور برابر رکوع سجدہ مین مصروف
رہے اور ہر دو رکعت کے بعد دعا کرتے تھے کہ بارالٰہا فاطمہ کا رنج وغم دور کر کیونکہ
حضرت اونکو روتے دیکھ لیتے اور ٹھنڈے سانس بھرتے چہوڑ گئے تھے جب حضرت نے
دیکہا کہ سیدہ کو کسیطرح چین نہین اور آنکہہ نہین لگتی فرمایا بیٹی اٹھو پس
رسولخدا نے امام حسنؑ کو اٹھالیا اور بی بی فاطمہؑ نے امام حسینؑ کو گود مین لے لیا۔

اور ام کلثوم کا ہاتہ پکڑ لیا جب وہان پہنچے جہان حضرت علیؑ لیٹے تھے حضرت
رسولخدا نے پائے مبارک سے اونکا پاؤن دبا کے فرمایا اوٹھہ ای ابوتراب
بہت سے چین سے بیٹھنکو تو نے بیکل کیا ہے جا ابوبکر کو اوسکے گہر سے عمر کو
اوسکے بیٹھک سے اور طلحہ کو جہان ہو میرے پاس بلا لا حضرت اون سبکو
اونکے مکانون سے بلا کر لائے جب وہ سب رسولخدا کی خدمت مین آکر حاضر
ہوے تو رسولخدا نے فرمایا یا علی کیا تو نہین جانتا کہ فاطمہ میری جگر کا پارہ ہے
اور جو وہ ہے سو مین ہون مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي جو اوسکو ایذا دے کا
اوسنے مجکو ایذا دی اور جسنے اوسکو میرے بعد ستایا گویا اوسنے میرے سامنے ستایا
اور جسنے میری زندگی مین ایذا دی اوسنے گویا میرے بعد ستایا حضرت علیؑ نے
عرض کیا درست و بجا ہے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا پہر کون سبب ہوا ہے
جو تو نے ایسا ارادہ کیا حضرت علیؑ نے عرض کی جسنے آپکو نبی برحق کیا اوسکی
قسم ہے کہ جو خبر انکو پہنچے ہے مجکو اوسکی خبر بہی نہین ہے میری خیال مین
بہی یہ بات نہین گذری رسولخدا نے فرمایا تو سچا ہے سچا ہے پس جناب سیدہ نہایت
فرحناک ہوئین اور مسکرانے لگین کہ دندان مبارک نمایان ہوگئے پس ایک
شیخ نے دوسرے شیخ سے کہا عجیب بات ہے اسوقت آتی رات گئے اس شخص نے
ہمکو ناحق گہر سے بلایا نہ بات نہ چیت پس حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھہ
پکڑ کر اونگلیون مین اونگلیان دین پہر حضرت امام حسنؑ کو اوٹھا لیا اور جناب امیرؑ
نے امام حسینؑ کو لی لیا اور جناب سیدہ نے حضرت ام کلثوم کو اوٹھا لیا رسولخدا اونکو
اونکے گہر پہنچا کر اونپر ایک چادر ڈہانک کر حوالہ خدا کرکے باہر آئے اور بقیہ شب کو
عبادت خدا مین طی کیا الحدیث مترجم کہتا ہون یہ قصہ بفرض صحت بمصداق

ضرب المثل اک لغنی و اصمعی یا جارہ مفتری کذا لب اوسکے احزاب کے سنائی دکھائی
کو واقع ہوا چنانچہ بقیہ حدیث واضح منقول ہے ایکدن رسول اللہ سیدہ کے یہان
تشریف لائے اونکے گلمین ایک سونیکا گلوبند تہا حضرت علیؑ نے مال غنیمت سے
خرید کیا تھا رسول اللہ نے دیکہکر فرمایا فاطمہ لوگ کیا کہین گے کہ فاطمہ محمدؐ کی
بیٹی جبارونکی لباس پہنتی ہے پس حضرت فاطمہؑ نے اوسکو توڑکر بیچ ڈالا اوسکی قیمت سے
ایک بردہ خرید کے آزاد کر دیا اور بروایتی وہ زیور توڑکے پہنیکدیا پس ایک سائل
آیا اوسکو دیڈالا رسول اللہ بہت مسرور ہوے اور بعض روایت مین ہے خود رسول اللہ
نے کسی فقیر کو دیدیا اور ایک روایت مین ہے کہ گلوبند اور لٹکن اور بندے تین
چیزین تہین حضرت رسولخدا نے تین بار فرمایا فدا ہو باپ اپنی بیٹی کے بہلا آل
محمدؐ کو دُنیا سے کیا مطلب ہے ہم آخرت کے واسطے خلق ہوئی ہین اور بعض کتب مین
یہ قصہ اسطرح پر منقول ہے کہ حضرت رسالت آب کی عادت مین یہ بات داخل
تہے جب کہین سفر کو تشریف لیجاتے تو سب کے بعد حضرت سیدہ سے رخصت ہونیکو
آتے اور اونہین کے مکان سے سفر کو روانہ ہوتے اور جب پلٹ کر آتے تو سب سے
اوّل اونہین کے گہر آتے ایکدفعہ آپ سفر کو گئے تھے اور حضرت علی کو غنیمت مین کچہ ہاتہ
آیا تھا اونہون نے لاکے سیدہ کو دیدیا اور آپ سفر مین تشریف لیگئے حضرت سیدہ نے
دو کنگن چاندی کے بنوائی اور اپنے دروازہ پر پردہ لٹکایا جب حضرت رسول اللہ
سفر سے پہرے اور مسجد مین آکے حضرت فاطمہؑ کے گہر گئے وہ خوش ہوکر شوق مین
استقبال کو اٹہین رسولخدا کی نظر اونکے کنگنو نپر جا پڑی اور کیا دیکہتی ہین کہ دروازہ پر
حجرہ کے پردہ لٹکا ہوا ہے حضرت ٹہٹک رہی اور پلٹ گئے حضرت فاطمہؑ رو پڑین
اور افسوس کرکے کہنے لگے ایسا تو کبھی ہوا نہین تہا پس اپنے دونو فرزندون کو بلا

اور پردہ اُتار کے ایک صاحبزادہ کے ہاتھ مین دیا اور چوڑیان نکالکر دوسرے فرزند
کو دین اور فرمایا اپنے نانا کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور یہ عرض کرنا کہ اسکے سوا
آپکے پیچھے مینے کوئی بات نئی نہین کی تہی جو چاہئے انہین کیجئے آپکو اختیار ہے دونو صاحب
لادی اونکو لیکر خدمت مین رسول اللہ کے حاضر ہوئے رسول اللہ نے دونونکو بوسہ دیا
پیار کیا گلی لگایا اور دونون بہائیونکو اپنے دونو زانو نپر بٹھلالیا پہر کسی کو حکم دیا کہ ان
دونو چوڑیونکو توڑ ڈالو پس اونکو توڑ کے ایک پتر بنوایا پہر اہل صفہ کو بلایا وہ ایک
جماعت پردیسیونکی تہی جنکا مدینہ مین گہر در نہ تہا وہ لوگ کچہ مال و متاع رکہتے
تہے علی التوکل مسجد مین پڑے رہتے تھے اللہ کی یاد کرتے تھے اور اونکا بار بوجھہ حضرت
کے ذمہ پر تھا غرض وہ چاندی اون سبکو بانٹ دی پہر ایک ایک کو بلا کے جسکے پاس
ستر کو کپڑا نہ دیکہا اوس پردہ مین سے پہاڑ پہاڑ کے تہ بند بنادئی اوس کپڑیکا عرض
بہت کم تہا رکوع سجدہ مین اونکا ستر نظر آجاتا تہا پس عورتونکو حکم دیا کہ مردونکی بعد
رکوع اور سجدہ سے سر اٹہایا کرین جبہی سے یہ سنت قائم ہوگئی کہ جماعت مین عورتین
مردونکے بعد مین سر اٹہایا کرین بعد اوسکے حضرت نے فرمایا خدا اس پردہ کی بدلے
فاطمہؑ کو جنت کے حُلّے دی اور اس گہنے کے عوض بہشت کے زیور عطا کرے ایک روایت
مین ہے کہ وہ کنگن حسنینؑ کے ہاتہون مین تھی اور پردہ پلاس کا تہا اور جب حسنین کے ہاتہ سے
اونہار ہی تو وہ رونے لگے پس حضرت نے چاندیکی بالعوض دانت کے کنگن اور دانت کے
گلوبند منگوادئی اور فرمایا یہ میرے اہلبیت ہین مین نہین چاہتا کہ یہ اپنے حصہ کی پاکیزہ
چیزین دنیا مین برتین ان روایات مذکورہ کے مطابق ایک روایت مناقب مین
لکھی ہے کہ ایکدن حضرت سیدہ نے نماز شب کے بعد دعا مانگی ناگاہ ایک ہاتف غیبی
کی آواز سُنی وہ کہتا ہے اے فاطمہ جو تم طلب کرتی ہو تمہاری جانماز کے نیچے سے

مصلے کو اٹھا گئے دیکھا تو ایک انگشتری یاقوت بی بھاگی وہان پائی اٹھاکر انگشت مبارک مین پہن لی اور بہت فرحت حاصل ہوی جب شب کو سوئین تو خواب مین کیا دیکھتی ہین کہ گویا بہشت عنبر سرشت مین ہین اور وہان تین محل نظر آئے جنکے مثل سارے بہشت مین نہین سیدہ نے کسی سے پوچہا کہ یہ محل کسکے ہین کہنے والے نے کہا فاطمہ دختر محمدؐ کی ہین سیدہ کہتی ہین گویا مین محل کے اندر گئی اور پھر کر اوسی دیکھا کیا دیکھتی ہون ایک تخت تین پایہ کا ہے ایکطرف کو جھکا ہوا ہے مینے پوچہا اس تخت کو کیا ہوگیا یہ کیون ٹیڑھا ہو رہا ہے وہان جو تھی انہون نے عرض کیا اس تخت کے مالک نے خدا سے انگھوٹی طلب کی پس ایک پایہ نکالکر اوسکی انگشتری تراشی گئی اب یہ تخت تین پاو نکار ہگیا ہے جب صبح ہوی تو سیدہ اپنی باپ کی خدمت مین گئین اور کل قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا ای عبدالمطلب کی اولاد کی جماعت دنیا تمہارے واسطے نہین ہے تمہاری لئے آخرت ہی بنی ہے وعدگاہ تمہاری جنت ہے تم دنیا مین لیکر کیا کروگے دنیا چندروزہ ہے اور فریب باز پھر آنحضرت نے تعلیم کیا کہ انگشتر یکو پھر مصلے کے نیچے رکھدینا انہون نے ویسا ہی کیا جب سوئین تو پھر خواب مین دیکھا کہ جنت مین تشریف لیگئین اور اوسی محل مین داخل ہوئین اور تخت کو دیکھا کہ چارون پاون سے کہڑا ہے سیدہ نے اوسکی کیفیت پوچھی غلام نے عرض کیا کہ مالک تخت نے انگشتری واپس کردی تخت اپنی حالت پر آرہا جابر انصاری سے منقول ہے کہ ایکروز رسالتماب نماز عصر پڑہکے محراب مین بیٹھی اور صحابہ حضرت کے گرد حلقہ کئے تھے کہ ایکمرد پیر عرب آیا تھا نہایت بوسیدہ لباس پہنے تہا ضعیفی سے قوت قیام وقعود نہ تہی رسول خدا اوسکے جانب متوجہ ہوکر جویاے احوال ہوسے عرب بولا یا نبی اللہ مین ایکمرد گرسنہ ہون مجکو کہانا کہلایئے اور تن سے ننگا ہون کپڑا پہنائیے نادار ہون پر دا کیجے حضرت نے فرمایا ہمارے پاس تیرے دینے کو اسوقت

کچھ نہین لیکن چونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ نیکی کا کرنا اور کرانا دونو برابر ہین ہم تجکو
بتا دیتی ہین تو اوس شخص کے مکان پر جا جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے
اور اللہ اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین وہ دوسرے انکو آپ سے مقدم سمجھتا ہے۔ پھر
بلال سے ارشاد کیا بلال اوٹھہ اسکو خانہ زہرا پر پہنچا دے اعرابی بلال کے ساتھ ہو لیا
جب در سیدہ پر اکر کھڑا ہوا چلا کر کہا السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ جسکے گہر مین
ملائک آمد و رفت رکھتے ہین جانب رب العالمین سے روح الامین وحی لاتا ہے جناب
سیدہ نے کہا وعلیک السلام تو کون ہے وہ بولا ایک بڈھا عرب ہون دور دراز سے
تمہارے باپ کے پاس آیا تھا اور ای دختر محمدؐ مین برہنہ تن اور گرسنہ ہون میرے
ساتھہ کچھہ سلوک کر اللہ تجھپر اپنا رحم کرے راوی کہتا ہے کہ جناب علیؑ و فاطمہؑ نے
تین روز سے خود کچھ نہین کہایا تھا اور رسول اللہ کو یہ بات معلوم تھی الغرض جناب
سیدہ نے وہ نری کا تہان جسپر حسنینؑ استراحت کرتے تھے دکہلا کر یہ کہا اسکو اٹہالے
خدا برکت دیگا اعرابی بولا ای جان رسول مین بہوک کی شکایت کرتا ہون تم کہال
عطا کرتے ہو اس بہوک مین مین اسکو کیا کرونگا حضرت سیدہ نے سنکر اپنی گلوے
مبارک سے موتیکا کنٹھہ جو فاطمہؑ بنت امیر حمزہ نے سوغات مین بہیجا تہا توڑ کر اعرابی
پر ڈالدیا فرمایا جا اسکو بیچ لے اُمید ہے کہ خدا تجکو اسکی قیمت مین کچھ عمدہ چیز دے
اعرابی وہ مالا لئے ہوے خدمت رسول مین حاضر ہوا حضرت وہین بیٹھے ہوے تھے
عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ کی دختر نے یہ مالا عطا کی ہے اور اسطرح فرمایا ہے
کہ جا اسکو فروخت کر ڈال خدا تجکو فراغت دیگا حضرت یہہ سنکر رو پڑے اور فرمایا
کیونکر تجھسے بھلائی نہ کریگا کہ سردار زنان عالم نے تجکو یہ بخشا ہے عمار یاسر کھڑے
ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اجازت ہے کہ مین اسکو خرید لون عمار یا خرید لے اگر

تمام جن و انس بھی اس سودے مین تیرے شریک ہون تو خدا اونکو عذاب نکریگا پہر
عمار نے شیخ عربی سے کہا کہ کیا لیگا وہ بولا پیٹ بہرائی گوشت روٹی اور تن ڈھکا تو چاہئے
کہ جس سے اپنا ستر کرون اور اوس مین نماز پڑہون اور ایک دینار راہ خرچ کو کہ گھر تک
پہنچ جاؤن حضرت عمار اوس زمانہ مین تنگدست ہو رہی تھے بولی ای عرب بیس دینار
دوسو درہم ایک چادر یمنی اور اپنی سواری مین تجکو دیتا ہون اور پیٹ بھرائی گوشت اور روٹی
بھی لے وہ بولا تو کیا بڑا سخی ہے حضرت عمار اوسکو اپنے ساتھ لے گئے جو وعدہ کیا تھا وہ
عطا کیا وہ اعرابی پلٹ کر خدمت رسول مین آیا حضرت نے فرمایا کہو عربی پیٹ بہر گیا
اور لباس مل گیا اوسنے عرض کی ہان حضرت قربان جاؤن بلکہ مین تو غنی ہو گیا حضرت
نے فرمایا فاطمہ کے سلوک کی اوسکو جزا دی اعرابی بولا بار آلہا تو ہمارا معبود ہے اور
معبود نہین ہے تیرے سوا ہم کسی کی عبادت نہین کرتے اور تو ہمارا رزاق ہے ہر جہت سے
خدایا عطا کر فاطمہ کو وہ نعمتین کہ جو کسی کان نے سنی ہون نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہون
رسولخدا نے فرمایا آمین بعد اوسکے حضرت نے فضائل جناب فاطمہ کے اصحاب سے
نقل کئے کہ خدا نے فاطمہ کو دنیا مین تو یہ دیا ہے کہ مین تو اوسکا باپ ہون کہ تمام عالم
مین میرا نظیر نہین ہے اور علی اوسکا شوہر ہے اور اوسکا یہ مرتبہ ہے کہ اگر علی نہوتا تو
کوئی مرد قابل عقد فاطمہ نہ تھا اور خدا نے اور خدا نے اوسکو حسن و حسین دئے کہ عالم مین
ایسے پسر نہین سردار جوانان بہشت اور سر اولاد انبیا حضرت کے روبرو مقداد و سلمان
بیٹھے تھے فرمایا کہو اور بیان کرون انہون نے عرض کی ارشاد کیجئے فرمایا کہ جبرئیل نے مجکو
خبر دی ہے کہ جب یہ وفات پا کر دفن ہوگی او نکیرین سوال کرنے آئین گے اور پوچھین گے
من ربک بتلا تیرا رب کون ہے تو یہ کہیگی اللہ میرا رب ہے پھر پوچھین گے نبی کون کہیگی
میرا باپ پھر پوچھین گے امام کو یہ کہے گے یہ جو میری قبر کنارہ پہ کھڑا ہے علی ابن ابیطالب

پہر فرمایا اور زیادہ کردن فضائل فاطمہؑ کو خدا نے ایک گروہ ملائک کی نوکری بولی ہے
کہ وہ چار طرف سے فاطمہ کی محافظ ہین زندگی مین اور بعد وفات قبر پر بیٹھکر صلوات
بہیجا کرینگے اسپر اسکے باپ پر اور شوہر اور فرزندونپر پہر فرمایا جو میری زیارت کرے
میری وفات کے بعد گویا وہ ملا مجھہ سے زندگی مین اور جسنے فاطمہ کی زیارت کی اوسنے
میری زیارت کی اور جسنے علی کی زیارت کی گویا اوسنے فاطمہؑ کی زیارت اور جسنے حسنینؑ
کی زیارت کی گویا اوسنے علی کی زیارت کی اس عرصہ مین عمار رضی اللہ عنہ نے اوس سلک
گوہر کو مشک سے بسایا اور چادر یمنی مین پیچ کیا اور اپنا سہم نامی غلام ہاتہ اوسکے اور جسنے اونکی اولاد کی زیارت کی گویا حسنین کی زیارت کی
رسول خدا کے خدمت مین بہیجا اور کہلا بہیجا کہ یہ آپ کا ہدیہ ہے حضرت نے اوسکو
جناب سیدہ کے پاس بہیجدیا اور فرمایا مینے تجکو فاطمہؑ کو دیا غلام خدمت سیدہ مین
آیا اور سب قصہ بیان کیا حضرت سیدہ نے غلام کو آزاد کیا اور سالا کو رکہہ لیا غلام
ہنس پڑا سیدہ بولین توکیون ہنسا وہ بولا مجکو اس مالا کی برکت پر ہنسی آگئی کہ
اسنے بہوکی کو سیر کیا ننگے کا تن وہہکا نادار کو مالدار کیا غلام کو آزاد کرایا اور پہر پہرا کر
اپنے مالک کے پاس آموجود ہوئی روایت جابر بن عبد اللہ کہتے ہین رسول اللہ نے
کئی روز ہوچکے تہے کہ کچھہ کہانا نوش نہین فرمایا تہا جب بہوک کے بہت زیادتی
ہوی تو حضرت ایک ایک کرکے ہر زوجہ کے مکان پر تشریف لیگئے مگر کسیکے پاس
کچھہ نپایا پس حضرت سیدہ کے یہان آئی اور فرمایا ای فرزند تیرے پاس کہانیکو
کچھہ ہے کہ ہم بہوکی ہین وہ بولین لا واللہ کچھہ نہین ایی اور اپنی بہائیکی قسم جب حضرت
پلٹ گئے تو سیدہ کے واسطے اونکی ایک لونڈی یا دوستدار نے دو روٹی اور کچھہ گوشت
بہیجا سیدہ نے اوسکو لیکر کاسہ چوبی کے نیچے رکہدیا اور ڈہانک دیا اور کہنے لگی
واللہ مین رسول اللہ کے سوا کسیکو نہ دونگی وہ آپ کہانگی اور حالت یہ تہی بہوکے ہے

بہوکی تہین پس جناب حسنؑ و حسینؑ کو رسول اللہ کے پاس بہیجا جب حضرت تشریف
لائے تو عرض کیا اللہ نے ہمکو ایک شی دی ہے مینے اوسکو آپکے لئے اٹہار کہا ہے۔
حضرت نے کہا ای فرزندلی آسیدہ نے سرپوش اوٹہایا تو کیا دیکہتی ہین کہ گوشت اور
روٹی سے پُر ہی یہ دیکہکر حیران رہگئین اور جان لیا کہ اللہ کی طرف سے ہے پس خدا
کی حمد اور اوسکا شکر بجا لائین اور اپنی باپ پر درود بہیجا اور حضرت کے سامنے لاکر رکہدیا
حضرت نے دیکہتے ہی خدا کی حمد ادا کی اور فرمایا یہ تمہاری پاس کہان سے آیا وہ بولین
خدا نے دیا اللہ نے روزی دے جسے چاہے بحساب جناب رسولخدا نے کیسکو بہیجکر
حضرت علیؑ کو بلوایا پس پنجتن پاک نے ملکر تناول کیا اور سب ازواج نبی نے شکم سیر
ہوکر کہایا حضرت سیدہ فرماتی ہین کہ وہ کاسہ بدستور باقی تہا مینے اپنے ہمسایہ مین
تقسیم کیا خدا نے اوسمین بڑی برکت عطا کی جابر کہتے ہین کہ صحیفہ بہشتی سے جسمین
ثرید اور عراق تہا جناب پنجتن پاک نے تیرہ روز تک نوش کیا اتفاقا ام ایمن نے
امام حسینؑ کے ہاتہ مین اوسے دیکہکر پوچہا کہ یہ کہان سے تمنے پایا صاحبزادے نے
فرمایا ہم توکئی روز سے تناول کرتے ہین وہ جناب سیدہ کے پاس آئی عرض کرنی
لگی کہ بی بی اگر کنیز کے پاس کچہ ہوتا ہے تو مین بغیر تمہارے اور تمہارے بچون کے مونہ پر نہین
رکہتے اور آپکے پاس تحفہ آتا ہے تو ام ایمن اوس سے محروم رہتی ہے جناب سیدہؑ نے
اوس مین سے کسیقدر ام ایمن کو عطا کیا اوسکا کہانا تہا کہ وہ لگن ختم ہوگیا حضرت نے
سنکر فرمایا اگر فاطمہ تم اس لگن سے ام ایمن کو نہ کہلاتین تو یہ لگن تمہاری لئے اور تمہارے
اولاد کے لئے قیامت تک کو بس تہا واضح ہو کہ اس قسم کی روایتین بہت مذکور ہین
غیب سے کہانا آنا گویا اونکے واسطے ایک معمولی بات تہی اسیطرح اونکے لئے جنت سے
چلے آتے تہے جناتجہ مین کہا ہے کہ یہود مین شادی تہی چند یہود حضرت رسولخدا کے

پاس آئی اور عرض کی کہ ہم تمہارے ہمسایہ ہین ہمارا تم پر حق ہے ہم چاہتے ہین کہ جناب اپنی
دختر فاطمہ کو ہماری یہان بھیجین کہ ہماری شادی کی رونق ہو جاوے اور بہت اونہون نے منت
سماجت کی حضرت نے فرمایا اسمین ہمارا اختیار نہین وہ علیؑ کی زوجہ ہے اوسکو اختیار ہی انہون نے
عرض کیا جناب ہماری شفاعت اور سفارش حضرت علیؑ سے اسباب مین فرماوین اور کیفیت
یہ ہے کہ زنان یہود زیور لباس سے خوب آرایش کئے ہوئی تہین خیال فاسد اونکا یہ تھا کہ اگر
فاطمہ اپنی ناداری کی حالت سے یہان آویگی تو اونکی اہانت ہوگی پس جبرئیل آئی اور بہشتی
پوشاک اور گہنا لائی جو کبھی کسی نے دیکھے نہ سنے تھے حضرت سیدہؑ نے اوسکو زیب تن کیا اونکی زینت
اور خوشبو کو دیکھکر لوگ حیران ہوگئی جب سیدہ خانہ یہود مین داخل ہوئین تمام عورات یہود تعظیم کو جھکین
اور اونکی آگے زمین کے بوسہ دیتی تھی اوسکو دیکھکر بہت سی یہود مسلمان ہوگئی ایک حدیث طولانی مین
منقول ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا یہ میری بیٹی فاطمہ سیدۃ النساء عالم ہے اولین و آخرین مین میرے پارہ جگر
ہے اور میری نور عین اور میوہ قلب ہے یہ میری روح ہے جو میرے دونو پہلو مین ہے یہ حوراء انسیہ ہے جسوقت
اپنی محراب عبادت مین اپنی رب جلیل کے سامنے کہڑی ہوتی ہے نور اسکا ملائک آسمان تک چمکتا ہے جیسا
کواکب کا نور زمین پر پڑتا ہے اور اللہ عزوجل نے ملائک سے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتو دیکھو میری کنیز فاطمہ
کو جو سردار ہے میری تمام کنیزونکی کہ میری جناب مین کہڑی ہے اور اوسکی سب جوڑ بند میرے خوف سی کانپتے
ہین اور بحضور قلب سے میری عبادت پر متوجہ ہے مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مینی امن دیا اوسکی شیعونکو
آتش دوزخ سے الحدیث اور فاطمہ صغرا سے منقول ہے کہ مینی اپنے باپ حسینؑ سی اور اونہون نے اپنی بہائی
حسنؑ سے سنا امام حسنؑ کہتے ہین کہ مینی اپنی مان فاطمہؑ کو دیکہا کہ شب جمعہ کو تمام رات اپنی محراب عبادت
مین کہڑی ہین برابر رکوع و سجود مین مشغول رہین یہانتک کہ صبح خوب روشن ہو گئی اور مین سنتا رہا کہ وہ واسطے
مومنین اور مومنات کے واسطے نام بنام دعا کرتے تہین اور بہت بہت دعائین مانگتی تہین اور اپنے
واسطے کوئی دعا نہین کی مین نے کہا اے مان جسطرح دوسرونکے واسطے دعا کرتی ہو اپنی واسطے دعا کیون نہین

گرتین کہنے لگی اِسی غور زندادل ہمسایہ پہر گہروالی پہر امام حسین سے منقول ہے کہ دنیا مین کوئی
عبادت گزار فاطمہؑ کے برابر نہوگا عبادت مین کہڑے کہڑے اونکے پاؤن ۔۔۔۔ ورم کر جاتی تھے اور
راستگوئی کا یہ حال تھا کہ عائشہ بہی ناقل ہے کہ مینے فاطمہؑ کے برابر سچا نہین دیکہا اوسکے باپ کے سوا
اور باوجود اس زہد و ریاضت کی خوف خدا اسقدر تہا کہ حدیث مین آیا ہی جب یہ آیہ نازل ہوا
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ
جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ یعنے تحقیق کہ جہنم اونکا وعدہ گاہ ہی سب کا اور دوزخ کی سات دروازہ ہین ہر ایک دروازہ
کے واسطے ایک گروہ گنہگارونکی حصہ لگائی گئے ہی تو رسول اللہ نے آیت کی نازل ہونے سے بہت شدت
سے گریہ و بکا کیا اصحاب بہی حضرت کو دیکہکر گریہ و زاری مین مشغول ہوے مگر کسیکو معلوم نہ تہا کہ
جبرئیل کیا وحی لائی ہین کسیکی یہ مجال کب تہی کہ حضرت سے پوچہہ سکین مستور کی بات تہی کہ حضرت
رسول اللہ جناب سیدہ کو دیکہکر فرحناک ہوجاتی تھے پس لوگون نے یہ صلاح ٹہرائی کہ ایک شخص حضرت
سیدہؑ پاس اونکی گہر آیا حضرت خاتون کی آگے جو رکہی ہوے تھے اور وہ چکی پیس رہی تہین اور کہتی تہین
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى یعنی اللہ کے جو پاس ہی وہ ثواب عملکا بہتر ہی اور دیرپا ہی صحابی
نے سلام کیا اور حضرت کا حال بیان کیا کہ برابر ایک تار رو رہی ہین حضرت سیدہ اوٹہین اور اپنے
بدن پر پرانی چادر لپیٹی جو اسقدر پرانی تہی کہ بارہ جگہہ لیف خرما سے پیوند لگے تہی جب گہر سے نکلین تو
سلمان فارسی حضرت کی چادر کو دیکہکر بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے افسوس قیصر و کسریٰ یعنی روم
و ایران کے بادشاہ تو سندس و حریر پہنین اور محمد رسول اللہ کی دختر کا لباس جو ہاتی چہال کا
وہ بہی بارہ جگہہ سے ٹانکا ہوا جب بیبی خدمت بابرکت رسول اللہ مین پہنچین عرض کی یا رسول اللہ صلعم
سلمان نے میری لباس سے تعجب کیا ہی اوس خدا کی قسم جسنے تمکو برحق نبی کیا ہے کہ پانچ برس سے
میرے اور علیؑ کے پاس ایک کہال کے سوا اور لباس نہین ہی اونکو دنکو اپنی اونٹ دانکہاتا ہی اور شبکو
ہم اوسی کا بستر کرتی ہین اور ہمارا تکیہ چمڑے کا ہے اور اندر اوسکی کہجور کی چہال بہری ہے حضرت رسول اللہ

نے فرمایا ای سلمان میری بیٹی گروہ سابقین مین سے ہے بعد اوسکے جناب سیدہ نے عرض کیا بابا جان
قربان جاؤن آپکی تمہارے رونیکا کیا سبب ہے حضرت نے ان دونو آیتونکی نازل ہونیکا حال بیان کیا
راوی کہتا ہے حضرت خاتون جنت سنتے کے ساتھ ہی بیہوش ہوکر مونہ کے بل گر پڑین اور بولین ویل
پہ ویل اور افسوس در افسوس ہے اوس شخص پر جو دوزخ مین داخل ہو جب یہ ذکر سلمانؓ نے سنا تو وہ
بولی کاش مین ایک مینڈھا ہوتا گھر والے میرا گوشت پکا کر کہاتے اور کہال کے پرزی
اور اوڑاتے اور یہ مین دوزخ کا ذکر نہ سنتا ابوذرؓ نے کہا کیا اچھا ہوتا جو میری مان بانجھ ہو جاتی اور مجھے نہ جنتی
کہ یہ دوزخ کا حال نہ سنتا مقداد کہتے تھے کیا خوب تہا جو مین ایک جنگلی پرند ہوتا اور حساب کتاب
اور عذاب سے بچ جاتا اور یہ ذکر نہ سنتا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کاش کہ درندے میرے گوشت کو
پارہ پارہ کر ڈالتے کاش مان مجھے نہ جنتی جو جہنم کا ذکر سننے مین آتا پھر حضرت علی اپنا ہاتھ سر پہ رکھکر
رونے لگے اور کہتے تھے ہای سفر دور دراز اور توشہ اور زاد راہ کم مقدار سفر آخرت کا جانا اور آگ پر
چلنا ان مریضونکا کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا ان زخمیونکی دوا نہین ان قیدیون کو رہائی کہان سے
آگ کو کہا نینگے اور اوسکو پہنین گے اوسکی پرت پرت مین الٹ پلٹ ہونگے افسوس یہان سوتی
لباس پہنے ہین اور وہان پارہ آتش کے کپڑے پہنکر بولین گے ای آج ہم چشمون مین مل ملکر بیٹھتے ہین
بغلگیر ہوتے ہین اور دوزخ مین کل کو شیطانون کے ساتھ رہنا پڑیگا جابر نے روایت کی ہے علی علیہ السلام سے
کہ ایک دن جناب سیدہ نے رسول خدا سے عرض کیا ای بابا جس روز عرصہ خدا کے سامنے کہڑا ہونا ہوگا
اور جس دن طرح طرح کے ہول ہونگے اور بڑی تکلیف اور مصیبت کا دن ہوگا اوس دن مین آپکو کہان پاؤنگی
حضرت نے فرمایا ای فاطمہ در جنت پر اور میری ساتھ لوای الحمد ہوگا اور مین شفاعت کرتا ہونگا اپنی امت
کی اپنے رب کی جناب مین وہ بولی ای بابا اگر وہان نہ ملو فرمایا حوض کوثر پر ملاقات کرنا جب مین سیراب
کرتا ہونگا اپنی امت کو سیدہ نے عرض کی ای پدر اگر وہان بھی ملاقات نہ ہو تو کہان ہونگی حضرت نے
فرمایا پل صراط پر ملنا جب وہان کہڑا ہو کے رب سے کہتا ہونگا پروردگارا میری امت کو بچا دے بولی ای بابا [illegible]

اگر وہان بہی زیارت ہنو تو پہر کہان حضرت نے فرمایا میزان اعمال کے پاس اور مین کہتا ہونگا
خدایا میری امت کو نجات دے وہ کہنے لگین اگر حضرت سے وہان بھی ملاقات نہ ہو تو فرمایا کنارہ جہنم
پر وہان مین جہنم کے شرارونکو اور اسکے شعلون کو روکتا ہونگا اپنی اُمت سے پس حضرت سیدہ سنکر
بشاش اور شگفتہ ہوگئین سلمہ وجہ ابی رافع سے منقول ہے کہ جب جناب فاطمہ علیل ہوئین تو جسدن
انتقال ہوگا اوس روز مجہہ سے فرمایا کہ پانی تیار کر مینے پانی بھر کر رکھدیا پس بی بی فاطمہ نے غسل
فرمایا جسطرح اونکی عادت تھی بلکہ اوس سے بہتر پہر فرمایا نیا جوڑہ لا پس اوسکو پہنا پہر بولین مکانکو
بیچ مین ہمارے لئے فرش کرو مینے فرش کردیا آپ رو بقبلہ ہو کر رخسارہ کے نیچے ہاتہ رکھکر لیٹ گئین
اور فرمایا میری قبض روح کا وقت ہے مجھکو کہولنا مت کہ مین غسل کرچکی ہون یعنی بعد ہوچکنے کے ناگاہ انتقال کر گئین
اور جابر سے مروی ہے رسول اللہ نے فرمایا جبکہ روز قیامت ہوگا تو دختر میری فاطمہ ایک ناقہ بہشت پہ
سوار ہو کر آئیگی جسکے دونو پہلو مہر گوشت اور تیار ہونگی اور مہار اوسکی آبدار موتی کی ہوگی پاؤن
اوسکے زمرد سبز کے دم مشک خالص کی آنکھین یاقوت سرخ کی یعنے لال کی اوسپر نور کی عماری
ہوگی کہ جسمین اندر کی چیز باہر سے نظر پڑے اور باہر کی چیز اندر سے نظر آوے اندر اوسکے عفو خدا
اور باہر اوسکی رحمت خدا فاطمہ کے سر پر ایک نور کا تاج ہوگا جسکے ستر گوشہ ہونگے ہر ایک گوشہ
جڑاؤ ہوگا موتیو لنسے اور لعلون سے ایسے چمکتے ہونگے جیسے بڑی ستارے آسمان پر چمکتے ہین
دہنی طرف ستر ہزار فرشتہ اور بائین طرف ستر ہزار فرشتہ اور جبرئیل مہار لئے ہوے پکارتے ہونگے
آنکھین بند کرو فاطمہ دختر محمد آتی ہین پس کوئی نبی اور رسول اور صدیق اور شہید باقی نرہیگا
جو آنکھین بند نکرے جب تک وہ گذر نہ ہو جاوین پس وہ طے کر کے عرش کے نیچے پہنچین گی اور ناقہ سے
نیچے آوینگی اور عرض کرینگی الٰہی سیدی انصاف کر درمیان میرے اور اوسکے جسنے مجہہ پر ظلم کیا ہے خدایا
حکم کر مجہہ مین اور اوسمین جسنے میری اولاد کو قتل کیا پس ناگاہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے آواز آویگی
ای میری پیاری ای میرے حبیب کی بیٹی مانگ تو مین دونگا اور شفاعت کر مین تیری سفارش کو سنونگا

قسم ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی ظالم کا ظلم مجھ سے مخفی نہین ہے جناب سیدہ عرض کرینگی
ای معبود میری ای سردار میری میری ذریت کو اور میرے شیعونکو اور میری اولاد کے
شیعونکو اور میرے محبونکو اور میری اولاد کے چاہنے والون کو بخش دی پس اللہ
جل جلالہ عم نوالہ فرمائیگا کہان ہے ذریت فاطمہؑ اور شیعہ فاطمہؑ کی اور محب اوسکی
اور کہان ہین محب اوسکی ذریت کے پس وہ سب حاضر ہونگے اور ملائکہ رحمت اونکے
پس وپیش ہونگے پس جناب سیدہؑ آگے ہونگی اور اون سب کو لیے ہوے جنت مین
داخل ہونگی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھَا وَعَلٰی اَبِیْھَا وَ بَعْلِھَا

وَبَنِیْھَا وَذَرَارِیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِفَضْلِكَ
وَجُوْدِكَ یَا جَوَادُ یَا کَرِیْمُ اِنَّكَ اَنْتَ
الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَانْفَعْنَا بِهٖ وَسَائِرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ

تمت بالخیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۴	۵	بابی الرمز	بابی الرمز	۹۰	۴	بہت	سب
"	۱۱	اذکروا	اذکر	"	"	نو	نویا گیارہ
"	۱۳	بجاریہ	یجازیہ	"	۱۳	اہل محلہ	اپنے اہل محلہ
"	۱۶	بکر	کبر	"	۱۵	کہنا قطع	قطع
۷۶	۱	میری	معبود میرے	۹۲	۱۶	کا	کا نکاح
"	۲	ہے	ہی فمن اکرمہا	۹۳	۲۰	حسن و	حسن و جمال
۷۷	۵	السلا	السلام	۹۴	۴	توجہ	لوجہ
"	۸	دنیا یا بحرین	دنیا یا مرحبا بحرین	"	۲۰	سنہ	سنہ افضل [illegible] افضل من عبادة [illegible]
۷	۱۱	اشتقو کما	اشتقو علمنا				
۷۸	۶	اشوہر	شوہر جعفر				
"	"	بہی	بہتی	۹۶	۱۸	خبر مزید	خیر مزید
۷۹	۴	رات	پہر رات	۹۸	۱۱	تو	لو
"	۱۱	چاہتا	جانتا	۹۹	۱۵	جاتی ہے	جاتی "
۸۱	۸	سندہی	سندمی	"	۱۷	چین	چین کا
"	۱۵	عمدہ پر	پر عمدہ	۱۰۱	۳	رسول	نسل رسول
"	۱۶	بہی	بہی بہی	"	۱۲	بس جانتا	بس چاہتا
۸۲	۱۵	علی	علی جب	"	۷	تبلایا	تبلایا یا
"	۱۷	مکانوں	مکان	۱۰۲	۱۲	جوانان	جو جوانان
۸۳	۶	ہوتا	ہویا	"	۲۰	امام رضا	امام زمان
"	۸	در	گرد در	۱۰۴	۳	بیاج	بیاہ
۸۵	۸	مرضی کیا	کیا	"	۹	بفاطمہ	لفاطمہ
"	۱۰	کوئی	کوئی کیونکر				
۸۷	۴	سپر	آسپر				
۸۸	۱۷	بفاطمہ	لفاطمہ				

مادۂ تاریخ طبع از زبدة الاخیار خواجہ انصار حسین انصاری برادر حقیقی مصنف عالیجناب

قطعۂ اول

میرے بھائی مولانا عابد حسین
عقیل و فطین فلسفی منطقی
خوارج کی گھر گھر میں ماتم ہوا
کتاب فضائل یہ نادر لکھی
ندا دی یہ ہاتف نے انصار کو
مخزن علم و ہنر عابد حسین
لکھی جگ جسدم باسلوب جمیل
کس پیارے طرز سے لکھا ہے واہ
بولا ہاتف بے نظیر و بے عدیل

جو ہیں عالم و زاہد و متقی
لکھا حال تزویج خیر النسا
ہوئے شادمان شیعیان علی
ہوئی طبع جسدم یہ نادر کتاب
ہو گئی اسکے چھپنے سے مومن خوشی
ذی وقار و ذی لیاقت اور عقیل
رد کیا داماد عثمان کو پھر
حافظ و ناصر رہے رب جلیل

محقق مدقق محدث فقیہ
انہوں نے بتا تیدِ روحِ نبی
خبر انکی دی اونکو رب العلے
لگے فکر تاریخ کرنے بھی

قطعہ ثانی

حال عقد حضرت خیر النساء
سنکے جسکو ہو گئے سنی ذلیل
فکر تھی تاریخ کی انصار کو

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک سعید کونین سید باقر حسین باقر ساکن کوال ضلع مظفر نگر

فاطمہ جسکی ہیں مداح ثنا خوان حسنین
ہے رقم قصہ تزویج جناب جان تو ن
زوجۂ شیر خدا بنت شہ کونین
ہے جلا آئینہ دل کی ہر اک لفظ اسکا
جا بجا کر دیا اثبات نفاق شیخین
بارک اللہ عجب طرح کیا صاف اسے ہمین

جلوۂ مہر درخشاں ہے کیونکہ کہیں
فخر بزم گل بستان رسول الثقلین
گوہر قلزم عصمت دل و جان حسنین
اور ہر فقرہ ہے اس نسخہ کا نور العین
دیکھا تفضیل علی کا جو سراپا اثبات
بدعتین بہتر ہے سرمہ بمیان نعین
واہ یہ خوب ہوا طبع قران السعدین

کی ہے تصنیف یہ مولوی صاحب نے کتاب
درج تفضیل ہے اس میں بیان السعدین
معدن جود و سخا مخزن الطاف و کرم
مرحبا صلی علی نور خدائے دارین
رد داماد عثمان کیا باطرز جدید
ناصبی جی کیا کیا ہو سنکے بے چین
فکر تاریخ تھی باقر کو تو ہاتف بولا